نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ذکرِ مبارک
بلوچستان
میں

ڈاکٹر انعام الحق کوثر

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ
لاہور۔ پاکستان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ذکرِ مبارک
بلوچستان میں

ڈاکٹر انعام الحق کوثر

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ
۱۳۔ای شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

طابع اشفاق مرزا منیجنگ ڈائرکٹر

ناشر اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳۔ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور

مطبع امپرنٹ پریس، لاہور

اشاعت:۔

بار اول، اکتوبر ۱۹۸۳ء ۱۱۰۰

قیمت:۔ ۳۶/۰۰ روپے

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ۝ (الاحزاب۔پ ۲۲ ع ۳)

فہرست

۱۔ آغازِ سخن۔	پروفیسر انور رومان	۶
۲۔ حرفِ نیاز۔	ڈاکٹر انعام الحق کوثر	۱۱

۳۔ باب اوّل،

بلوچستان کا جغرافیائی اور تہذیبی پس منظر، اسلام کی آمد اور اس کے اثرات۔ ۲۵

۴۔ باب دوم،

براہوئی کُتب اور نعت گوئی۔ ۴۴

۵۔ باب سوم،

بلوچی کُتب اور نعت گوئی۔ ۱۴۷

۶۔ باب چہارم،

پشتو کے نعت گو شعراء۔ ۱۹۸

۷۔ باب پنجم،

فارسی گو شعرا کا نعتیہ کلام۔ ۲۵۶

Marfat.com

۸۔ باب ششم،

اردو نعت گوئی اور چند متعلقہ کتب۔ ۲۹۴

۹۔ باب ہفتم،

بلوچستان میں نعتیہ مشاعرے، عید میلاد النبی کی تقریبات، تعلیمی اور ۳۵۰
دینی اداروں میں میلاد کی تقریبات، اخبارات اور رسائل کے سیرت نمبر،
ریڈیو، ٹی وی۔ پروگرام

۱۰۔ اختتامیہ ۴۰۹

۱۱۔ ضمیمہ،

بلوچستان میں موجود دینی مدارس (ضلع وار) ۴۱۱

۱۲۔ کتابیات ۴۲۰

Marfat.com

انتساب

جناب حکیم محمد سعید کے نام

جنہوں نے احکام خداوندی اور شریعتِ محمدی پر عمل پیرا ہو کر بیمار انسانوں کو اپنی توجہات کا مرکز بنایا اور ان کی دلنواز گفتگو ہزاروں انسانوں کے لئے مرہم بنی ہے

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا !
(اقبال)

انعام الحق کوثر

Marfat.com

آغازِ سخن

ے دیدہ ام شاخِ گلے ، بر خویش می پیچم کہ کاش
می توانستم بہ یک دست ایں قدر ساغر گرفت

پاکستان ایک زرخیز، سرسبز اور کثیر الامکانیت خطّہ ہے۔ یہ ایک متنوع ملک ہے لیکن اس تنوّع کے باوجود اس میں ایک بنیادی وحدت و یگانگت کارفرما ہے۔ اس بنیادی وحدت کے قیام و دوام میں بلوچستان نے نہایت اہم اور فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے۔ بلوچستان اپنی بعض اوّلیات کی وجہ سے ہمارے ملک کا کلیدی صوبہ ہے۔

فلاسفہ تاریخ کے مطابق انسانی تہذیب تین آبی ادوار سے گزری ہے۔ اوّلاً دریائی دور ثانیاً بحرائی اور ثالثاً بحری دور۔

آغازِ تہذیب دریائی دور سے منسوب و منسلک ہے۔ اور اس دَور کے ابتداء میں چھوٹے چھوٹے دریا یا نالے اوّلین تہذیب کے مراکز بنے چنانچہ پاکستان کے جس حصّہ میں سب سے پہلے تہذیب نے آنکھیں کھولیں۔ وہ وادیٔ ژوب، وادیٔ شال، وادیٔ نال اور کولواہ کے علاقے تھے۔ یہاں سب سے پہلے دہقانی لوک معاشروں نے جنم لیا۔ بلوچستان کے انہی چھوٹے دریاؤں سے تہذیب نے اگلا قدم اٹھایا۔ تو وہ وادیٔ سندھ کی تہذیب کی صورت میں نمودار ہوئی۔

اس کے علاوہ پاکستانی آبادی کے اہم عناصر بھی اکثر و بیشتر بلوچستان سے ہی سندھ، پنجاب اور سرحد میں پھیلے۔ یہ اہم عناصر بلوچ، پشتون اور جاٹ وغیرہ ہیں۔ جو اس وقت پاکستانی آبادی کے دو تہائی کے قریب ہیں۔

لیکن اہم ترین رشتۂ وحدت جو بلوچستان نے پاکستان کو مہیا کیا۔ وہ اسلام ہے ہماری تاریخ میں سندھ کو باب الاسلام ہونے کا شرف عطا کیا گیا ہے۔ اس میں

Marfat.com

کوئی شک نہیں۔ کہ اسلامی سیاست وثقافت پہلی دفعہ وسیع اور ہمہ گیر پیمانے پر سندھ میں ہی جلوہ گر اور جاگزیں ہوئی لیکن تاریخ کے حقائق کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ تاریخ کا ایک اہم منصب یہ بھی ہے۔ کہ وہ افراد و واقعات کے تقدّم و تاخّر کا تعین کرے۔

باب الاسلام ہونے کا فخر اصل میں بلوچستان کو ہی نصیب ہوا۔ اس لئے کہ مکران کو حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کی سعادت تسخیر ایران کے فوراً بعد ساتویں صدی عیسوی کے وسط میں ہی نصیب ہو گئی۔ اور ۶۶۴ء تک مسلمانوں نے خضدار کو اپنا صدر مقام بنا لیا۔ گویا یہ پہلا خطہ تھا۔ جو مشرف بہ اسلام ہوا۔ چنانچہ اس کے بعد کی تمام برّی و بحری مہمات بلوچستان کے ہی برّی و بحری راستوں گزریں۔ حتیٰ کہ محمدؐ بن قاسم کی مہم (۷۱۱ء) بھی یہیں سے گزری۔

ظاہر ہے کہ جب اسلام کا ورود ہی بلوچستان میں سب سے ہوا اور یہیں سے یہ سندھ اور پھر پنجاب میں ضوفشاں ہوا۔ تو توحید و رسالت کا غلغلہ بھی سب سے پہلے یہیں بلند ہوا۔ اور چونکہ یہ ایک کثیر اللسان خطّہ ہے لہذا ہر زبان نذرانۂ محبت وعقیدت کا ذریعہ بنی۔ افسوس ہے کہ اس سرمایۂ درد وخلوص کا اکثر ابتدائی حصہ محفوظ نہ رہ سکا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان اس وقت مجموعی اور ملکی لحاظ سے کرۂ ارض کے پسماندہ ترین لوگوں میں سے ہیں۔ وہ ایک ہولناک تشتّت و افتراق اور انتشار و خلفشار سے دوچار ہیں۔ ان میں بہت سی اخلاقی برائیوں کا دور دورہ ہے۔ ان کی کثیر آبادیاں جہالت و توہّمات کا شکار ہیں۔ اور ان میں رفاہی اداروں کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔ وہ اپنے جوہر قابل کو بنظرِ حقارت دیکھتے ہیں۔ اور دوسروں کی دریوزہ گری کو فخر گردانتے ہیں۔ ان میں سخت قسم کا سماجی عدم توازن اور اقتصادی استحصال کارفرما ہے اور ان پر ایسے سیاسی و معاشی نظام مسلّط ہیں۔ جو محنت، قابلیت اور ایمانداری کی بنا پر فرد کو ابھرنے

Marfat.com

اور آگے بڑھنے کا موقعہ نہیں دیتے اور نخرکاروں کی طرح اُنہیں معذور و مفلوج اور اپنے دست نگر اور کارندے بن کر رہنے پر مجبور کرتے ہیں۔ ان حالات میں عربستان اور پاکستان میں کوئی خاص فرق نہیں۔ اور بلوچستان کو اُن کا کچھ زیادہ ہی حصّہ ملا ہے۔ لیکن اس کے باوجود مسلمان نہ زندگی سے مایوس ہوئے ہیں۔ نہ ان میں جوہر قابل کی کمی ہے۔ نہ اُن کا ذوق دعا کم ہوا، نہ اُن کی ثقافت بے جان ہوئی ہے اور نہ اُن میں جذبہ حفظ و بقا کا فقدان واقع ہوا ہے۔ واللہ! اگر کسی اور ملّت پر ایسی نحوست و شقاوت مستولی ہوتی تو وہ شاید کبھی کی نیست و نابود ہوگئی ہوتی!

وجہ بقا ڈھونڈنا کچھ مشکل نہیں۔ یہ اسلام اور صرف اسلام کی محبت ہے جو ان تیرہ بخت سوختہ سامان مسلمانوں کو زندہ و پائندہ اور رواں دواں رکھے ہوئے ہے۔ خدا تعالیٰ پر غیر متزلزل ایمان ہر مسلمان ملک اور ہر ملک کے ہر خطّے کی حیات جاوداں کا ضامن ہے۔ اور توحید پر یہ اٹل ایمان آنحضورؐ کی حیاتِ طیّبہ اور سیرتِ مطہّرہ سے بے پناہ عقیدت کا ثمرہ بھی ہے۔ اور تقاضا بھی! بلوچستان میں اس عقیدت کے انوار سب سے پہلے ہی نہیں پھوٹے بلکہ مسلسل یہاں جاری و ساری رہے ہیں۔

ڈاکٹر انعام الحق کوثر بلوچستان کی اندرونی کائنات کے نبّاض و نقّاش ہیں۔ انھوں نے محض یہاں کی روح پرور ہوائیں ہی نہیں کھائیں۔ محض یہاں کا جاں بخش پانی ہی نہیں پیا۔ بلکہ یہاں کے باسیوں میں زندگی اور صداقت، دانش اور حکمت اور محبت اور عقیدت کے انمول موتی بھی تلاش کیے ہیں۔ وہ قریباً ایک ربع صدی سے بلوچستانیات پر مسلسل کام کر رہے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ اس فردِ واحد نے بلوچستانیات سے جتنے پردے اٹھائے ہیں۔ وہ شاید نیم صد اہل یورپ نے ایک صدی میں نہ اُٹھائے تھے۔ اُن کے لیے بلوچستان ایک سیاسی سٹنٹ نہیں ہے بلکہ پاکستان کی ایک اٹل لیکن مستور حقیقت ہے۔ اس

Marfat.com

وقت وہ ان تمام پاکستانی محققین سے زیادہ فعّال ہیں۔ جو بلوچستانیات پر لکھ رہے ہیں۔ اگر اتنا کام کسی محقق نے امریکہ یا یورپ کے کسی ملک میں کیا ہوتا تو وہ مہا دانشور اور خدائے علم و دانش کہلاتا۔ لیکن افریشیائی دانشور جن حوصلہ شکن حالات میں کام کرتے ہیں۔ وہی حالات اگر یورپی دانشوروں پر مسلّط ہو جائیں۔ تو شاید اُن کی تحقیق و تخلیق اور ایجاد و اختراع کے سوتے ہی خشک ہو جائیں۔ پسماندہ ممالک بہت دیر سے ہی سمجھ سکتے ہیں کہ دانش و حکمت لوگوں کے پیچھے پیچھے نہیں پھرتی بلکہ منبع انوار کی طرح اپنے نزد و دُور کو یکساں طور پر منوّر و متحرک کرتی ہے!

بہرحال اب کے ڈاکٹر کوثر صاحب نے سیرت پاکؐ پر قلم اٹھایا ہے اور بلوچستانیات کے غالباً اوّلین اور اہم ترین گوشہ کو روشنی میں لانے کی کوشش کی ہے۔ یہ موضوع بجائے خود بے حد کشش انگیز ہے اور اس کے اندر صدیوں کے والہانہ ہدیہ ہائے عقیدت ملفوف ہیں ؎

شمار شوق ندانستہ ام کہ تا چنداست
جز ایں قدر کہ دلم سخت آرزو منداست

ممکن ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے جتنا مواد اس کتاب میں جمع کیا ہے وہ کل یا ممکنہ مواد کا صرف ایک حصّہ ہو۔ لیکن یہ یاد رکھنا ضروری ہے۔ کہ یہ موضوع اچھوتا ہے۔ اور اس پر باقاعدہ کام پہلی دفعہ ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مطبوعات و مسوّدات (جو تھوڑے بہت دستیاب ہیں) اخبارات، رسائل و جرائد، دینی اداروں، ذرائع ابلاغ عامہ اور اصحاب متعلّقہ سے استفادہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور جو کچھ انہیں جہاں سے ملا اُسے انہوں نے نظر انداز نہیں کیا۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ آپ کے سامنے جو پنج لسانی گلدستہ حاضر ہے۔ وہ واقعی حوصلہ افزا اور قابلِ تعریف ہے۔ مسوّدات، مخطوطات، مطبوعات اور آثار و منابع کی وافر موجودگی میں بھی تحقیق ایک مشکل

Marfat.com

فن ہے۔ لیکن اُن کی عدم موجودگی یا عدم دستیابی کی صورت میں اس کی مشکلات صرف تصور ہی کی جاسکتی ہیں۔ بیان نہیں ہو سکتیں! مستقبل کے نقطہ نظر سے ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کا اہم ترین کارنامہ یہی ہے کہ انہوں نے اکثر موضوعات پر اتنا مواد اکٹھا کر دیا ہے۔ کہ مزید تحقیق اور تحقیق در تحقیق کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ اُن کے زیرِ تحقیق موضوعات اکثر و بیشتر وہ ہیں۔ جن میں بابِ تحقیق وا کرنے کی سعادت انہی کو نصیب ہوئی ہے۔ اور وہ ابواب الکوثر ہی رہیں گے!

ایک بلوچستانی کہاوت ہے کہ "میری سرزمین پر ایک جام آب کی قیمت ایک سو سال کی وفا ہے" حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے سینکڑوں سالوں کی وفا کا ثبوت فراہم کر دیا ہے!

امید ہے ڈاکٹر صاحب کی یہ کاوش قبول عام اور شہرت دوام پائے گی!

کوئٹہ
یکم محرم ۱۴۰۱ھ

پروفیسر ایم انور رومان
ڈائرکٹر بیورو آف کریکولم، بلوچستان۔

Marfat.com

حرفِ نیاز

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

اللہ تعالیٰ نے "نسخۂ کونین[1] کے 'دیباچے' اور 'آبروئے ہر[2] دوسرا'" سرورِ کون و مکان حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرقانِ مجید میں فرمایا[3] ہے:

وہ مصطفیٰ، مجتبیٰ، احمد، محمد، یٰسین، طٰہٰ، کملی والے،
چادر والے، نبی اُمی، داعی الی اللہ، ہادی و منذِر،
روشن چراغ، شاہد، بشیر و نذیر، مزکی نفوسِ انسانی،
معلّم کتاب و حکمت، نور، تاریکیوں سے نکالنے والے، غلط
بندھنوں سے نجات دلانے والے، وہی ہر بات کے شارح،
حاملِ صدق، مرکزِ حق، برہان، حاکم برحق، صاحبِ قولِ فیصل،
سراپا ہدایت، سراپا رحمت، رؤف و رحیم، تمہارے گواہ،
صاحبِ خلقِ عظیم، اوّل المومنین، اوّل المسلمین، خاتم النّبیّین،
عبد (کامل)، صاحبِ کوثر، صاحب رفعت شان و شہرتِ عام،
ایمان والوں کی جان سے بھی زیادہ عزیز اور پیارے ہیں،

---

[1] نسخۂ کونین را دیباچہ اوست + جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست

[2] محمدؐ عربی کآبروئے ہر دو سرا است + ہر آنکہ خاکِ درش نیست، خاک بر سرِ اوست

[3] نعت رسول کریم بآیاتِ قرآنِ حکیم مرتبہ مولانا سید حسن مثنّیٰ ندوی، صریر خامہ، حیدرآباد سندھ، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء ص (ا) ؛ ارمغانِ نعت، شفیق بریلوی، طبع سوم، کراچی، ۱۳۹۹ھ ص ۳۱، ۳۲

Marfat.com

انَّ اللہَ وَ ملٰئکتہ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیّ ؕ یایھا الذین آمنوا صلُّوا عَلَیْہِ وَسلمو تَسْلِیما ہ اسلام کے دائرے میں داخل ہونے کے لیے صدقِ دل سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ لا الہ الا اللہ میں توحید باری تعالیٰ کا اقرار ہے جبکہ محمد رسول اللہ میں رسالتِ محمدی کا اعتراف ہے۔ پیغمبرؑ کے وسیلے کے بغیر معرفتِ الٰہی کا حصول ناممکن ہے۔ خدا کی رضا و خوشنودی کے لیے نبی کریم صلعم کی اطاعت و پیروی کے سوا کوئی اور سبیل نہیں ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربّانی ہے

قُل اِن کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

"کہہ دو اے نبیؐ کہ اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تمہیں چاہے گا۔"

پیغمبر کا منصب کیا ہوتا ہے۔ اس کی ذات عالی صفات سے کس طرح استفادہ کیا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب فرمانِ الٰہی سے یوں ملتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

"اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ خود اُن میں سے ایک رسول پیدا کیا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے۔ ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے قبل کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔"

ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبرؑ کے کام کے طریقے اور مدارج کی وضاحت فرمائی ہے۔ کہ سب سے پہلے وہ کلام الٰہی کی بعینہٖ تلاوت کرتا ہے اور اُمت کو قرآنِ کریم پڑھنا سکھاتا ہے۔ ان کے نفوس کے تزکیہ کی خاطر انہیں قرآنِ مجید کے مطالب شرح و بسط کے ساتھ ذہن نشین کراتا ہے۔ جو (مطالب) ان کے ذہنوں کو جلا بخشتے ہیں اور حکمت و دانائی سے منور کرتے ہیں۔

Marfat.com

قرآنِ پاک کی تعلیمات کی عملی تشکل کے ادراک کے لیئے آقائے نامدار حضرت محمدؐ کے قول، فعل اور عمل کو بہترین نمونہ قرار دیا گیا ارشادِ خداوندی ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃٌ حسنۃ۔

"تمہارے لیئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بہترین نمونہ ہے"

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ سے جب حضور اکرم کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے انتہائی بلیغ انداز میں فرمایا کہ وکان خلقہ القرآن (وہ تو سراپا قرآن تھے) خود قرآنِ مجید نے بھی یہی کہا ہے کہ اِنک لعلیٰ خلقٍ عظیم آپ سرتاپا خُلقِ عظیم ہیں اور خلق عملی سیرت کا نام ہے۔ ان معروضات کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی بڑی اہمیت ہے اسی لیئے اسلام کا سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا سیرت النبیؐ کے مطالعہ کے بغیر ناممکن ہے۔

سیرت کے معنی[1] "سنت"، "طریقہ" اور "مسلک" کے ہیں۔ سیرت میں بنیادی طور پر طینت وسرشت، افتادِ طبع، اندازِ فکر، طرزِ عمل اور پھر اس کے اثرات، یہ تمام باتیں شامل ہیں۔ بالآخر آنکہ حضور نبی کریم صلعم کی سیرت کا سب سے بڑا پہلو رسالت ہے۔ اور رسالت کا تعلق پوری انسانیت سے ہے۔ انسان کے اُس مقام سے ہے جو اُسے کائنات کی بھری محفل میں میسر ہے۔ خود اُس کائنات سے ہے جس کا یہ انسان ظاہری طور پر معمولی مگر اہم جزو ہے۔ اُس زندگی سے ہے جو اس کائنات میں اُبھری ہے اور ارتقائی منازل طے کرتی جاتی ہے۔ چونکہ رسول صلعم کی شخصیت سے رسالت کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا اس لیئے آنحضرت صلعم کی زندگی فقط پیدائش سے وفات تک کے واقعات میں دوسرے اشخاص وافراد کی زندگیوں کی طرح مقید نہیں ہو سکتی۔ نتیجتہً سیرت نبوی کے

---

[1] شارعِ انسانیت، حسن مثنیٰ ندوی، ماہ نو کراچی سیرت رسولؐ نمبر ۱۹۶۳ء ص ۱۵۷۔

دائرے میں چند تاریخی واقعات اور سوانح حیات ہی نہیں آئیں گے۔ سارا قرآن آجائے گا ساری ہدایات و تعلیمات آئیں گی، تمام احکام و قوانین اور فرامین و مکاتیب، عقائد و عبادات اور معاملات و آداب آئیں گے۔ بلکہ اُن تمام رفقاء کے حالات بھی جن کی خاص تربیت آنحضرت صلعم نے فرمائی اور مختلف ذمہ داریاں اُن کو تفویض کیں، اور پھر ان سب مخالفوں کے احوال بھی جو معاندین و مخالفین کے رہبر تھے اور برسرِ عناد و مصروفِ پیکار رہے۔

اسی لائحہ عمل کے پیشِ نظر قدماء نے جب کچھ تحریر کیا تو اس بھرپور اور ہمہ گیر زندگی کے ابواب جدا جدا ترتیب دیئے۔ انہوں نے حضور پاکؐ کے روزمرہ کے معمولات، عادات و خصائل، اخلاق و آداب، آل اولاد، گھر بار، رہن سہن وغیرہ کو "شمائل" وغیرہ کے عنوان سے مرتب کیا ہے۔

سرزمینِ بلوچستان میں آنحضرت صلعم سے متعلق براہ راست یا بالواسطہ جو کُتب، مقالات اور مضامین تحریر کیئے گئے۔ یا ریڈیو پاکستان کوئٹہ اور ٹیلی ویژن کوئٹہ سے تقاریر نشر ہوئیں یا دینی و مذہبی مجلسوں اور جلسوں سے خطاب کیا گیا، وہ سبھی کچھ سیرت کے اس مفہوم کا احاطہ کرتا رہا ہے جس کا متذکرہ بالا سطور میں اظہار کیا گیا ہے۔ اور جن کا ذکر "کاروانِ عقیدت صلی اللہ علیہ وسلم" کے آئندہ صفحات کی زینت بنا ہے۔

خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک کی حمد کے بعد دنیا بھر میں جس ہستی کی سب سے زیادہ تعریف و توصیف بیان ہوئی ہے وہ حضور پاک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والاصفات ہی ہے۔ اس زُمرے میں کسی قوم، گروہ یا مذہب کی کوئی قید نہیں۔ کیونکہ غیر مسلم تک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی

لے ہندو شعراء بارگاہ رسولؐ میں، اظہر قادری، صریر خامہ، نعت نمبر، حیدرآباد ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء ص ۱۴۰ تا ۱۴۴۔ ہندو شعرا کے نعتیہ کلام سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ آنحضرت صلعم (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵)

Marfat.com

شان میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ قدیم شعرا تو اس دستور پر عمل پیرا رہے کہ خواہ کچھ بھی نظم کریں حمدیہ اشعار کے بعد نعتیہ اشعار ضرور ہوتے۔ کم وبیش یہ انداز بیسویں صدی کے اوائل تک رہا۔ بعد ازاں یا تو اس سے صرف نظر کیا گیا یا پھر مستقل طور پر نعت ہی کو موضوع سخن بنایا گیا۔

"نعت" عربی کا لفظ ہے جس کے معنٰے ہیں: "خوبی کا بیان، مدح و تعریف" عربی میں یہ لفظ آج تک اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مگر فارسی، اُردو، براہوئی، بلوچی اور پشتو میں یہ لفظ فقط اپنے اصطلاحی معنوں میں آتا ہے گویا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و توصیف۔ اصطلاحی معنوں سے ایک تصوّر یہ بھی وابستہ ہے کہ وہ مدح وتوصیف صرف نظم میں ہو۔ حضور پاک صلعم کے "واصف" کے لئے پہلے پہل لفظ "ناعت" (نعت کہنے والا) کا استعمال سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیا تھا۔ قیاس چاہتا ہے کہ اسلامی[1] ادب میں اس معنی میں اسکا استعمال پہلی بار کیا گیا ہے۔

من راہ بداھۃ ھمابہ۔ ومن خالطہ معرفہ

(حاشیہ صفحہ ۱۶ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴ کا) کی سیرتِ پاک اور اوصافِ حمیدہ ایسے ہیں جن سے غیر مسلم بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے اور انہوں نے اپنے عقائد کے باوصف اپنے تاثرات اور دلی جذبات کو نعت کی صورت میں فخریہ انداز میں پیش کیا۔ ہندو شعراء کے نعتیہ کلام کے کچھ مجموعے بھی شائع ہوئے ہیں۔ جن میں اُذان بت کدہ، مرتبہ منشی محمد الدین فوق، ہندو شعرا اور دربارِ رسول، مرتبہ محمد محفوظ الرحمان اور "ہندو شعرا کا نعتیہ کلام"، مرتبہ فانی مراد آبادی زیادہ قابلِ ذکر ہیں۔ ہندو شعرا میں چودھری دلورام کوثری نے جو خود کو فخریہ انداز میں اُردو کا حسان بن ثابت سمجھتے تھے۔ نعتیہ اشعار رسمًا نہیں بلکہ عقیدتًا کہے ہیں مثلاً ؎

کچھ عشقِ پیمبر میں نہیں شرطِ مسلمان
ہیں کوثری ہندو بھی طلب گارِ محمدؐ!

Marfat.com

احبّه يقول ناعته لم ار قبله ولا بعده مثله صلى الله عليه وسلم (شمائل ترمذی ص ۵۶)۔

"آپ پر یکایک جس کی نظر پڑتی ہے ۔ہیبت کھاتا ہے ۔جو آپ سے تعلقات بڑھاتا ہے ، محبت کرتا ہے ، آپ کا وصف کرنے والا یہی کہتا ہے کہ آپ سے پہلے نہ آپ کے جیسا دیکھا اور نہ آپ کے بعد آپ کے جیسا دیکھا۔"

حق تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے : وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو رفعت بخشی) ذکرِ حبیبؐ کی یہ سربلندی "تاریخی ادوار ، جغرافیائی قیود ، اقوام و ملک کی تقسیم ، رنگ و نسل کی تفریق اور زبان و ادب کے پیمانوں سے بہت زیادہ بالا ہے ۔اسی لئے نعت کا موضوع لامحدود ہے ۔ علاوہ ازیں آنحضرت صلعم کی ذاتِ والا برکات ساری انسانیت کے لئے ایک کسوٹی ہے ۔چنانچہ جب اس کسوٹی کے ناطے سے اپنے احوال پر نظر ڈالی جاتی ہے تو یہ جائزہ بھی نعت کے ضمن میں آجاتا ہے ۔شاعر اپنے نعتیہ اشعار میں انسانوں کی توجّہ زندگی کی اعلیٰ ترین اقدار کی جانب منعطف کراتا ہے ۔اور اس طرح زندگی اور انسانی معاشرے کو زندہ تر اور پائندہ تر بنانے کی سعیٔ بلیغ کرتا ہے ۔یوں ہر دور میں نعت کی اہمیت ، ضرورت اور افادیت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے ۔ باقاعدہ نعتیہ شاعری کی ابتداء[1] حضور پاک آنحضرت صلعم کی حیات

(حاشیہ صفحہ ۱۵ کا) [1] اردو نعت کا پسِ منظر اور پیش منظر ، حفیظ تائب ، ماہ نو ، لاہور مئی ۱۹۸۰ء

اُردو میں نعتیہ شاعری ، ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق ، صریرِ خامہ ص ۱۵۸۔

ارمغانِ نعت ، شفیق بریلوی ، طبع سوم ، کراچی ، ۱۳۹۹ھ ص ۱۵/ ۱۶۔

ارمغانِ نعت ، شفیق بریلوی ، طبع سوم ، کراچی ، ۱۳۹۹ھ ص ۳۵ تا ۵۶۔

ماہ نو ، لاہور ، مئی ۱۹۸۰ء ص ۱۲۸/ ۱۳۹۔

سیرت محمدیہ جلد اول ، امام شیخ احمد بن محمد ابن ابی بکر الخطیب القسطلانی الشافعی ، (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷ پر)

Marfat.com

طیبہ ہی میں ہوگئی تھی۔ عربی میں نعت کا ابتدائی سرمایہ حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب کے اشعار ہیں جو ابن ہشام نے سیرۃ النبی میں نقل کیے ہیں۔ حضرت ابوطالب کی نعت کا آخری شعر یہ ہے:

بنا انتعش العود الذواء واغا + باکنا قنا اتندی وتنمی ارومھا

ترجمہ:-

جن کے سائے میں خشک ٹہنیاں بھی نہال ہوجاتی ہیں اور اس کی جڑیں نرم اور بار آور ہونے لگتی ہیں۔

ابوزید القرشی نے جمہرہ میں المفصل النبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس نے حضور صلعم کی شان مبارک میں شعر نہ کہا ہو اور اسے موقع پر پڑھ کر نہ سنایا ہو۔ چنانچہ خلفائے راشدین کے علاوہ آنحضرت صلعم کی صاحبزادی خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ آپؐ کی پھوپھیوں حضرت صفیہ اور حضرت عاتکہ رضؓ آپؐ کے چچا حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت عباس رضؓ بن عبدالمطلب اور آپؐ کے چچیرے بھائی ابوسفیان حضرت عمرؓ کے نعتیہ اشعار دستیاب ہیں۔

نعت گو عربی شعرا[1] میں حضرت حسّان بن ثابت کا نام سرفہرست ہے۔ درحقیقت وہ فن گوئی کے بانی مبانی تھے۔ اگر ہم آج سے چودہ سو سال قبل نظر ڈالیں تو وہ ایک کثیر گروہ کے پیش رو کی حیثیت سے اُبھرتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ اُن کی آواز آتی ہے۔

وَاَحسَنَ مِنكَ لَم تَرقَط عَینِی
وَأجمَلَ مِنكَ لَم تَلِدِ النساء

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷ کا) اُردو ترجمہ محمدؐ عبدالجبار کراچی، لاہور ص ۱۶ تا ۱۸۔

[1] ماہِ نو، کراچی، سیرتؐ نمبر ۱۹۶۳ء ص ۱۳۹۔

Marfat.com

خُلِقْتَ مُبَرَّءًا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ :۔

نہ دیکھا بڑھ کے حسین تجھ سے میری آنکھوں نے
جنا نہیں کسی عورت نے بڑھ کے تجھ سے جمیل
ہر اک عیب سے دنیا کے تیری ذات بری
کہ جیسے خود تیری مرضی سے خلق ذات نبیل!

حضرت حسّان بن ثابت کے بعد اعشیٰ اور صاحب قصیدۂ بردہ امام بصیری کا نام نامی آتا ہے[1] محمّد بن سعید بن حمّاد البوصیری کے قصیدۂ بردا کا اتنا چرچا ہوا کہ دیگر شعرا کی نعتیں تو ایک جانب اُن کے اپنے دوسرے قصائد بھی اُس کے سامنے چمک نہ سکے۔ غالباً عربی کا کوئی قصیدہ بھی مقبولیت اور حسن بیان کے اعتبار سے قصیدۂ بردہ کے ہم پلہ نہیں۔ فصاحت و بلاغت کی رُو سے یہ نعتیہ شاہکار اپنا جواب آپ ہی ہے۔ چند شعر یہ ہیں :۔

محمد سيد الكونين والثقلين
والفريقين من عرب ومن عجم
هُوالحبيبُ الذى ترجى شفاعته
لكل هول من الاهوال مقتحم
فاق النّبيين فى خلق وفى خلق
ولم يدانوه فى علم ولا كرم

---

[1] " .... کا آبروئے ہر دو سراست، نور کاشمیری، ماہِ نو کراچی، سیرت نمبر ۱۹۶۳ء ص ۱۴۰، ۱۴۱۔

Marfat.com

وکلهم من رسول الله ملتمس
غرفا من البحر او رشفا من الدیم
منزه عن شریک فی محاسنه
فجوهر الحسن فیه غیر منقسم
فمبلغ العلم فیه انه بشر
وانه خیر خلق الله کلهم
فانه شمس فضل هم کواکبها
یظهرن انوارها للناس فی الظلم
اکرم بخلق نبی زانه خلق
بالحسن مشتمل بالبشر متسم
کالزهر فی ترف والبدر فی شرف
والبحر فی کرم والدهر فی همم
کانما اللؤلؤ المکنون فی صدف
من معدنی منطق منه ومتبسم

ترجمہ:۔

محمدؐ سید الکونین و ثقلین،
عرب ہوں وہ جہاں ہیں یا عجم ہوں
حبیبِ حق ہیں وہ اُن کی شفاعت
ہے ہر احوال میں گو خوف و غم ہوں
فزوں ہیں خلق خلقت میں سب سے
نبی کب ہمسر علم و کرم ہوں
طلب یک جرعہ کرتے ہیں انہیں سے
کہ جیسے وہ سراپا بحر و یم ہوں

Marfat.com

محاسن ہیں ہیں شرکت سے مبرا
کہ جوہر حسن کے کب منقسم ہوں
بشر جانیں بحد علم و دانش
وگرنہ سب جہاں کے محرم ہوں
نبی ظلمات میں تارے سراسر
ہیں افضل سب سے حضرت گو بہم ہوں
گرامی صورت و سیرت میں دونوں
یہ حسن اور خلق اوج افزائے یم ہوں
یہ نزہت گل، شرف میں بدر کامل
یہ رحمت دہر قلزم در کرم ہوں
صدف میں دُر مکنوں کی طرح ہیں
تبسم، نطق، تنویر اتم ہوں

فارسی نعتیہ شاعری کو سعدی، رومی، خسرو، سنائی عطار، نظامی گنجوی، خاقانی، قدسی، عرفی، جامی، قاآنی، غالب اور اقبال (انہوں نے نعت نبیؐ کو ایسے فلسفیانہ اور حکیمانہ انداز میں زندگی کے مسائل سے ہم آہنگ کیا کہ اسے منفرد حیثیت حاصل ہوگئی) بام عروج پر پہنچایا۔

اُردو میں امیر مینائی (انہوں نے قصیدہ، مثنوی، غزل، مخمس مسدس اور تضمین غرضیکہ ہر صنعت میں نعت لکھی) حالیؔ (جنہوں نے مسدس حالی لکھ کر اپنے دور میں نعتیہ شاعری کی نئی روایات قائم کیں)، اقبالؔ (جن کی شاعری کا محور ذاتِ رسالت مآبؐ ہے اور اُن کی نعتیہ نظم۔ ذوق وشوق کو اُردو کی نعتیہ شاعری کی معراج کہا جاتا ہے) ظفر علی خاں، (اُردو نعتیہ شاعری کو نئے افق دکھانے میں ان کا بھی خاص حصّہ تھا) آغا حشر کاشمیری، محسن لطیفی، سیماب اور پھر حفیظ جالندھری، حسرت موہانی، اختر شیرانی،

Marfat.com

اثر صہبائی، ماہر القادری، ضیاء القادری، شکیل، نعیم صدیقی، اقبال سہیل بہزاد، مظہر الدین، عبدالعزیز خالد، محشر رسول نگری اور حفیظ تائب وغیرہم قابلِ ذکر ہیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد اُردو نعت کے ارتقا کی رفتار بہت تیز ہوگئی۔ اب تک سو کے لگ بھگ مجموعہ ہائے نعت منظرِ عام پر آچکے ہیں۔

بلوچستان میں مروّجہ زبانوں یعنی براھوئی، بلوچی، پشتو، فارسی اور اُردو کے جدید و قدیم شعرا ثنائے خواجۂ یثرب میں کسی سے پیچھے نہیں رہے! انہوں نے اپنی بساط اور افتادِ طبع کے مطابق عقیدت پارے پیش کیے ہیں۔ جن کا موجودہ کتاب "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک" ——— بلوچستان میں" اختصار سے جائزہ لیا گیا ہے۔

بلوچستانی شعرا کے نعتیہ کلام میں نبی آخر الزّمانؐ کے اوصافِ حمیدہ، شمائل و خصائل پاکیزہ، دوسرے انبیاء پر آپؐ کا تفوّق و فضیلت، دیگر امتوں پر اُمتِ محمدیؐ کی فضیلت، نبی اکرمؐ سے محبت و عقیدت کی برکات، اور کثرتِ درود خوانی کی برکتیں اور رحمتیں جن کے بارے میں آنحضرت صلعم کا مشہور قول ہے کہ "قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوگا" بیان ہوئی ہیں۔

علاوہ ازیں روایات و بیانات میں حدِ اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ غیر معتبر اور غیر مصدقہ روایات سے اجتناب برتنے کی سعی کی گئی ہے۔ قرآن و احادیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ درود و سلام عقیدت سے معمور ہیں عقیدت مندی مبالغہ آرائی سے محترز ہو تو بات بنتی ہے۔

بالعموم میلاد ناموں میں تین اہم موضوعات ہوتے ہیں۔ اوّلاً ولادتِ مبارک آنحضرت صلعم ثانیاً معراج شریف ثالثاً وفات کا بیان۔ باقی عام بیانات انہی موضوعات کے تحت آجاتے ہیں۔ اندازِ بیان سادہ آسان اور عام فہم ہونا

Marfat.com

ہے۔ قرآنی آیات و احادیث کے حوالے بھی دیئے جاتے ہیں۔ شاعرانہ مبالغہ آرائی اور افسانوی رنگین بیانی سے اجتناب برتنا ایک لازمی امر ہے۔

مختصراً یہ بلوچستانی شعرا کا کاروانِ رنگ و بُو خلوص، محبت اور عقیدت کیشی کے پھول لیئے ہوئے مدینہ منوّرہ کی جانب رواں دواں نظر آتا ہے۔

خدائے بزرگ و برتر کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اُس نے اس ناچیز کو توفیق، ہمت اور جذبہ عطا فرمایا اور یہ کتاب پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی۔ جو پندرھویں صدی ہجری کی تقریبات کے سلسلے میں منظرِ عام پر آرہی ہے ؎

در آغازِ بسم اللہ اولتر است
بانجام ہر کار او رہبر است

میر خمستانِ حجاز حضرت خیرالورٰی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کا جو ارفع نمونہ پیش کیا۔ اُسی کے اثر سے اس دُنیائے فانی میں پاک نہاد اور پاکیزہ سیرت انسان ہیرے جواہرات کی مانند جگمگ جگمگ کرتے اُبھرے ہیں ؎

طینتِ پاکِ مسلماں گوہر است
آب و تابش از یمِ پیغمبر است

اسی لیئے ہم جس قدر اُسوۂ حسنہ کو اپنائیں گے اتنے ہی سربلند ہوتے جائیں گے۔

اس ناقابلِ فراموش موقع پر میں اپنے بعض بزرگوں جیسے جدِ امجد میاں غیاث الدین، نانا جان میاں شاہ دین، نانا جان میاں غلام محمدؒ، والد بزرگوارم میاں محمدؒ مقبول (جن کی شب بیداری نے مجھے ہمیشہ متاثر کیا) ماموں جان سردار محمد ریاض اور نانی جان کا ذکرِ خیر ضروری سمجھتا ہوں۔ جنہوں نے مجھ ناچیز کی تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ والدہ محترمہ کی دلی اور خصوصی دعائیں ہمیشہ شاملِ حال رہیں۔

اس کتاب کی تیاری میں میرے لیئے پروفیسر انور رومان اور پروفیسر امتیاز

احمد سعید کے قیمتی مشورے باعثِ تقویت بنے ۔ یوں تو مواد کی فراہمی کے سلسلے میں میرے کرم فرماؤں کی تعداد خاصی ہے ۔

بیگانہ را برسم تکلف کنند دوست
جائیکہ دوستی است تکلف چہ حاجت است

پھر بھی ان حضرات کا زیادہ ہی شکر گزار ہوں : پروفیسر سلطان الطاف علی ، جناب غوث بخش صابر ، ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی ، جناب آزاد خان ، جناب محمدؐ یعقوب ، جناب سرور سودائی ، جناب سیّد عابد رضوی ، جناب نسیم الدین نسیم ، جناب غلام حیدر حسرت اور جناب عبداللہ ذاکر ، میں یونیورسٹی گرانٹس کمشن اسلام آباد کے اربابِ بست و کشاد کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مواد کی فراہمی کے لیئے مالی معاونت فرمائی ۔ اشاعت کیلئے جناب پروفیسر خورشید احمد اور جناب عبدالوحید خاں کا ممنون ہوں اُن سب کی خدمت میں عرض ہے ؎

چو خواہم باتو حالِ دل بگویم جائی یابم + اگر جای کنم پیدا ترا تنہا نمی یابم
اگر یابم ترا تنہا و جای دل شود پیدا + ز شادی دست و پاگم میکنم خود را نمی یابم

اللہ تعالیٰ اپنے عظیم ترین شاہکار حضور پاک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہماری انفرادی اور اجتماعی مشکلات کو آسان فرمائے ! اور پندرھویں صدی ہجری مسلمانانِ عالم ، بنی نوعِ انسان اور اہلِ پاکستان کے لیئے باعث خیر و برکت ہو ۔ چودھویں صدی ہجری میں دُنیا بھر کے مسلمانوں میں جو خود شناسی کی لہر دوڑ گئی تھی وہ زیادہ شدت اور قوت کی مالک بنے ۔ آمین !

ما کارِ خویش را بخداوند کارساز
بسپردہ ایم تا کرمِ او چہ میکند

کوئٹہ

۲۵ ذلیقعدہ ۱۴۰۱ھ

۲۵ ستمبر ۱۹۸۱ء

انعام الحق کوثر

Marfat.com

باب اوّل

بلوچستان کا جغرافیائی اور تہذیبی پس منظر

اسلام کی آمد اور اس کے اثرات

بلوچستان چار ڈویژنوں (مکران، قلات، کوئٹہ اور سبّی) پر مشتمل ہے۔ مشرق میں کوہِ سلیمان اس کو پنجاب سے اور ہالا، کھیر تھر اور بیب اسکو سندھ سے ملاتے ہیں۔ شمال میں ٹوبہ کاکڑ اور درمیان میں بروہی پہاڑ ہے مکران سے پہاڑوں کے سلسلے قطار در قطار جنوب تک جاتے ہیں۔ ساحل سمندر پر کوہ "تالار" کسی شاخیں اور مغرب میں کوہ سیاہاں کی شاخیں ہیں۔

پاکستان میں بلوچستان رقبے (تقریباً ایک لاکھ چونتیس ہزار مربع میل) کے لحاظ سے سب سے بڑا اور آبادی (تقریباً ۳۵ لاکھ) کے اعتبار سے سب سے چھوٹا صوبہ ہے۔ آبادی کی کمی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اس صوبے میں بارش بہت کم ہوتی ہے۔ زیرِ زمین پانی کا ذخیرہ بھی محدود ہے، جسے کاشتکاری اور باغبانی کے لیے کاریزوں کے ذریعے سطح زمین پر لایا جاتا ہے۔ بعض مقامات پر بند، تالاب، چشمے اور نہریں بھی آب پاشی کا کام دیتی ہیں۔ بعض علاقوں میں ٹیوب ویل بھی نصب کیے گئے ہیں۔ ان ذرائع کی پیش رفت میں پاکستان کا نمایاں حصّہ نظر آتا ہے۔

Marfat.com

جہاں جہاں پانی میتسر ہے وہاں دلکش، ہری بھری وادیاں دعوتِ نظارہ دیتی ہیں۔ ان وادیوں کے دامن میں بڑے بڑے باغات ہیں، جن میں انگور، انار، سردا، گرما، سیب، خوبانی، شفتالو، زرد آلو، آلوچہ، خربوزہ، تربوز، بادام پستہ اور آلو بخارا وغیرہ کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ پاکستان کے سرد ترین (زیارت ضلع سبّی، سطح سمندر سے بلندی ۸۰۵۰ فٹ) اور گرم ترین (سبّی اور ڈھاڈر، جن کے بارے میں یہ مقامی کہاوت مشہور ہے:

سبّی و ڈھاڈر ساختی + دوزخ چرا پر داختی)

مقامات بھی بلوچستان میں واقع ہیں۔

بلوچستان کے لوگ زیادہ تر پختون، براہوئی اور بلوچ قبائل پر مشتمل ہیں۔ لیکن کوئٹہ میں افغانستان سے ہجرت کر کے آنے والے ہزارہ قبیلے کے لوگ بھی آباد ہیں۔ جن کی تعداد تقریباً ۲۰ ہزار ہے۔ یہ لوگ فارسی بولتے ہیں اور ان کا عمومی پیشہ تجارت ہے۔ ان کے علاوہ یوپی، بہار اور بعض دوسرے بھارتی صوبوں کے مہاجر اور پاکستان کے دوسرے صوبوں اور ایران کے بعض باشندے زیادہ تر کاروباری مصروفیتوں کے باعث اس شہر میں آباد ہو گئے ہیں علاوہ ازیں یہاں پارسی اور عیسائی بھی بستے ہیں۔ اور یوں کوئٹہ بڑی حد تک بین الاقوامی شہر بن گیا ہے۔ اس رنگا رنگی اور بوقلمونی نے کوئٹہ کے سیاسی و تہذیبی خدوخال کو سارے پاکستان میں ایک نمایاں حیثیت دے دی ہے

بلوچستان کا شمال مشرقی حصّہ یعنی تختِ سلیمان کے آس پاس کا علاقہ (ضلع ژوب)، پختونوں کا گہوارہ ہے۔ ضلع قلات میں اکثریت براہوئی قبیلے کے لوگوں کی ہے۔ اور اُن کی زبان ہماری قدیم ترین زبان ہے۔ بلوچ بارھویں صدی عیسوی میں ضلع مکران میں وارد ہوئے اور اسے ہمیشہ کے لیئے اپنا مرکز بنا کر پاکستان کے دوسرے حصوں میں پھیل گئے۔ ان کے علاوہ جاٹ پندرھویں صدی عیسوی تک قلات میں مقیم تھے۔ مگر براہوئی سلطنت اور پھر بلوچ توسیع کے

Marfat.com

باعث یہ آہستہ آہستہ سندھ اور پنجاب میں منتقل ہو گئے۔ اب ان کی مختصر سی تعداد صرف ضلع کچھی میں باقی ہے۔

بلوچ اور براہوئی مختلف زبانیں بولتے ہیں لیکن ان میں سینکڑوں الفاظ مشترک ہیں۔ ثقافت اور معاشرت میں یہ اتنے ملتے جلتے ہیں کہ ان میں حدِ فاصل قائم کرنا بہت مشکل ہے۔

تاریخ کے اوراق اس امر کی نقاب کشائی کرتے ہیں کہ ۲۳ھ بمطابق ۶۴۳ء میں مکران ربیع بن زیاد کے ہاتھوں فتح ہُوا۔ اور یہیں سے آگے بڑھ کر مسلمان ۴۴ھ بمطابق ۶۶۴ء میں خضدار پر قابض ہوئے اور اُسے دارالحکومت بنایا۔ خضدار[1] (قزدار، قصدار) میں اسلامی حکومت کا قیام ایک نعمت سے فروتر نہ تھا۔ مسلمانوں نے یہاں کے مکینوں کی ثقافت اور معاشرت میں کسی قسم کا دخل دیئے بغیر اپنے اعلیٰ اخلاق کی بدولت انہیں اتنا قریب کر لیا کہ من وتُو کا امتیاز مٹ گیا۔

سمعانی کی "کتاب الانساب" میں درج ہے کہ اصطخری کے زمانے میں قصدار میں مغیرہ بن احمد نامی ایک شخص حاکم تھا جو عباسی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ علمائے قصدار میں محمد جعفر بن الخطاب القصداری بڑے اُونچے پایہ کے عالم تھے۔ وہ نامور محدّث اور فقیہہ مانے جاتے تھے۔ اور اپنے ہم عصروں میں زہد و تقویٰ کے اعتبار سے مثالی حیثیت کے مالک تھے۔ انہوں نے حدیث کا علم ابوالفضل عبدالصمد بن محمد بن نصیر العاصمیؒ سے حاصل کیا اور ان کے تلامذہ میں سے ابوالفتوح عبدالغافر بن الحسین بن علی الکاشغری نے بہت زیادہ شہرت پائی۔

---

[1] بلوچستان کے شہر خضدار کو عربوں نے قصدار اور قزدار لکھا ہے۔ اس میں ایک صحابی بنام حیفان بن سلمہ الحدالی کا مزار ہے جو امیر معاویہ کے زمانہ میں مید قوم سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ معجم البلدان (ج ۴، ص ۸۶) میں قزدار آیا ہے۔

Marfat.com

ابو داؤد سیبویہ بن اسمٰعیلؒ پانچویں صدی کے نصف اول کے مشاہیر محدثین میں سے ہیں۔ آپ قصدار سے نقل مکانی کر کے مکہ معظمہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ جہاں آپ حدیث کا درس دینے میں مصروف رہے۔ ان کے اساتذہ کرام میں ابوالقاسم علی بن محمد بن عبداللہ بن یحییٰ طاہر حسینی، ابوالفتح رجاء بن عبدالواحد اصبہانی اور حافظ ابوالحسین یحییٰ بن ابی الحسن رواسی جیسے فضلا شامل ہیں۔ ابو داؤد نے ۴۶۰ھ بمطابق ۱۰۶۷ء کے قریب وفات پائی۔

چوتھی صدی ہجری میں جب رودکی ایران میں مصروفِ تخلیق ہوا تو قصدار میں اس کی ہمعصر شاعرہ رابعہ بنت کعب القزداری نے فارسی شعر و ادب کے موتی بکھیرے۔ اس لحاظ سے موجودہ فارسی شاعری کو آگے بڑھانے میں قصدار نے بھی اپنا حق ادا کیا۔ مولانا جامی نے رابعہ کا ذکر ان مستورات میں کیا ہے جو معرفت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

مسلمانوں کی تمام موجودہ علاقائی اور قومی زبانیں ملّی اسلامی زبانوں یعنی عربی اور فارسی سے یا تو براہ راست ماخوذ و منشعب ہیں یا بالواسطہ ان سے مکتسب اور فیض یاب ہوئی ہیں۔ خواہ اکتساب کا دائرہ کم ہو یا زیادہ۔ اس لیئے کہ عربی قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر، تاریخ و اسماء الرجال، فلسفہ و علم الکلام اور خاصی حد تک علم و ادب کی زبان تھی اور اسے پیغمبرِ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام، محدثین و مفسرین، مورخین و متکلمین، علما و فضلا، فصحا و بلغا اور ائمہ کرام نے چھ سات صدیوں تک اپنے ذریعۂ اظہار کے طور پر استعمال کیا۔ اور یہ اپنی اہمیت و افادیت کی وجہ سے اب بھی بروئے کار لائی جا رہی ہے۔ اور ہم اس کے نور سے مستنیر و مستفید ہو رہے ہیں۔ ایک طائرانہ اندازے کے مطابق صرف قرآن شریف کے کم و بیش پانچ سو الفاظ (مشتقات کے علاوہ) پاکستان کی روزمرہ علاقائی اور قومی زبانوں میں مروج ہیں۔ دوسری ملی زبان یعنی فارسی علم و ادب، حکومت و حکمت اور فن و شاعری کی زبان تھی اور اسے علماء و فضلا، حکماء و

Marfat.com

عمال اور مورخین و شعرا نے کم و بیش اُنیسویں صدی تک ذریعہ اظہار بنائے رکھا ان ملّی زبانوں کے طویل غلبے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی علاقائی اور قومی زبانیں اُن سے متاثر ہوئیں اور متاثر رہیں گی۔ بلوچی زبان بھی ان دونوں زبانوں کی خوشہ چینی سے مستثنٰی نہیں لیکن عمومی اثرات کے علاوہ بلوچی پر فارسی کے خصوصی اثرات بھی مرتسم ہیں۔

براہوئی زبان میں عربی الفاظ کی کثرت بھی اس امر کا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ عربی النسل مسلمان یہاں کی آبادی کا حصّہ بن گئے۔ جن کی تبلیغی کوششوں کے باعث مقامی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور اسلامی تعلیمات نے انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے توحید و رسالت کا والہ و شیدا بنا دیا۔

پانچویں صدی ہجری بمطابق گیارھویں صدی عیسوی میں مشائخ ہنکار کیچ مکران میں تشریف آوری ہوئی۔ شیخ موسٰی قریشی الہاشمی کے لختِ جگر سلطان ابو علی نے خلقِ خدا کی بہبودی کی خاطر ان کی حکمرانی قبول کی۔ اُن کے بعد ان کے فرزند سلطان رشید الدین اور پھر ان کے بیٹے سلطان قطب الدین تخت نشین ہوئے۔ اور سلطان ابوالبقا تک یہ خاندان عالی مقام برسرِ اقتدار رہا۔ سید السادات سید احمد توختہ (وصال ۶۰۲ھ / ۱۲۰۵ء مدفن لاہور) کیچ مکران (بلوچستان) تشریف لائے۔ اور کچھ عرصہ وہاں مقیم رہے۔ اپنے قیام کے دوران اپنی بیٹی بی بی حاج (مدفن لاہور) کا نکاح ہنکار خاندان کے شہزادہ بہاء الدین سے کر دیا۔ شہزادہ بہاؤالدین کے بعد اس کا بڑا لڑکا سلطان حمید الدین تخت نشین ہوا۔ مگر اس نے تخت چھوڑ کر درویشی اختیار کی اور تلاش حق میں لاہور کا رُخ کیا اور سلطان التارکین کا لقب پایا۔ سید احمد توختہ جتنی مدت کیچ مکران میں رہے لوگوں کو روحانیت سے فیض یاب کرتے رہے۔

مشائخ ہنکار نے ڈیڑھ سو سال تک حکومت کی۔ انہوں نے شریعتِ محمدیؐ کو عملی صورت میں پیش کرتے ہوئے عدل و انصاف اور جُود و سخاوت میں ۔ میبد

Marfat.com

کیا۔ شرعِ انور کے مطابق مستورات کو وراثت میں ان کے شرعی حقوق دیئے گئے۔

سابق ریاست قلات میں میر احمد خان اوّل کے زمانے (۱۰۷۶ھ تا ۱۱۰۷ھ مطابق ۱۶۶۵ء تا ۱۶۹۵ء) سے ریاست قلات کے دائرے میں اسلامی و شرعی قوانین اور اصولوں کا کسی نہ کسی صورت میں نظام جاری و ساری رہا۔ میر احمد خان دوم نے اپنے دورِ اقتدار (۱۱۲۷ھ تا ۱۱۲۹ھ مطابق ۱۷۱۴ء تا ۱۷۱۶ء) میں ایک دیوانی کونسل کی تشکیل کے پہلو بہ پہلو محکمۂ قضا قائم کیا جو ہماری اب تک کی تحقیق کے بموجب پاکستان کے تاریخی پس منظر میں پہلی مثال ہے۔

میر نصیر خان نوری کے عہدِ حکومت (۱۱۶۴ھ تا ۱۲۰۹ھ/ ۱۷۵۰ء تا ۱۷۹۴ء) میں اسلام کے احکام سرکاری طور پر نافذ کیئے گئے۔ اس کی اپنی زندگی شریعتِ محمدیؐ کے مطابق تھی۔ اور اُس کے یہاں بے پناہ مذہبی اُمنگ پائی جاتی تھی۔ اس کی والدہ محترمہ بی بی مریم صاحبہ بھی اسلام کی روح کی علمبردار تھیں۔ میر نصیر خان اعظم نے بذاتِ خود تبلیغ حق کے لیئے بہت تگ و دو کی۔ جھالاوان میں ہر طرف توہمات کا چرچا تھا، شریعتِ محمدیؐ پر عمل نہ کیا جاتا تھا۔ اور ہندویت غالب تھی چنانچہ اُس نے ایک خاص وفد وہاں بھیجا جس نے میر موصوف کے فرمودہ مندرجہ ذیل احکامات نافذ کیئے۔

۱۔ شریعت کے اوامر و نواہی پر سختی سے عمل کیا جائے۔

۲۔ شادی، ختنہ اور دیگر تقریبات پر سرود، تمبور، نے، چنگ، دف وغیرہ مطلقاً استعمال نہ کیئے جائیں۔

۳۔ شادیوں اور دیگر طربیہ مواقع پر مرد اور عورتیں اکٹھے چاپ (رقص) میں ہرگز حصہ نہ لیں۔

۴۔ بھنگ، چرس اور شراب ممنوع ہیں اور کوئی عورت بے پردہ بازار نہ جائے۔

۵۔ غلاموں کی تجارت ممنوع ہے۔

Marfat.com

۶۔ اموات پر مرد اور عورتیں زیادہ ماتم نہ کریں یعنی سر ننگے نہ کریں، بال نہ بکھیریں، چہرے مسخ نہ کریں اور اپنے آپ کو زخمی نہ کریں۔

۷۔ مسلمان فقیروں کے پاس ارادت مندی سے نہ بیٹھیں اور وہ لمبے بال نہ رکھیں۔

۸۔ قصبات میں جمعہ کی نماز لازمی قرار دی گئی اور محلے کے لوگ محلے کی مسجد کے امام کی ضروریات کے ذمّہ دار ٹھہرائے گئے۔

۹۔ سیاہ کاری کے غلط الزام پر بہتان تراش کو اسّی ۸۰ درے کی سزا ملے گی اور بعد میں وہ ساقط الاعتبار سمجھا جائے گا۔ بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ بلاجرم سختی اور بدسلوکی بھی ممنوع قرار دی گئی۔

۱۰۔ ہندو اپنے مندروں میں مسلمان نوکر نہ رکھیں۔ مسلمان اُن کی پوجا میں شریک نہ ہوں۔ ہندوؤں کے مکان مسلمان باشندوں کے مکانوں سے اونچے نہ ہوں اور وہ شناخت کے لیئے ماتھوں پر تلک یا ٹیکہ لگائیں۔ مندروں میں عبادات پر موسیقی ممنوع قرار دی گئی اور ماتموں پر بھی۔ سیر و تفریح میں ہندو مسلمانوں سے آگے نہ نکلیں اور ایسے ہی بازار گلی وغیرہ میں بھی ہندو زین والے گھوڑے پر نہ بیٹھیں۔

۱۱۔ مزاروں کے آس پاس بھیڑیں قربان نہ کی جائیں اور اُن کا خون بیٹوں، دُلہنوں، دولہوں یا گھوڑوں کو نہ لگایا جائے۔ لمبے لمبے بال رکھنے والے شیخوں کے سر تراش دیئے جائیں اور بال کاٹ دیئے جائیں اور انہیں مریضوں کے پاس نہ آنے دیا جائے۔ اور اُن پر مطلق اعتبار نہ کیا جائے۔ شادی بیاہ کے مواقع پر گھوڑوں وغیرہ کے ذبیحہ پر پابندی لگادی گئی کیونکہ اُن کا گوشت شرعاً حرام ہے۔

۱۲۔ زکوٰۃ اور عشر واجب قرار دیئے گئے۔

۱۳۔ سود ممنوع کر دیا گیا۔

Marfat.com

۱۴۔ ملاؤں کے معاملات اور طرزِ عمل پر کڑی نگاہ رکھنے کی ہدایت جاری کر کے انہیں باجماعت نماز پڑھانے کی تاکید کر دی۔

میر نصیر خان نوری نے اپنے مذکورہ بیان کے آخر میں یہ قطعی حکم دیا کہ کسی بھی مرد کو شریعت کے دائرے سے باہر قدم رکھنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اور ان احکامات پر عمل درآمد کرتے میں کسی قسم کا انحراف اور تکلف نہ برتا جائے۔

میر نصیر خان اعظم کا شرحِ انور کی روشنی میں اصلاحات کا یہ نفاذ ایک ایسا کارنامہ ہے۔ جو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے اور جس کی مثال ہمعصر تاریخ میں مفقود ہے اُنکی مُہر پر یہ آیت کندہ تھی "حسبی اللہ ونعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر"

میر موصوف نے اپنے لشکر کے ہمراہ جو پشتون، بلوچ اور براہوئی سپاہیوں پر مشتمل تھا، احمد شاہ ابدالی کے ساتھ مل کر جہاد میں بھرپور حصّہ لیا۔ میر نصیر خان نوری علم و ادب کا مُربّی بھی تھا۔ قاضی نور محمد گنج آبوی اکثر میر موصوف کی خدمت میں موجود رہتا اور جہاد میں شرکت کرتا۔ اُس نے جہاد کے چشم دید واقعات کو اپنے جنگ نامہ "تحفتہ النصیر بلوچ" میں قلمبند کیا۔ قاضی نور محمد میر نصیر خان نوری کے بارے میں کہتا ہے۔

براہِ خُدا استقامت نمود + بعلم و عمل حرمتِ دین فزود۔
بعشقِ نبی عاشقِ صادق است + بدیدار او هر زمان شائق است
بخواب و بیداری دبی هشی + ندارد نامش گہی فرامشی
بہ بیند جمال نبی باکمال؟ + بحق نوای خالق ذوالجلال
بمیرانش اندر جوارِ رسول + سوالش بکن یا الٰہی قبول!

میر نصیر خان اعظم سے متعلق یہ لوک گیت انگریزوں کے تسلّط کے بعد سے بلوچستان کے کونے کونے میں زبان زد خاص و عام ہے۔

Marfat.com

ترجمہ :-

اے نصیر خان ولی

گھوڑا بے قابو ہو گیا ہے

آج ہمارے لئے شام ہے

کل ہماری بھی باری آئے گی

میر نصیر خان نوری کے بعد ان کے جانشینوں نے ان کے احکامات کا باقاعدہ تتبع کیا اور ان پر عمل کرنے کی پوری کوشش کی۔ یہ احکامات انگریزوں کی آمد تک کسی نہ کسی صورت میں نافذ رہے حتیٰ کہ محمود خان جیسے کمزور خان کے دورِ حکومت میں بھی دیوانی معاملات شرعی رائے کے لئے قاضیوں کے سپرد کئے جاتے تھے۔ اور اس کے بعد ہی ممبرانِ جرگہ اپنی رائے دیتے تھے۔ انگریزوں کی مداخلت اور گرفت بھی میر نصیر خان نوری کی قائم کردہ شریعتِ محمدیؐ کی بنیادوں کو ہلا نہ سکی۔ اسی لئے تمام خوانین کے دور میں باقاعدہ قاضی مقرر تھے جو شریعتِ محمدیؐ کے نفاذ کے ذمہ دار تھے۔ اگرچہ انگریزوں کے زیرِ تسلّط آنے کے بعد ریاست قلات میں پولیٹیکل ایجنٹ اور مکران میں اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ بغیر کسی قانونی جواز کے ایف سی آر ۱۹۰۱ء کے تحت عدالتی اختیارات بروئے کار لاتے تھے۔ پھر بھی جرگوں میں دیوانی نوعیت کے معاملات کے سلسلے میں قاضی کی رائے صاحب منصوّر ہوتی تھی۔

۱۹۳۳ء میں میر احمد یار خان مرحوم نے تخت نشینی کے بعد میر نصیر خان نوری کی شریعتِ محمدیؐ کے نفاذ کی تحریک میں نئی روح پھونک دی۔ کیونکہ اس میں انگریزوں کے تسلّط اور سرداروں کی انگریزوں کے اشارے پر بے راہ روی اور خلاف ورزیوں کے باعث کمی واقع ہو گئی تھی۔ میر احمد یار نے شریعتِ محمدیؐ کو زیادہ پُراثر بنانے کے لئے قاضیوں کو فیصلہ کرنے کے مکمل اختیارات سونپ دیئے۔ وزیر معارف کا عہدہ قائم کر کے مذہبی امور کی نگرانی کا کام اس کے

Marfat.com

سپرد کر دیا۔ اور رسم و رواج کے بندھنوں کو توڑ کر اپنے دائرۂ اختیار کے اندر مستورات کو شریعت محمدیؐ کے بموجب وراثت میں اُن کے شرعی حقوق دے دیئے جو پیشتر ازیں مکران کے علاوہ کسی دوسرے علاقے میں مروّج نہ تھے۔

شمالی بلوچستان میں اسلام دنیاوی اقتدار کے سہارے نہیں بلکہ اپنی صداقت اور روح پرور تعلیمات کی بدولت فروغ پذیر ہوا۔ پختونوں کی ایک تاریخی روایت کے مطابق ان کا جدّ اعلیٰ قیس (کیس) عبدالرشید ہادیٔ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرّف ہؤا تھا۔ اس قبیلے نے اسلام کو اس انداز سے اپنایا کہ پھر اسے کفر و ضلالت کا کوئی بھی حملہ مغلوب نہ کر سکا۔ چنانچہ اسلام پختون ثقافت کا ایک غیر فانی جزو بن کر رہ گیا۔ پختونوں نے نہ صرف یہ کہ جہاد کی خاطر ہزاروں سپاہی اور متعدد نامور جرنیل فراہم کئے بلکہ تبلیغ اسلام کے لیئے بہت سے علماء اور صوفیا بھی مہیا کیئے۔ اُن میں بلوچستان کے مندرجہ ذیل حضرات بہت زیادہ شہرت کے مالک ہیں: بزرگانِ دین

۱۔ پیر کبار سید شیخ عطاء اللہ المعروف شیخ انزو ابن سید ابی سعید ابن سید اسحاق حضرت خواجہ مودود چشتیؒ (وصال ۵۲۷ھ / ۱۱۳۲ء۔ مزارِ مبارک چشت میں واقع ہے) کے خلیفہ تھے۔ اپنے پیر کی وفات کے بعد پانچ سال تک وہیں رہے۔ پھر ۵۳۲ھ / ۱۱۳۷ء میں اپنے شیخ کے اشارۂ روحانی کے باعث اپنے وطن علاقہ شیرانی (ضلع ژوب۔ بلوچستان) واپس لوٹے۔ تبلیغ و اشاعت دینِ اسلام اور اصلاح و تربیت کے کام میں مصروف ہو گئے۔ شیخ کبار نے ۵۵۰ھ / ۱۱۵۵ء میں وفات پائی۔

آپ کے قبیلہ شیرانی (جسے شوریانی، سوریانی اور سروانی بھی کہتے ہیں) کے چند ایک اور نامور بزرگ بھی گزرے ہیں۔ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ یہیں سے دوسرے علاقوں میں جا کر سکونت پذیر ہو گئے۔

Marfat.com

۲۔ شیخ بیٹ نیکہ یا بیٹ باباؒ ضلع ژوب میں پیدا ہوئے ۔ وہ روحانی پیشوا ہونے کے علاوہ پشتو زبان کے صوفی شاعر بھی تھے ۔ "تذکرۃ الاولیاء" میں سلیمان ماکو نے ان کا تذکرہ شیخ بیٹنی کے نام سے کیا ہے ۔ ان کے مزار کے بارے میں مختلف روایات مشہور ہیں ۔ بعض کے خیال میں صوبہ ننگرہار افغانستان میں تورغر کے مقام پر جو مزار ہے وہ بیٹ نیکہ کا ہے اور بعض کے نزدیک وہ "کے غر" (کوہ سلیمان کی ایک شاخ اور علاقہ اپوزئی (موجودہ فورٹ سنڈیمن کے قریب) ہی میں دفن ہیں۔

وہ اپنے گھر اور خاندان کے افراد کی وسعت کے خواہشمند تھے ۔ انہی جذبات کا اظہار، بیٹ نیکہ نے اپنی مشہور مناجات میں کیا ہے ۔ پشتو بولنے والا کوئی ایسا فرد نہ ہوگا جسے اس مناجات کا کوئی نہ کوئی بند یاد نہ ہو۔ اس کا ایک حصّہ یہ ہے ۔

لویہ خدایہ ! لویہ خدایہ ! + اے عظیم رب ! اے میرے عظیم رب
ستا پہ مینہ ھر ھرځایۂ + تیری محبت میں ہر ہر مقام پر
غرولاړ دئ درناوئ کښیے + پہاڑ اپنی پوری گرانباری سے کھڑے ہیں
ټولہ ژوی پہ زارئ کښیے + تمام خلائق بندگی میں زندگی بسر کر رہے ہیں
دلتہ دی دعـزو لمنی + یہاں پہاڑوں کے دامن میں
زمونږ کږدئ دی پکښے پلنی + ہمارے خیمے ان میں نصب ہیں
داو کمری ډیرہ کړے خدایہ + اے ربّ اس خاندان کو وسعت دے
لویہ خدایہ ! لویہ خدایہ + اے عظیم ربّ ! اے میرے عظیم ربّ

۳۔ ملک یار غرشین کا گاؤں (ملکیار) انہی کے نام پر مشہور ہوا۔ جو پشین کے نزدیک واقع ہے اور جہاں زیادہ تر آبادی سادات قبیلے (غرشین) کے پشتونوں کی ہے ۔ ایک جنگ میں مسلمان فوج میں اپنی رجزیہ پشتو نظم سے تازہ جوش اور ولولہ پیدا کر دیا۔ ترجمہ ملاحظہ ہو:

"غازیو دیکھو! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔اپنی تلواروں کو تیز کرو،
اپنے دشمن کو برباد کردو، اپنی انگلیوں کو سرخ کردو۔ ہم کیوں بھاگیں؟
خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اگر ہم اپنے دل مضبوط کرلیں تو ہم فاتح ہوں گے
کیونکہ ہم شیر ہیں، ہم مسلمان ہیں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔غازیو آؤ
سب متحد ہوجاؤ۔ شہاب الدین غوری کے دست و بازو بنو۔ دشمن کو تباہ
کردو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

ان دونوں منظومات سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ ان اکابر کو باری تعالیٰ پر پورا پورا بھروسہ اور جہاد فی سبیل اللہ پر مکمل ایمان تھا۔

۴۔ شیخ احمد ولد موسیٰ (لقب احمد جوانمرد) کا تعلق علاقہ شیرانی وادیٔ ژوب سے تھا۔ آپ نے شیخ بہاء الدین زکریاؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مرشد کی نظر عنایت سے مرتبۂ کمال کو پہنچے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ سے سہروردی سلسلے کو بلوچستان میں سب سے زیادہ فروغ حاصل ہوا اور ارشاد و ہدایت کا ایک بڑا مرکز قائم ہوگیا۔ آپ کوہ سلیمان کی چوٹی پر آرام فرما ہیں۔ وہیں شیخ اسمٰعیل سڑبنی کا مزار بھی ہے۔

شیخ احمد کی وفات کے بعد ان کا سلسلۂ فیض ان کے تین بیٹوں نے جاری رکھا جو تینوں منبع فیض تھے۔ یوں شیخ احمد کے تمام خاندان کا ملتان اور اُچ کے سہروردی خاندان سے مسلسل انتساب رہا۔

۵۔ شیخ اسماعیل سڑبنی شیخ بیٹ نیکہ کے لخت جگر تھے۔ سلیمان ماکو نے "تذکرۃ الاولیاء" (تالیف ۶۱۲ھ/۱۲۱۵ء) میں لکھا ہے کہ اسماعیل بھی اپنے باپ بیٹ بابا کی طرح اپنے عہد کے بہت بڑے ولی تھے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیئے ہندوستان، افغانستان، بلخ اور بخارا تک سے عقیدت مند چلے آتے تھے۔ آپ شعر بھی کہتے تھے۔ آپ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی عنصر کے باشندوں میں بعض غیر اسلامی رسوم کا رواج ہوگیا تھا جس پر آپ نے انہیں،

یوں ٹوکا تھا:

اُردو ترجمہ:۔

شیطان سے بھاگنا چاہیے۔
جب وہ کسی کو نظر آجائے،
تو وہاں سے نور رخصت ہوجاتا ہے
اور تمام زمین پر اندھیرا چھا جاتا ہے،
آدمی شیطان سے بھی بدتر ہوجاتا ہے
اور وہ کند چھری سے زخمی ہوجاتا ہے
جس نے شیطان کی نہ مانی
وہ شخص زیارت کے قابل ہے،
جو کوئی ابلیس کے دھوکے میں آگیا
اس کے گھر صف ماتم بچھ جاتی ہے

قاضی نورالحق نے لکھا ہے کہ بیٹ بابا کی مناجات ہو یا اسماعیل سڑبنی کا کلام، وہ کسی مرحلے میں مقصدیت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ ان کی شاعری اس دور کے اخلاقی، مذہبی عقیدوں اور معاشرتی حالات کی آئینہ دار بھی ہے۔ ان کی غزلوں اور نظموں میں کہیں بھی تنگ نظری، نسلی تعصب اور قبائلی مفاد کی جھلک نظر نہیں آتی۔ یہ مترشح ہوتا ہے کہ بیٹ نیکہ اور ان کے اخلاف ہمیشہ زندگی کے وسیع انسانی اور اسلامی نقطۂ نظر کو اپنائے ہوئے تھے ان کے بعد بھی کسے غر کے علاقے کے شمس الدین کاکڑ اور پیر محمد کاکڑ نے اسی نظریہ کا پرچار کیا جو بیٹ بابا اور ان کے نامور فرزند اسماعیل سڑبنی کا طرۂ امتیاز ہے

۶۔ شیخ حسن افغان (وصال ۶۸۹ھ/۱۲۹۰ء) حضرت بہاءالدین زکریا ملتانیؒ کے مقبول ترین خلفا میں اور سلسلہ سہروردیہ کے معروف شیوخ میں شمار ہوتے تھے۔ وہ کوہ سلیمان کے رہنے والے تھے۔ شیخ بہاءالدین زکریاؒ

Marfat.com

فرمایا کرتے تھے کہ جب روزِ قیامت مجھ سے حضرت باری تعالیٰ پوچھیں گے کہ ہماری سرکار میں تم کیا تحفہ لائے ہو تو میں کہوں گا کہ مشتولی وعبادت حسن افغان" میرا تحفہ ہے۔ آپ نے اپنے قبیلہ غرغشت میں جو علاقہ شیرانی (وادیٔ ژوب) میں آباد ہے۔ ارشاد و ہدایت کا سلسلہ بھی جاری کیا تھا۔

۷۔ شیخ متی (شیخ محمود) 'قلات بابا' کے نام سے معروف تھے۔ انکا مزار قلات غلزئی کی اونچی پہاڑی پر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں شیخ بہاؤالدین زکریا کے خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۶۲۳ھ/ ۱۲۲۶ء اور وفات ۶۶۸ھ/ ۱۲۲۹ء میں ہوئی تھی۔ آپ عالم و عارف اور پشتو کے ادیب اور مورخ تھے۔

۸۔ شیخ حسن المعروف شیخ کٹہ متی زئی خلیل انصاری کی عظیم شخصیت تھی۔ آپ شیخ متی قلات بابا کے پوتے تھے۔ آپ حضرت خواجہ یحییٰ کبیر، حضرت شیخ علی لواغوی اور خوشحال خان خٹک کے ہمعصر تھے۔ وہ شعروادب، تاریخ وعرفان کے بلند مراتب پر ہی متمکن نہ تھے بلکہ اپنے وقت کے روحانی و باطنی پیشوا اور غوث تھے آپ کا مزار پشین میں ہے۔

۹۔ حضرت خواجہ یحییٰ کبیر غرغشتی[۲] (۷۰۷ھ/ ۱۳۰۷ء ـــ ۸۳۴ھ/ ۱۴۳۰ء) غرغشت قبیلے سے متعلق تھے جو علاقہ شیرانی (وادی ژوب) میں آباد ہے۔ آپ کے مرشد مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین حسین اُوچ شریف تھے شیخ یحییٰ کبیر کا زیادہ وقت کوہ سلیمان (ژوب) میں گزرا۔ مگر سہروردی بزرگوں کے انداز کو اپناتے ہوئے بڑے بڑے سفر بھی کیئے۔ حج کے علاوہ متعدد شہروں میں پہنچنے کا پتہ چلتا ہے۔

شیخ یحییٰ کبیر کی اہمیت ان کی اپنی ریاضت و عبادت اور نیک کاموں میں ہی مضمر نہیں بلکہ اس کا باعث یہ ہے کہ ان کا فیض کثرت سے دوسروں کو پہنچا۔ جو خود فیضیات ہو کر ہدایت خلق کا ذریعہ بنے۔ ان کے اپنے خاندان اور خادمان درگاہ

Marfat.com

میں ہی اُنتیس ایسے بزرگ ہیں جو درجہ ولایت سے مشرف ہوئے تھے۔ ان میں غالباً سب سے معروف آپ کے بھائی شیخ علی تھے۔ جنہوں نے اتنی سخت ریاضتیں کیں اور اس طرح اپنے جسم کو مار کر رکھا کہ آپ کے ہمعصر آپ کو شیخ علی دنگر یعنی شیخ علی لاغر کہتے تھے۔

چشتنیہ سہروردیہ کے تذکروں کے مطابق آپ کے مریدوں اور خلفا کی تعداد ایک لاکھ تین سو ساٹھ تھی۔

۱۰۔ حضرت میاں عبدالحکیم نانا صاحب ۱۰۹۰ھ / ۱۶۷۹ء میں خانوزئی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سکندر شاہ تھا۔ آپ ڈیوڈزئی شموزئی سنٹیا کاکڑ تھے۔ "نانا" ان کا احترامی لقب ہے جو اُردو کے "بابا" کا مترادف ہے۔ مگر کثرتِ استعمال سے ان کے نام کا جزو ہی بن گیا۔ کہتے ہیں کہ میاں صاحب کے والد سکندر شاہ خود بھی صاحبِ بصیرت اور اہلِ کشف و کرامات میں سے تھے۔ انہوں نے ادھیڑ عمر میں شادی کر لی۔ میاں صاحب کی والدہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ اُن کے جسم سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں جنہیں وہ اپنے کپڑوں میں چھپا رہی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد صاحب سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے اس کی تعبیر بتائی کہ خدا آپ کو ایک ایسا نیک بخت فرزند عطا کرے گا جس کے باطنی علوم و انوار سے دنیا منور ہو جائے گی۔ میاں صاحب اسی تعبیر کی مادی صورت تھے جن کے ظاہری اور باطنی علوم و کمالات سے قندھار، پشین اور لورالائی کا سارا علاقہ فیضیاب ہوا۔

آپ نے قندھار میں پہلے منطق، بدیع، معانی، بیان، اصول حدیث و تفسیر کی مکمل تعلیم کی تحصیل کی۔ پھر تصوف و طریقت کی راہ اختیار کی۔ آپ اولاً میاں سید لعل جیو نکہ بارئ اور شیخ عبدالغفور نقشبندی (پشاور) سے فیض یاب ہوئے آخراً آپ کی روحانی شخصیت کی تکمیل میاں اللہ یار لاہوری کی صحبت میں ہوئی۔ آپ نے قادری اور نقشبندی دونوں طریقے حاصل کیے۔

Marfat.com

متعدد مقامات پر آپ سے ایک دنیا بہرہ یاب ہوئی۔ آخر چوٹیالی تحصل کی ترین قوم نے آپ کو زمین دی۔ وہیں آپ نے اپنی زندگی کے آخری چھ سال گزارے اور ۱۱۵۳ھ/۱۷۴۰ء میں وفات پا گئے۔ آپ کے سجادہ نشین سردار حاجی صورت خاں ترین نے مزار تعمیر کرایا۔ اور لنگر جاری کیا۔

میاں صاحب نے کئی کتابیں لکھیں جو اکثر تصوف سے متعلق اور زیادہ تر فارسی میں ہیں۔ "مقامات التوحید" قندھار میں شائع ہوئی ہے۔ باقی کتابیں ابھی تک قلمی ہیں۔ "حسن الایمان" پشین خانوزئی کے باشندے حافظ خان محمد نے حاجی صورت خان صاحب ترین مرحوم کی فرمائش پر ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء میں چھاپی تھی۔ جو ۸۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ "حسن الایمان" میں عقائد پر بحث کی گئی ہے۔ اسلوب بیان سہل اور دل نشین ہے۔ سوال و جواب کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ دلائل دے کر وضاحت کی گئی ہے۔ آیات و احادیث کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔ توحید کی یوں وضاحت فرماتے ہیں:

"بدانکہ توحید یکی گفتن است مر خدائے را عزّ و جل و یکے دانستن است نہ از روی عدد زیرا نکہ یگانہ از روی عدد آنرا گوید کہ ویرا دوم باشد و اللہ تعالیٰ ہمچنیں یگانہ بذات خود است کہ ہرگز از وی یگانگی نرود از انکہ یگانگی از چیزے وقتی رود کہ ویرا ثانی مثل موجود باشد و خداوند تعالیٰ منزہ است از مثل و مانند۔"

۱۱ تا ۱۴۔ میاں عبدالکریم نانا صاحب کے خلفا میاں نور محمد جیو درانی قندھاری، ملا عثمان اخوند، میاں محمد حسن یٰسین زئی۔ اور مرید خاص زیارت کے بابا خرواری ہیں۔

۱۵۔ ملا رحیم داد سنزرخیل قبیلہ سے متعلق تھے۔ اور ژوب آپ کا مسکن تھا حضرت شاہ فقیر اللہ علوی (المتوفی ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۰ء) سے فیض یاب ہوئے۔ انہی کے ارشاد پر آپ نے ژوب میں قبائل کاکڑی میں الحاد کے خلاف تبلیغ کی اور

Marfat.com

اور اعلائے کلمۃ الحق کے لیئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

۱۶۔ خواجہ میاں روح اللہ اخوند زادہ گانگلزئی (۱۲۲۸ھ/۱۸۱۳ء ــــ ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء) پشین سے آٹھ میل کے فاصلے پر مشرق کی طرف خداداد زئی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ آپ نور ترین قبیلے سے تھے۔ علوم ظاہر و باطنی میں مراتب عالیہ تک پہنچے۔

روایت کے مطابق آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ مگر تفسیر جلالین" کا حاشیہ جو " ترویح الارواح " کے نام سے آج بھی پاکستان، افغانستان اور ہندوستان میں مشہور ہے۔ آپ کی بلند پایہ تصنیف ہے۔ آپ کے بارے میں آپ کے مرشد (ملا محمد عیلیٰی) کا کہنا ہے کہ " شہباز چڑیا کے دام میں آگیا ہے۔ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ اتنی عظیم شخصیت میرے حلقۂ ارادت میں ہے "۔

ہزاروں افراد نے آپ کی مریدی اختیار کی اور علمی و روحانی بصیرت کے مالک بنے۔

قلات کے شاعر ملا ابوبکر اخوند فرماتے ہیں:

دفتر آن سلسلہ مختوم بر روح اللہ شد
نیست مانندش کسے در خطۂ روئے زمین
گلشن کشمیر شد ملک پشین از فیض او
ھست بوبکر از غلامان دراو بالیقین

۱۷۔ حضرت خواجہ فیض الحق جان چشموی (۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء ــــ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء ــــ مزار قریہ چشمہ اچوزئی میں ہے جو کوئٹہ کے نواح میں واقع ہے) بلند پایہ عالم اور حضرت خواجہ میاں روح اللہ اخوندزادہ گانگلزئی کے نامور خلیفہ تھے۔

۱۸۔ حضرت خواجہ محمد عمر جان چشموی (۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء ــــ ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) نے علوم ظاہری اپنے والد حضرت فیض الحق اور اپنے چچا ملا احمد اخوند

Marfat.com

سے حاصل کیے۔ طریقت و سلوک میں خلعتِ خلافت اپنے والد ہی سے پائی اور اُن کے سجادہ نشین ہوئے۔ خواجہ میاں روح اللہ (المتوفی ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء) سے بھی فیض یاب ہوئے تھے۔ کئی سال تک درس و تدریس میں معروف رہے اور بہت سے علما آپ سے فیض یاب ہوکر دوسروں کو مستفیض کر رہے ہیں۔ علومِ ظاہری میں مشغول رہنے کے ساتھ ساتھ سلوک و طریقت میں بھی کمال حاصل کیا۔ مولانا عبداللہ درخانی فرماتے ہیں:

به فیاض عصر شاه منور
محمد باعمر زان گشته رهبر

آپ متابعتِ سنت اور اخلاق حمیدہ کا مرکز تھے۔ آپ کے مرید اور معتقد سندھ، بلوچستان، مکران، ایران اور پنجاب کے علاوہ افغانستان اور عرب میں بھی موجود ہیں۔

آپ کے خلفا کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں بڑی اہم اور باکمال شخصیتیں شامل ہیں۔

۱۹۔ حضرت خواجہ عبدالحی جان چشموی (المتوفی ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء) حضرت خواجہ محمد عمر جان چشموی کے بڑے صاحب زادے، سجادہ نشین اور خلیفۂ اعظم تھے۔ جامع علم و عمل، علوم عقلی و نقلی پر محیط اور اخلاقِ حمیدہ سے متصف تھے اس کے علاوہ اسرار ربانی سے واقف، صاحب کرامات تھے۔

خواجہ محمد عمر جان نے ایک بار سفر حج میں ان کو اپنا رفیق بنایا۔ مدینہ منورہ میں قاسم فیوض والبرکات رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں انہیں حاضر کیا اور ان کے لیے دُعا فرمائی۔

آپ کے ارشادات کو محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان میں سے ایک رسالہ مقصدِ تصوف یعنی ارشاد السالکین ہے۔ یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے۔

خواجہ عبدالحی کی ایک اور تصنیف مقصدِ نماز یعنی "ارشاد المصلین" ہے۔ یہ بھی فارسی زبان میں ہے۔ اُس کا اُردو میں ترجمہ اور تشریح حاجی عبدالشکور مرحوم خطیب جامع مسجد کوئٹہ نے کی تھی۔ چشتوی بزرگوں کا سلسلہ اشاعت اسلام میں دل وجان سے مگن ہے۔

۲۰۔ علامہ عبدالعلی (۱۲۸۹ھ ـــ ۱۳۶۶ھ/ ۱۸۷۲ء ـــ ۱۹۴۴ء) اخوندزادہ ایک جیّد عالم تھے۔ ان کی ذہانت اور تبحر علمی کا چرچا بلوچستان کے علاوہ قندھار، کابل، سندھ اور ہندوستان میں بھی تھا۔ آپ نے دو تین سال تک سابقہ ریاست قلات میں وزیر معارف اور قاضی القضاۃ کے فرائض بطریقِ احسن انجام دیئے تھے۔ آپ نے معاشرے کی اصلاح کے لیئے اچھا خاصا کام کیا تھا۔ آپ پشتو اور فارسی کے عظیم شاعر تھے آپ کے ذاتی کتب خانہ میں بہت سے قلمی نوادرات تھے۔ آپ نے تحریکِ پاکستان کے سلسلے میں بڑے فعال کردار کا مظاہرہ کیا تھا۔

حوالے

۱۔ پروفیسر انور رومان، براہوئی، تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند لاہور ۱۹۷۱ء ص ۴۰۷ تا ۴۱۱۔
عبدالمجید میمن، بلوچی ادب چودہویں جلد ایضاً جلد دوم } ایضاً ایضاً ص ۳۴۴، ۳۷۶۔

۲۔ صالح محمد لہڑی، بلوچستان (باب اوّل) کوئٹہ ۱۹۵۵ء۔

۳۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، تذکرہ صوفیائے بلوچستان، لاہور، ۱۹۷۶ء۔

۴۔ ایضاً ، تحریک پاکستان میں بلوچستان کا حصّہ، راولپنڈی ۱۹۷۷ء ص ۶ تا ۱۰۔

۵۔ ایضاً ، بلوچستان میں اُردو، لاہور، ۱۹۶۸ء ص ۳۰۳ تا ۳۰۴۔

۶۔ بلوچستان ڈسٹرکٹ گزیٹر سیریز جلد ششم ب ص ۳۹ تا ۴۰۔

۷۔ عبدالصمد دُرانی، پشتو ادب ثقافت اور ادب وادئ بولان میں، کوئٹہ ۱۹۶۶ء ص ۹ تا ۱۶۔

۸۔ محمد اسلم پروفیسر، سرمایہ عمر لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۶۹ تا ۱۷۰۔

Marfat.com

باب دوم

براہوئی کُتب اور نعت گوئی

میر نصیر خان نوری کے عہدِ حکومت (۱۱۶۴ھ تا ۱۲۰۹ھ/۱۷۵۰ء تا ۱۷۹۴ء) میں عربی، فارسی، پشتو، بلوچی اور براہوئی کے ایک جیّد عالم اور شاعر مُلا ملک[1] دادا ابن آدین غرشین نے جو اصل میں قندھار کے باشندے تھے لیکن قلات میں سکونت پذیر ہو گئے تھے، پہلی بار تحریراً نورِ اسلام کو یہاں کے قبائلیوں تک پہنچانے کا پختہ ارادہ کیا۔ چنانچہ انھوں نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب میر موصوف کے دور میں لکھی جب مؤخر الذکر کو سریر آرائے سلطنت ہوئے قریباً دس سال ہو گئے تھے۔ سالِ تصنیف ۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ء ہے۔ اپنے اور تصنیف کتاب کے سن کے متعلق لکھا ہے:

ارے دابندہ ساکن فی القلاتے + کہ این آدین ناغرشین ذاتے

ہزار و یک صد و ہفتاد و سہ سال + رسول تا ہجرتان اے نیکو اعمال

("یہ بندہ حقیر قلات کا رہنے والا ہے، یہ آدین غرشین ذات کا ہے۔)

---

[1] ماہنامہ اُلس، کوئٹہ اپریل ۱۹۶۹ء "براہوئی زبان نا اولیکو کتاب" از عبدالرحمان محمد شہی۔

Marfat.com

(رسول کی ہجرت کے بعد ۱۱۴۳ھ میں اس ناچیز کو نیک اعمال کی توفیق ہوئی ہے)

یہ تصنیف ایک قلمی نسخے کی صورت میں ملاّ موصوف کے پسماندگان کے پاس محفوظ رہی حتیٰ کہ انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی عیسوی کے اوائل کے ایک براہوئی عالم مولانا نبوّجان کو ان کے وارثوں سے دستیاب ہوگئی۔ مولانا موصوف نے اصل نسخے میں اصلاح کی اور ۱۹۰۵ء/۱۳۲۴ھ میں لاہور سے چھپوا دی۔ ہمارے زیر مطالعہ نسخہ مولانا عبدالباقی درخانی کا مکتوبہ ہے جو ۱۴/ اگست ۱۹۵۸ء کو یوم آزادی پر تکمیل پذیر ہوا۔ یہ نسخہ اسلامیہ پریس کوئٹہ کا مطبوعہ ہے اور اس میں ۲۷۵ اشعار ہیں۔

افسوس ہے کہ مُلا ملک داد کا فارسی، پشتو، بلوچی اور دیگر براہوئی کلام ضائع ہوگیا اور ان کی واحد یادگار یہی براہوئی منظوم کتاب "تحفتہ العجائب" رہ گئی۔

کتاب بیالیس ابواب پر مبنی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

حمد، نعت، صفت چہار یار کبار، صفت بہشت، بیان دوزخ، بیان تصنیف کتاب، بیان خواندن علم شرعی، مذمت تارک نماز، نماز باجماعت، صفت ایمان، صفت ایمان مفصل، صفت ایمان مجمل، فرضہائے طہارت، سنتہائے وضو، مستحبات وضو، مکروہات وضو، شکنندہ ہائے وضو، غسل جنابت، فرضہائے غسل، سنتہائے غسل، وزن آب وضو، فرضہائے تیمم، مقدار میل، فرضہائے نماز، واجب ہائے نماز، سجدۂ سہو نماز، سنت ہائے نماز، سنت ہائے نفلی نماز، مستحب ہائے نماز، رکعات فرض پنج وقت، سنت موکدہ و نفل روزہ ہائے رمضان المبارک، چیز ہائے منع و غیر منع در روزہ، سنت ہائے تراویح، صدقہ عیدالفطر، روزہ ہائے نفلی، زکوٰۃ مال دادن، عشر زراعت، مانع زکوٰۃ و عشر، فضیلت زکوٰۃ، گزاردن حج بیت اللہ اور باب دربیان خاتمہ کتاب والتجا۔

Marfat.com

چند حمدیہ اشعار کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ جو دل سے نکلنے کے باعث بہت زیادہ متاثر کن ہیں۔

ساری حمد و ثنا خدا کے لیئے ہے کہ وہی شاہ و گدا کا روزی رساں۔

وہ عجب رحمان و رحیم پالنہار ہے کہ بنجر، بارانی زمینوں کو سرسبز کر دیتا ہے۔

اس نے پہاڑ سے چشمے اور کاریز پیدا کیئے تاکہ بوستان و کشت زار آباد ہوں۔

اُس نے بہت سے رنگا رنگ عجائب پیدا کیئے اور دد و دیو پری پیدا کیئے۔

اُس نے فرشتے اور جن و انس پیدا کیئے لیکن ہر جنس کو اپنا اپنا رنگ دیا۔

آدم کی سرشت کے چار عناصر ہیں اور خاک و آتش اور باد و آب ان کی تعداد ہے۔

عجیب رنگ، عجیب صورت اور عجیب چہرہ بنی آدم پر اس نے بہت سی مہربانی کی ہے۔

عاجز، مسکین اور فقیر ملک داد کے لیئے کہو (دعا مانگو) کہ خدا اسے بخشے!

نعتیہ اشعار اثر و خلوص میں ڈوبے ہوئے ہیں جیسے

ترجمہ:۔

باری تعالیٰ نے سب سے نور مصطفیٰ کو پیدا فرمایا

پھر رب تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کو ظاہر کیا

رب تعالیٰ نے محمدؐ مصطفیٰ کو برکت والا نبی مبعوث فرمایا

آپؐ دنیا و کائنات میں حق اور مبین بنا کر بھیجے گئے

Marfat.com

محمد ابن عبداللہ عرب ہیں ـــــ وہ عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ہیں جو عبدالہاشم ابن مناف ہیں

اب چند براہوئی اشعار بمعہ اردو ترجمہ کے ملاحظہ ہوں۔

محمدؐ افضل کل انبیاتا + محمدؐ خاتم پیغمبرا تا

(محمد تمام انبیائے کرام سے افضل ہیں۔ پیغمبری محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتی)۔

محمدؐ رحمۃ للعالمین + محمدؐ سید کلّ مرسلین

(محمدؐ رحمۃ للعالمین ہیں ۔ محمدؐ سردار انبیاء ہیں)

محمدؐ ہم امام المتقین + محمدؐ ہم شفیع المذنبین

(محمدؐ تمام متقیوں کے امام ہیں ۔ محمدؐ شفیع المذنبین ہیں)

محمدؐ خیر خلق اللہ چاوہ + محمدؐ نور عرش اللہ چاوہ

(ہم یہ بھی جانتے ہیں محمدؐ مخلوقِ خدا کے لیئے خیر و برکت ہیں ۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ محمدؐ نور عرش اللہ ہیں۔)

محمدؐ بہتر غم خوار چاوَ + محمدؐ سرور سردار چاوَ

(میں یہ بھی جانتا ہوں کہ محمدؐ ہمارے غم خوار ہیں ۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ محمدؐ سرداروں کے سرور بھی ہیں۔)

محمدؐ ہم رسول پاک حق نا + محمدؐ ہم خلیل پاک حق نا

(محمدؐ اللہ تعالیٰ کے پاک رسول ہیں۔ محمدؐ اللہ تعالیٰ کے پاک خلیل بھی ہیں)

محمدؐ است حق نا ہم حبیب + محمدؐ چا ننا اُست نا طبیب

(محمدؐ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں ۔ محمدؐ ہمارے دلوں کے طبیب ہیں ۔)

ننا ہردم درود ہم سلامس + مرا ہلہ اھل بیت کلّ اکس

(ہم ہر وقت آپؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت آپؐ اور سب اہل بیت پر ہو)

Marfat.com

مُلکداد ناکچکا تا کچلٹ + کرک ناصِنتا تاصِفت

(ملک داد آپ کے غلاموں کا غلام ۔ اور میں آپ کے محاسن کی تعریف کرنے والا ہوں)

"تحفۃ العجائب" کی زبان قدیم براہوئی ہے ۔ جس کے بعض الفاظ آج کل متروک ہیں مگر سوا دو سو برس پرانی زبان کا نمونہ ہمیں اسی کتاب میں ملتا ہے ۔ کتاب کی زبان پر مانوس عربی فارسی الفاظ کی بھی اچھی خاصی چھاپ ہے ۔ موضوع کی مناسبت اور مصنف کے میلانِ طبع کے باعث ایسا ہونا فطری اور لازمی امر تھا ۔ اُس دور میں لوگ کیسے تھے اور مصنف کی سوچ اُن کے بارے میں کیا تھی ؟ اس کا جواب ہمیں چھٹے باب در بیان تصنیف کتاب کے تین اشعار سے ملتا ہے ۔

ترجمہ :-

"تحفہ عجائب نامی کتاب میں نے محض ثواب کے لیئے براہوئی زبان میں لکھی ۔ براہوئی بہت جاہل ہیں اور دین کو سمجھنے کے قابل نہیں ہیں ۔"

"میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا سے یہ تصنیف کی ہے کہ شاید حق تعالیٰ انہیں ہدایت بخشے ۔"

الغرض یہ کتاب اور اس کا مصنف دونوں براہوئی تحریری ادب میں ایک اچھوتے اور انمٹ نقش کے حامل ہیں ۔ ملا ملک داد نے بارِ اوّل براہوئی زبان کو علم و ادب اور شریعتِ اسلام کے اظہار کا ذریعہ بنا کر اس کی امکانی صلاحیتوں کو اُجاگر کیا ۔ پیشتر ازیں براہوئی صرف خانہ بدوشوں کی بول چال کی عامی زبان تھی ۔ مگر انہوں نے اسے مسلمانوں کی دوسری علمی و ادبی زبانوں کی قطار میں پہنچا دیا ۔

ثانیاً اگر علم و ادب ایک طرف انسانی معاشرت و سیاست کا عطیہ سمجھے جاتے ہیں تو دوسری جانب وہ اسی معاشرت و سیاست کے رہبر اور مشعل

Marfat.com

بردار بھی ہوتے ہیں۔ ملاّ ملک داد نے براہوئی معاشرے کو اپنے نظریات کے مطابق پرکھا اور نتیجہ اخذ کیا کہ اس معاشرے پر جاہلیت کے غیر اسلامی اثرات کے سائے گہرائی اور گیرائی لیئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے انہیں دور کرنے کی خاطر براہوئی زبان کے واسطہ سے نور اسلام پھیلانے کی تگ و دو کی۔ ان کی یہ سوچ اتنی برمحل تھی کہ ان کی کتاب کی تصنیف کے سترہ سال کے اندر ۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ء میں میر نصیر خان اعظم نے براہوئیوں کی جہالت اور غیر رسمی اندازِ زندگی کو بدلنے کے لیئے جھالاوان میں ایک وفد بھیجا جس نے وہاں ایسے قوانین نافذ کیئے جو شریعتِ اسلامیہ اور وفاز انسانیہ کے لیئے مفید تھے (اُن کا ذکر بابِ اوّل میں آچکا ہے) بہ الفاظ دیگر ملاّ ملک داد میر نصیر خان کی اصلاحات کے ذہنی محرک تھے۔

ثالثاً ملا ملک داد کا اثر اس قدر ہمہ گیر اور وارفتہ تھا کہ وہ انہی کے زمانے تک مقیّد نہ رہا۔ چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں، انیسویں صدی کے ربع آخر میں دُرخان (ڈھاڈر) سے جو تحریک نشاۃ الاسلامیہ شیخ البلوچستان جناب مولانا محمد فاضل رح کے زیرِ قیادت اُبھری نہ صرف لسانی بلکہ موضوعاتی اور ذہنی اعتبار سے بھی ملا ملک داد کی روایت کو لیئے ہوئے تھی اور چونکہ درخانی مدرسۂ فکر اور اس کی نگارشاتِ عالیہ اب بھی مصروف تخلیق و تطہیر ہیں لہذا یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ملاّ ملک داد کی روایت اب بھی براہوئی علم و ادب اور ذہن و قلب میں رچی بسی ہے۔ رابعاً قیاس چاہتا ہے کہ براہوئی زبان کا موجودہ فارسی رسم الخط بھی ملاّ ملک داد کا ہی اپنایا ہوا ہے۔

حضرت مولانا محمد فاضل درخانی رح ڈھاڈر کے قریب ایک گاؤں درخان میں ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ انگریزی تسلّط اور نفوذ کے خلاف بلوچستانیوں کا اوّلین قدرتی ردعمل مدافعت و مقاومت تھا چنانچہ ان میں ایک طبقہ ایسا وجود میں آیا جو اس ہمہ جہتی سامراج کے خلاف مستقل طور

پر نبرد آزما ہوا۔ اسی میں آپ نے شرکت فرمائی اور اپنے ساتھیوں ہینگل اور جونگل کے ہمراہ انگریزی چوکیوں پر حملہ آور ہوتے رہے۔ ایک رات جب تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ آپ کے ساتھی ایک بڑے سردار کا گھر لوٹنے کے لیئے چلے۔ آپ کے ضمیر نے آپ کو روکا کیونکہ اس میں جہاد کا شائبہ تک نہ تھا۔ طوعاً وکرہاً اُن کا ساتھ دیا اور چھوٹی پہاڑی کو مورچہ بنا کر بیٹھ گئے۔ مگر دل میں بے چینی تھی۔ اسی ادھیڑ بن میں تھے کہ پیچھے سے کسی نے سر پر دھول جمائی اور کڑک کر کہا: "محمد فاضل یہ کام چھوڑ دو" آپ نے مڑ کر دیکھا تو وہاں کسی کو نہ پایا۔ غصّے میں پیچ و تاب کھاتے ہوئے بولے: "سامنے آؤ، چھپتے کیوں ہو" لیکن وہاں کوئی ہوتا تو سامنے آتا۔ وہ تو خضر سی کوئی بزرگ ہستی تھی جسنے مشیتِ ایزدی سے ایسا کیا۔ آپ بے چین ہوگئے اور تھوڑی دیر غور و فکر کے بعد اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کر مغموم حالت میں گھر پہنچے۔ رات کا باقی حصّہ تارے گنتے گنتے گزرا۔ صبح ہوئی تو مسجد میں گئے اور زندگی میں پہلی مرتبہ خلوص دل سے بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو کر بُرے کاموں سے تائب ہوئے۔

اب آپ کے دل میں دینی تعلیم حاصل کرنے کی لگن پیدا ہوئی۔ چونکہ قرب و جوار میں کہیں کوئی دینی مدرسہ نہ تھا اس لیئے بے قرار رہنے لگے۔ روایت ہے کہ اسی بیقراری کے عالم میں بزرگانِ دین نے روحانی طور پر ان کی جانب توجہ کی۔ چنانچہ مشہور ہے کہ "حضرت خضر اور چار یار" نے انہیں ابتدائی دینی تعلیم سے بہرہ ور کیا۔ ابھی غالباً مزید تعلیم و تربیت کی ضرورت تھی۔ اس لیئے قدرت نے سبب پیدا کیا جس سے اُن کی کایا ہی پلٹ گئی۔

ایک روز شام کے وقت آپ مٹھڑی سے اپنے قصبہ "ذرخان" کی طرف تن تنہا آ رہے تھے کہ دو ڈاکوؤں نے اُنہیں راستے میں لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ جسم کے کپڑے بھی اُتروا لیئے اور صرف لنگوٹ پہنا کر چلتا کیا۔ یہ بات آپ کے لیئے باعثِ ننگ تھی کہ اس حالت میں اپنے گھر پہنچتے کیونکہ انہیں ہر کوئی جانتا

تھا۔ پھر وہ اعلیٰ خاندان اور قبیلہ رئیسانی کے فرد تھے۔ خاصی سوچ بچار کے بعد آپ نے قصبہ ہمایوں، (سندھ) جانے کا فیصلہ کیا۔ وہیں مولوی ہمایوں حضرت عبدالغفور کا مدرسہ تھا۔ جو خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ اُن کے یہاں مفت دینی تعلیم اور قیام و طعام کا انتظام تھا۔ مولانا محمد فاضل نے اُن سے فیض حاصل کیا اور دینی تعلیم سے بہرہ یاب ہو کر واپس آئے۔

قصبہ درخان میں پہلے کوئی مدرسہ نہ تھا۔ آپ نے اپنے گھر کے نزدیک مسجد بنوائی اور اس کے احاطہ میں مدرسہ جاری کیا۔ جہاں باقاعدہ درس و تدریس کا انصرام ہوا۔ ہر نماز کے بعد مولانا موصوف خود بھی وعظ فرماتے۔ قدرت نے آپ کی زبان میں اتنی تاثیر رکھی تھی کہ جو بھی آپ کے حلقہ میں آیا گناہوں سے تائب ہو کر نیک اور پارسا بنا۔ آپ کا حلقۂ اثر وسیع ہوتا گیا۔ ہر وقت آپ کے ہاں لوگوں کا ہجوم رہنے لگا۔ دین محمدی کی باتوں کا چرچا ہوا اور انتہائی عقیدت کے باعث کئی لوگ مرید بن گئے۔

مولانا اب اپنی ریاضت اور بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت سے ولایت کے مرتبہ پر فائز ہو چکے تھے۔ آپ نے باہر سے آنے والوں کے لیئے لنگر کا بندوبست کیا۔ جہاں سے مسافروں کو فی سبیل اللہ صبح و شام کھانا ملتا قیام کی خاطر چار پانچ بڑے کمروں پر مبنی ایک سرائے بھی تعمیر کرائی۔ عقیدت مندوں کے لیئے ایک الگ بیٹھک کا انتظام کیا۔ جس کے آثار آج بھی اپنے اندر شان و شوکت رکھتے ہیں۔

۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء سے سابقہ ریاست قلات میں انگریز سامراج کا عمل دخل، تہذیب و تمدن، اور عقیدے کے اعتبار ہر شعبہ حیات میں اپنی کارستانی دکھانے لگا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قدرت مولانا محمد فاضل کو انگریز کی فکری اور اعتقادی یلغار کے مقابل لا کر اسلام کا بول بالا کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ آپ نے بتیس سال تک تبلیغ حق و اصلاح معاشرہ کا کام سرانجام دیا آپ

Marfat.com

نے قلات اور کوئٹہ کے علاقوں میں اسلام کو از سرِنو چمکایا۔ گمراہ اور دین سے پھرے ہوئے لوگوں کو سیدھی راہ دکھائی۔ معاشرت سے متعلق کاموں کی اصلاح کی۔ قدیم وضع کی شلوار کو سادہ شلوار میں تبدیل کرایا۔ فضول لباس کو ممنوع قرار دیا۔ "افازۃ المصلی" کے مصنف مولانا عبداللہ درخانی اپنی تصنیف میں ایک مقام پر لکھتے ہیں: "حضرت مولانا محمد فاضل درخانی نے سردار حاجی ملا محمد خان رئیسانی آف مٹھڑی کو ایک موقع پر جبکہ وہ اپنے فرزند اسداللہ خان کے ہمراہ آپ کی زیارت کو آئے کہا کہ اسداللہ خان کے کانوں سے سونے کی بالیاں نکالیئے کہ شرع انور میں ممنوع ہے اور سردار کو بھی ہدایت فرمائی کہ آپ بڑی شلوار نہ پہنا کیجیئے، شرع اس کی اجازت نہیں دیتی۔ چنانچہ سردار رئیسانی نے گھر پہنچ کر ہر دو ہدایات پر عمل کیا اور اُن کی دیکھا دیکھی خاندان کے باقی افراد نے بھی ان چیزوں کو بُرا سمجھ کر ترک کر دیا۔"

عشقِ محمدی سے سرشار مولانا موصوف نے ان علاقوں کے عوام کی ایسی اصلاح کی کہ جہاں رات دن ڈاکے پڑتے تھے اور قتل و غارت کرنا بہادری کا کام سمجھا جاتا تھا وہاں ایسا امن ہوا کہ اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ وہ کام جو بڑے بڑے جابر حاکم نہ کر سکے ایک فقیر سیرت درویش نے ہادیِ اسلام آنحضرت صلعم کی بتائی ہوئی اعلیٰ اخلاقی تعلیم سے بہرہ ور ہو کر قلیل عرصے میں پورا کر دکھایا آپ نے اپنے دور کے بڑے بڑے بے عمل عالموں اور بدمزاج سرداروں کے خلاف عملی جہاد کیا۔ آپ کی حق گوئی اور پُرتاثیر تیغ زبان کے سامنے مخالفین ٹھہر نہ سکے۔

ایک بار خانِ وقت نے آپ کو دعوت پر بلایا۔ احترام کی غرض سے رہائش گاہ کے راستے میں سُرخ کپڑے کا فرش تیار کرایا لیکن آپ نے اس پر چلنے کی بجائے خالی جگہ پر ہی قدم رکھے اور کہا کہ اس سے نخوت و تکبر کی بُو آتی ہے۔ یہ سن کر خانِ وقت کے ماتھے پر ناراضی کے آثار اُبھرے اور اس نے

Marfat.com

دورانِ گفتگو تہدیدی انداز میں کہا کہ ہمارے لیئے کسی کو موت کے گھاٹ اتروا دینا معمولی بات ہے۔آپ رمز کو سمجھ گئے اور جواب دیا کہ میری اتنی خوش نصیبی کہاں کہ تمہارے ہاتھوں سے جامِ شہادت نوش کروں۔ اس بے باک جواب پر وہ صاحب اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

آپ تبلیغ کے لیئے تنہا جاتے۔ کسی کے مہمان نہ ہوتے اور کسی کے گھر کا کھانا نہ کھاتے، کیونکہ تبلیغ کے دوران وہ اس بات کو مناسب نہ سمجھتے تھے۔ اپنے ہمراہ ستّو اور گڑ رکھتے تھے۔انہی کو استعمال میں لاتے اور رات کے وقت کسی مسجد میں عبادت کرتے۔

مولانا محمد فاضل درس و تدریس، مناظرہ و مجادلہ، تبلیغ و تلقین اور طریقت و روحانیت میں مشغول رہنے کی وجہ سے تصنیف و تالیف[1] کا کام نہ کر سکے۔ لیکن ان کی ذات بابرکات اور اُس کے ملکہ آدم گری کا نتیجہ تلامذہ راشدہ کے ایک حلقے کی صورت میں ظاہر ہوا۔

آپ اپنے زمانے کے علمائے حق، ولی اللہ اور دیگر بزرگ ہستیوں سے تبادلۂ خیال کرنے کے عادی تھے۔ چنانچہ پیر شاہ ابوالخیر صاحب

---

[1] آپ کے نواسے کے لختِ جگر مولانا عبدالباقی درخانی کا کہنا ہے کہ علامہ محمد فاضل براہوئی، فارسی اور بلوچی تینوں زبانوں میں لکھتے تھے۔ اور کئی کتابیں انہوں نے براہوئی میں بھی تحریر فرمائی تھیں۔ چونکہ نام و نمود کا شوق نہ تھا اور بجائے نام کے کام سے خاص رغبت تھی اس لیئے اپنی تصانیف اپنے شاگردوں کے نام سے لکھواتے رہتے تھے۔ اس وجہ سے اب یہ فیصلہ کرنا ناممکن ہے کہ آپ کی تصانیف کون کون سی ہیں۔

ثقافت اور ادب وادی بولان میں، کوئٹہ ۱۹۶۶ء
مقالہ براہوئی ادب۔ عبدالرحمٰن کرد۔ ص ۲۱۹۔

Marfat.com

دہلوی (جن کے نام پر شارع پیر ابوالخیر کوئٹہ میں ہے) حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب بھرچونڈی علاقہ سندھ، حضرت خواجہ میاں فیض الحق چشتوی، حضرت حاجی محمد صدیق نقشبندی مستونگ، حضرت مولانا عبد الرحمٰن سکھر والے اور حضرت محمد ابراہیم سندھی سرحدی، حضرت مولانا کے ہمعصر احباب میں سے تھے، جو موسم سرما میں قصبہ درخان میں تشریف فرما ہوتے، محفلیں منعقد ہوتیں اور دانش و معرفت کے گہر بکھیرے جاتے۔

قصہ مختصر مولانا محمد فاضل درخانی کی ذات بابرکات بجائے خود ایک ادارہ اور ایک تحریک تھی اور مدرسہ درخان براہوئی علم و ادب میں آمدِ بہار کا نقیب تھا۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ عربی اور فارسی کے بجائے براہوئی اور بلوچی خصوصاً اول الذکر کو ذریعہ تعلیم بنایا۔ اس سے براہوئی اس قدر خود آشنا ہو گئے کہ عیسائی مبلغین کی تبلیغات دھری کی دھری رہ گئیں اور تفسیر و فقہ، حدیث و شریعت، تاریخ و سیر، اخلاق و نصائح، نظم و نثر اور علم و ادب کے گوناگوں اور ادق سے ادق مضامین براہوئی زبان میں ادا کیے جانے لگے۔

مدرسہ درخان کے تحت پیدا ہونے والا ادب اصلاحی، مقصدی اور تعمیری تھا، اس میں فکری بے راہروی اور دماغی عیاشی نہیں تھی، سنجیدگی اور متانت اس کے طغرائے امتیاز تھے۔ براہویوں میں خالص اسلامی رنگ کی نشاۃ الجدیدہ کا احیا اس سکول کا مقصود نظر تھا۔

مولانا محمد فاضل ۱۹ شوال روز سہ شنبہ ۱۳۱۴ ہجری بمطابق ۱۸۹۶ء کو اللہ سے جا ملے۔ اُن کا مزار شریف ڈھاڈر (ضلع کچھی) میں ہے۔ مولانا عبداللہ درخانی لکھتے ہیں: "یکساعت پیش از ارتحالش اہلیہ وی نشستہ دیدکہ فرشہا خشتی از زرد خشتی از نقرہ دیوار قصری نورانی میزدند گفتند این از شوہر شماست۔"

Marfat.com

مولانا نے یوں آپ کے خصائص کو یکجا کیا ہے "حضرت ایشان بسیار متشرع و متابع سنت سنیہ و قامع بدعت قبیحہ بودہ اند در تقوی و ورع و سخاوی نظیر صاحب کشف و کرامات و ارشاد دعوت متمولان و اعطای ایشان ہرگز قبول نمیکردند ہر سخت بیدین اگرچہ حاکم بودی بہ ملاقات آن معدن کمالات فی الحال تائب شدی .... در واقعہ از سرور عالم و از خلفاء اربعہ سبق و استفادہ گرفتہ اند با خضر در بیداری چند بار ملاقات فرمودہ اند .... حضرت ایشان سراج مذہب حنفی و علم اخلاق بودہ اند مانند بزرگان کامل عمل بر عزیمت و ترک رخص می فرمودند"

سید علی نظامی سیمابی نے کہا ہے:

وہ فاضل شخصیت، وہ منبع انوار روحانی
دل فسردہ کو جس کی نظر اک لطف ربانی

وہ افرنگی کا ظلمت آفرین عہد جہانبانی
وہ اس کی شخصیت کی روح پرور فیض ارزانی

بلوچستان میں وہ ایسا فروغ افروز شعلہ تھا
دیا ہے شمع افسردہ کو حکم نور افشانی

وہ جس کی زندگی شان تفکر کا اک آئینہ
وہ جس کی خامشئ مرگ اک تصویر حیرانی

وہ جس کی زیست تھی تبلیغ تعلیمات اسلامی
وہ جس کی مرگ بھی ہے قاسم انوار روحانی

وہ جس نے درس بیداری دیا ہے خفتہ بختوں کو
وہ جس نے قلب سے کافور کر ڈالی پریشانی

حیات حریت کی قدر و قیمت آشکارا کی
کیا مفقود ذہن قوم سے ذوق تن آسانی

Marfat.com

نظامی خاک تربت اس کیا اکسیر ساماں ہے
خزف ریزہ بھی جس کے فیض سے لعلِ بدخشاں ہے

مولانا کے نامور تلامذہ میں مولانا محمد عبداللہ درخانی، مولانا نوجوان، مولانا عبدالمجید چوتوئی اور مولانا عبدالحی تھے۔

مولانا محمد فاضل درخانیؒ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ ایک ہی صاحبزادی تھی جس کی شادی عالم اور متقی حاجی محمد عظیم رئیسانی سے ہوئی۔ اُنکے فرزند ارجمند مولانا محمد عبداللہ درخانی تھے۔ جو مولانا محمد فاضل کی صحبت و تربیت میں کندن بنے۔ مولانا محمد فاضل کی وفات پر مولانا عبداللہ ہی آپکے جانشین ہوئے اور ادارۂ مطبوعات، مسجد اور لنگر وغیرہ کا انتظام سنبھالا۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخانی نقشبندی مجددی کی ولادت باسعادت درخان میں روز سہ شنبہ ۱۱ محرم ۱۲۹۸ھ/ ۱۸۷۸ء کو ہوئی۔ آپ کی والدہ محترمہ کے بیان کے مطابق انہوں نے آپ کی پیدائش سے پیشتر ایک خواب دیکھا کہ " میں ایک ایسے مکان میں ہوں جو نور سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ وہاں ایک خاتون تشریف لائیں۔ وہ صورت و لباس سے بہت ہی حسین و جمیل تھیں۔ ہر طرف دلآویز خوشبو بکھر گئی۔ انہوں نے عربی زبان میں ارشاد فرمایا کہ میں فاطمہ ہوں اور وہ میرے والد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے مجھے بھیجا ہے، جب میں نے دیکھا تو تھوڑی دور حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ بہت ہی حسین اور بے نظیر لباس پہنے ہوئے تھے۔ پھر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چراغ میں بتی اور تیل ڈال کر اُسے جلایا اور مجھے دے کر فرمایا تیرا یہ چراغ نہیں بجھے گا"

مولانا محمد فاضل نے اپنے نواسے کا نام عبداللہ تجویز کیا۔ آپ کو اس سے بے حد محبت تھی۔ اسی لیے تعلیم و تربیت کا اہتمام خود ہی فرماتے رہے مگر آپ کی وفات (۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء) کے بعد ان کی تعلیم رک گئی۔ لیکن آپ کی روح

مبارک مرقد میں بھی بے قرار ہوئی ۔ کہ میرا نواسہ کیوں تعلیم سے محروم ہو رہا ہے۔ اس لیئے ایک رات آپ نے عالم رویا میں ان سے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیئے کہا۔ انہوں نے تعلیم جاری رکھنے کا ارادہ کیا لیکن ان کی والدہ یہ نہیں چاہتی تھیں کہ ان کا فرزند ایک لمحے کے لیئے بھی اُن سے جُدا ہو۔ دوسری اور تیسری رات بھی آپ نے تحصیلِ علم کا ارشاد فرمایا۔ آخر کار گھر سے دور رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت مل گئی اور اپنی والدہ محترمہ کی نیک دعاؤں کے ساتھ مزید حصول تعلیم کی غرض سے روانہ ہوئے۔ شکارپور پہنچ کر ایک دینی مدرسے میں داخل ہو گئے اس مدرسے میں سندھ کے ایک بڑے زمیندار کا لڑکا بھی زیرِ تعلیم تھا۔ جواب تک کریما' ہی پڑھ رہا تھا۔ آپ کے اُستاد نے آپ سے اس طالب علم کو درس دینے کے لیئے کہا۔ آپ اسے نیک نیتی سے پڑھاتے رہے۔ جس کے باعث اُس کے والدین نے خوش ہو کر آپ کے لیئے باقاعدہ عمدہ کھانا بھجوانا شروع کیا مگر آپ کو یہ بات پسند نہ آئی۔

پہلے آپ نے اُستاد صاحب کی خدمت میں عرض کرنے کا ارادہ کیا کہ میں اس طالب علم کو درس نہیں دے سکتا پھر اُستاد کے احترام کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خاموش رہے اور اُس مدرسہ ہی کو خیرباد کہہ کر سکھر کے گاؤں "بنگ" چلے گئے۔ وہاں مولانا نذر محمد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا یہ آخری مرحلہ تھا۔ آپ کے ساتھ سات دوسرے طالب علم بھی اسی منزل میں تھے۔

آپ یہاں دو سال تک رہے اور ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ اس مدرسے میں کھانے پینے کا معقول بندوبست نہ تھا۔ ہر طالبعلم کے حصّہ میں جوار کی چوتھائی روٹی آتی تھی۔ شکارپور آپ نے لذیذ کھانوں کی وجہ سے چھوڑا تھا۔ یہاں قدرت نے جوار مہیا کی۔ آپ اسی حال میں خوش رہے اور اپنے دُرِ مقصود کے حصول کے لیئے کوشاں رہے۔

Marfat.com

آپ نے ڈھاڈر میں دینی مدرسہ بھی قائم کیا۔ جس سے اس علاقے کی معزز ہستیاں بہرور ہوئیں۔ ان میں سے سید اورنگ شاہ اور سید عبد المجید شاہ زیادہ معروف ہیں۔

گرمیوں میں آپ سریاب (کوئٹہ) تشریف لاتے کیونکہ ڈھاڈر کی گرمی ناقابلِ برداشت ہوتی ہے۔

سریاب میں بھی درس وتدریس کا سلسلہ منقطع نہ ہوتا تھا۔ آپ فتوے بھی لکھ دیتے تھے۔ اپنے تبحّر علمی کے باعث ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء سے ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۴۱ء تک سابقہ ریاست قلات کے قاضی القضاۃ رہے۔ آپ نے قطبِ عصر حضرت خواجہ محمد عمر چشموی (۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء ـــ ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ ایک خوشگو شاعر بھی تھے۔ مرشد کے ارشاد پر نقشبندی مجددی سلسلہ کا منظوم شجرہ بھی تیار کیا جو آپ کی قادر الکلامی کا مظہر ہے۔ آپ کا وصال یکشنبہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۶۳ھ بمطابق ۶ فروری ۱۹۴۴ء کو رات کے وقت ہوا۔ آپ متعدد کتب کے مصنف تھے۔ مشہور اور اہم کتابیں یہ ہیں:

۱۔ افازۃ المصلّی۔

اس میں نماز حنفی کے جامع مسائل صحیحہ پر بحث کی گئی ہے۔ یہ عربی میں لکھی گئی ہے اور ساتھ ساتھ فارسی ترجمہ بھی ہے۔ یہ اٹھاسی صفحات پر مشتمل ہے اور پہلی بار سوموار ۴ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء کو کواپریٹو سٹیم پریس وطن بلڈنگ لاہور میں چھپی۔ اس کی کتابت مولف کے فرزند مولانا عبد الباقی درخانی نے کی تھی۔

۲۔ سلسلہ قبلہ چشموی

یہ کتاب فارسی نثر میں ہے۔ اس میں سلسلہ نقشبندی مجددی کے بزرگوں کے حالات مندرج ہیں۔ کتاب کی افادیت میں اس بات سے اضافہ ہوا ہے

Marfat.com

کہ اس میں بلوچستان کے مقام چشمہ شریف متّصل کوئٹہ کے نقشبندیہ مجددیہ بزرگانِ دین کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ کتاب ۲۱ صفر ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء کو مطبع کریمی نزد کوتوالی قدیم لاہور باہتمام میر قدرت اللہ مینجر پرنٹر و پروپرائٹر چھپی۔ اس کا سرورق جمیل احمد خوشنویس و آرٹسٹ لاہور نے تیار کیا تھا۔ آج کل نایاب ہے۔

۳۔ فتویٰ درخانی۔

یہ کتاب فارسی نثر میں ہے اور اس کی دو جلدیں ہیں۔ اب تک غیر مطبوعہ ہے۔ آپ نے جو شرعی فیصلے کیئے اُن کو قلمبند کیا گیا ہے۔

۴۔ تحفۃ العوام۔

۵۔ راہ نامہ۔

۶۔ کنز اخبار (یہ قلمی صورت میں مولانا عبدالباقی درخانی کے پاس محفوظ ہے)۔

۷۔ سفر حجاز درخانی۔

یہ کتاب بھی فارسی نثر میں ہے۔ آپ ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور دیگر مقدس مقامات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے بڑے دلچسپ، رواں اور دلنشین انداز میں سفرِ حجاز کے واقعات کو ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء میں صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا۔

۸۔ شمائل شریف۔

براہوئی منظوم کتاب ہے۔ ۱۲۰ صفحات پر مبنی ہے۔ سن تالیف ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء اور سن طباعت ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء ہے۔ دوسرا ایڈیشن ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ/ ۶ ستمبر ۱۹۳۱ء کو شائع ہوا تھا۔ یہ گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں چھپا تھا۔ اس میں حضورِ پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و خصائل کا بیان ہے۔ مولف نے مستند کتب جیسے شمائل ترمذی،

Marfat.com

معارج النبوۃ، نزہتہ المجالس وغیرہ سے استفادہ کیا ہے پہلے حمدیہ پھر نعتیہ اشعار ملاحظہ کیجئے

ثنا تا کلّنا لائق خدائے + مُنزّہ پاک خواجہ کلّنائے
حکیم اے نیک بد کل خلق اونا + نخوِ کے ہر گڑائی حکمت اونا
مریکِ کافر کس گردن پائے + خدا تتے کریئے دا گڑائے

ترجمہ :-
"تمام تعریفیں خدا تعالیٰ کے لیئے ہیں۔ وہ منزہ پاک ہے سب کا مالک ہے۔ وہ حکیم ہے نیک اور بد سب اس کی مخلوق ہیں۔ ہر شے میں اس کی حکمت نہاں ہے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شے کی تخلیق کیوں کی۔"

محمد مصطفیٰ نورے خدانا + جہاں مس اوڑکہ اوسا ہے جہاں نا
رسولاتے کرے رب اُمت اونا + ملائک جن و بندغ اُمت اونا!
بڑا زاعرشان مس معراج اونا + موسیٰؑ ناطور مس آسمان عیسیٰؑ نا

ترجمہ :-
"محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک تعالیٰ کے نور ہیں۔ تمام جہاں آپ (صلعم) کے لیئے پیدا کیا گیا اور آپ (صلعم) اس کی روح ہیں۔ (لَوْلَاكَ لِمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ۔ کی جانب اشارہ ہے) دوسرے رسول آپ صلعم کی اُمت میں شامل ہوئے ملائک، جن اور انس آپ کی اُمت ہیں۔
آپ صلعم کا معراج عرش سے بھی اُس پار ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیئے "طور" تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیئے "آسمان" تھا۔

بخاری شریف (کتاب الایمان) میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا یُؤمِنُ احدکم حتیٰ

Marfat.com

اکون احب الیہ من والدہ وولدہ وَالنّاس اجمعین" (تم میں سے کوئی (کاملاً) مومن نہیں ہوتا جب تک کہ میں صلی اللہ علیہ وسلم اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہوں) صحابہؓ کرامؓ نے دل وجان سے آپ صلعم کے اس ارشادِ مبارکہ پر عمل پیرا ہوکر دکھایا۔ اس حدیث شریف کا مولانا عبداللہ نے اس طرح ترجمہ کیا ہے۔

مُفک مومن کس خالی عملت او+ نماز روچہ حج اوؔ زکوٰۃ او
مگر بھاز دوست تورے شاہے خوبان+ چُناغہ لُمہ بادہ کل جہاں نان

ترجمہ:۔

"کوئی شخص بھی نماز روزہ حج اور زکوٰۃ سے اس وقت تک کاملاً
مومن نہیں ہوتا جب تک کہ وہ آپ صلعم سے اپنی اولاد، اپنے
والدین اور سب لوگوں سے زیادہ محبت نہ رکھے۔"

ص ۸۳ سے شمائل شریف کا بیان ہے۔ شمائل کے متعلق نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے مَن قرءَ شَمَائِلِی نَاظَرُنِیْ فِی مَجْلِس (جس نے میرے (صلعم) شمائل پڑھے گویا اس نے مجھے (صلعم) مجلس میں دیکھا۔
کتاب کا اختتام ان اشعار پر ہوتا ہے۔

خدا توفیق تس خیرٹ ختم مس + جمادی آخرے پانزدہ تاریخ مس
جُوانگا دیتہ نیمروچس جمعہ نا + وسالس بیست وپنج چارڑدہ صدی نا

ترجمہ:۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دے کہ کتاب بخیر و خوبی تمام ہوئی
جمادی الآخر کی پندرہ، جمعہ کے دن اور دوپہر کے وقت ۱۳۲۵ھ
کو مکمل ہوئی۔"

۹۔ معجزاتِ شریفہ:

یہ منظوم کتاب براہوئی میں ہے۔ ۱۴ صفرالمظفر ۱۳۵۰ھ بمطابق یکم جولائی

۱۹۳۱ء کو عباسی لیتھو آرٹ پریس کراچی میں چھپی۔ ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ آغاز حمد سے ہوتا ہے۔ پھر نعت شریف اور درود شریف پڑھنے کے فوائد درج ہیں۔ اس کے بعد کم وبیش ستّر معجزات کا بیان ہے۔ ص ۷۷ پر قصیدۂ نعتیہ بہت متاثر کن انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ 'ہرچہ از دل خیزد بر دل ریزد' والا معاملہ دکھائی دیتا ہے۔ چند شعر ملاحظہ کیجیے

مُوکو تفے اُڑائے
کپوت کرے ثنائے
تُو لوک خا یہ غائے

توراتْ انجیل وشادی
تُسرّ مبارکْ بادی
بَریک نبی مُ ہادی

او خواجہ مَس لولاک
سجدہ کرہ برتہ سہداک
ہم بوٹو و درختاک

ترجمہ:۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب غار ثور میں تشریف لے گئے تو مکڑی نے غار کے دہانے پر جالا بُنا۔ کبوتری نے ثنا بیان کی اور انڈا سینے لگی۔

تورات اور انجیل میں یہ خوش خبری آئی اور مبارک باد کے پیغام آئے کہ نبی اور ہادی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ آپ صلعم آقائے 'لولاک' ہیں۔ آپ صلعم کو چوپایوں، جڑی بوٹیوں اور درختوں نے بھی سجدہ کیا۔"

مولانا نبوجان مولانا محمد فاضل درخانی کے ایک قابل احترام شاگرد تھے جو مستونگ کے قریب چوتو کے قمبرانی یا قمبراڑی قبیلے کے فرد تھے۔ آپ ایک جید عالم اور جلیل القدر مصنف تھے۔ ان کا ایک عظیم کارنامہ مُلا ملک داد کی تصنیف "تحفۃ العجائب" کی طباعت تھی جس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ بلوچستان کے جن مذہبی رہنماؤں نے عیسائی مبلغین کی کوششوں کو بُری طرح ناکام بنایا اُن میں آپ کی حیثیت ممتاز ہے۔ آپ نے اُن کے حربے سے یوں پناہ مانگ کر اپنے پروگرام کا آغاز کیا:

یارب رحیم ورحمان　　شیطان نامکرو دامان

آسمان زمین نانامان　　بخشے نئے خدایا!

(اے رب تو رحیم و رحمان ہے۔ ہمیں شیطان کے مکر و فریب سے بچا۔ آسمان و زمین کے درمیان اے خدا ہمیں بخش دے)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد فرمائی۔ ایک جانب انگریز تھے جن کے پاس سرمایہ کی فراوانی تھی اور وہ اپنے پمفلٹوں کی تعداد اشاعت میں روز بروز اضافہ کرتے رہتے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ عیسائی مبلغین نے گاؤں گاؤں جا کر غریبوں کو پیسوں اور کھانے پینے کی چیزوں کے ذریعے بہکانے کی سعی کی۔ وہ قافلوں کے ہمراہ بھی رہتے تاکہ ان کے ساتھ میل جول بڑھا کر تبلیغ کرسکیں دوسری طرف مولانا اپنی کم مائیگی کے باعث اپنی تصانیف کی تعداد اشاعت نہ بڑھا سکے۔ خود بھوکے رہے لیکن اپنا اثاثہ مذہبی کتابوں کی اشاعت پر لگا دیا نتیجتاً لوگ رات کو آگ کے قریب بیٹھ کر مولانا کے مذہبی اشعار ترنم سے پڑھتے اور دوسرے اُنہیں بڑی لگن کے ساتھ سُنتے۔ یوں مولانا کی کتابیں کم چھپیں مگر اُن سے نسبتاً زیادہ لوگ بہرہ یاب ہوسکے۔

آپ کی مشہور ترین تصانیف 'تحفۃ الغرائب'، 'ناصح البلوچ' اور 'نصیحت نامہ' ہیں۔ 'تحفۃ الغرائب'، ملا ملک داد کی تصنیف 'تحفۃ العجائب' کے موضوعات

Marfat.com

پسندیدہ پر ہی لکھی گئی ہے۔ جن کا پہلے ذکر آچکا۔ نعتیہ اشعار موجود ہیں۔ چند ایک یہ ہیں:

محمد مصطفیٰ خلق خُدانا + شرف دارسّن تماجہان نا
رسول رَبٌ نارائی کرک + چراغ دین ناروشن کرک
یقین چاب محمد مُصطفاء + شفا کل ننک اودستِ خُداء
خدانا پار کا حقت سلک + نن حکماتیاں چھبر ترک
الٰہی امتاّن ا، نانٌ کس + نن ایمان مَت نی قبرتی بِرس
مسلمانا کب ذکر خدانا + کہ پاب نُمر درُود مُصطفا نا

ترجمہ:-
محمد مصطفیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ آپ دونوں جہان میں شرف دار ہیں۔
آپؐ ربؐ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ آپؐ دین کے چراغ کو روشن کرنے والے ہیں۔
لوگو یقین جانو محمد مصطفیٰ ہیں۔ آپ ہمارے لیئے شافع ہیں۔ اور آپؐ خدا کو بہت محبوب ہیں۔
آپؐ خدا کی جانب سے حق بیان کرنے آئے ہیں اور ہمیں حق کا حکم دینے والے ہیں۔
یا الٰہی ہمیں مصطفیٰ کا اُمتی بنا۔ اور ہمیں ایمان کے ساتھ قبر میں اُتار۔
اے مسلمانو تم خدا کا ذکر کرو۔ اے لوگو تم محمد مصطفیٰ پر کثرت سے درود و سلام بھیجو۔

"ناصح البلوچ" چھوٹی بحر کے استعمال، برمحل الفاظ اور مصرعوں کی تکرار کا خوبصورت نمونہ ہے۔ جیسے

Marfat.com

اول صفت خُـدانا + بے چون و پادشاہ نا
خلاق و رہ نمـُـانا + کر بندگی خـدا رکن

ترجمہ :-

(سب سے پہلے خدا کی تعریف کرتا ہوں ۔ جو بہت بڑا بادشاہ ہے)
(وہی سب کا خالق اور پروردگار ہے ۔ خدا کی بندگی کر)

محـمّد نبی برکـۓ + احوال نن ترکـۓ
امـر نہی کرکـۓ + کن پیـُروی نبلبنـا

ترجمہ :-

(محمدؐ اللہ کے نبیؑ برحق ہیں ۔ میں بیان کرتا ہوں کہ آپ نبیؐ کی پیروی کریں)

صَلّوا علی محـمّد + صَلواتِ بر محـمّد
دست ربنا محـمّد + کن پیـُروی نبینا

ترجمہ :-

(محمدؐ پر سلام و درود جو محمدؐ اللہ کے محبوب ہیں ۔ آپ نبیؐ کی پیروی کریں)

منہ بیت جوڑ کیوا + براہوئی ایت پنت تیوا
اف زندگی کہیوا + معاف کر کنے خـُدایا

ترجمہ :-

(یعنی ہیں نے کچھ باتیں یا پندو نصائح کہی ہیں ۔ براہوئی میں وعظ و نصیحت کی ہے ۔ اُف زندگی ختم ہے ۔ اے خدایا ! مجھے معاف فرما)

بلوچستان میں ولور کا رواج ہے ۔ مولانا نبوّ جان نے سب سے پہلے اس قبیح رسم کے خلاف لکھا ۔ قومی رسوم کے خلاف آواز اُٹھانا معمولی بات نہیں آپ نے اس جہالت کے دور میں جس جسارت کا مظاہرہ کیا وہ قابل توصیف

ہے فرماتے ہیں :

هَندا نفع چَا گندا اے + حَیا خواجہ تہ شرمندہ اے

اے رب تعالیٰ مہربان + ایت پناہ نی دافتان

ترجمہ :۔

(اے برادران عزیزیہ جان لوکہ یہ "نفع" خراب ہے کیونکہ اس نفع کا مالک (اپنے ضمیر میں) شرمندہ ہے۔اے مہربان رب العٰلمین! ان سے ہمیں پناہ دے)

ساتھ ہی آپ نے شادی بیاہ کے موقعوں پر قبیح رسوم سے بھی باز رہنے کی تلقین کی۔آپ کی تنقید کا مفہوم یہ ہے کہ یہ فعل مناسب نہیں کہ مرد اور عورتیں ایک ساتھ مل کر رقص کریں اور عورتیں بھڑکیلے لباس پہن کر اپنے حسن کی نمائش کریں۔جب انہوں نے یوں کیا تو سمجھ لوکہ انہوں نے اپنی عاقبت کو تباہ و برباد کر ڈالا۔

جس طرح مولانا الطاف حسین حالی نے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو بُری رسوم سے آگاہ کر کے ان کو ترک کرانے کی ضرورت پر زور دیا تھا اُسی طرح بلوچستان میں وہی انداز مولانا نبوجان نے اپنایا۔اُن کے "نصیحت نامہ" کو ہم براہوئی زبان کا مسدس حالی کہہ سکتے ہیں۔دونوں نے قوم کو خوابِ خرگوش سے بیدا کر کے دین کی صحیح تبلیغ کی۔آپ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں طاعون کی وبا میں رحلت فرما گئے۔[1] محمد صدیق نے کہا تھا:

صد افسوس و ہزاران درد و ارمان

کہ رفتہ زین جہان حاجی نبوجان

بلوچستانیاں را بُد چراغے

کہ زو شد دین احمد را فروغ

---

[1] اتحاد بلوچاں (ہفتہ وار) کراچی ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء

قصیدہ مرثیہ در ہر زبانے
بگفتے بے تشکل درئ زبانے

دعائے صبح شام وائے عزیزان
برائے وے شما باشید جویان

صدیقا تو چرا ہستی پریشان
بکن پرہیز از گمراہ پیران

مولانا عبدالمجید چوتوئی[1] مولانا نبو جان کے فرزند ارجمند تھے۔ جنہوں نے مولانا محمد فاضل اور اپنے والد محترم سے بیک وقت علمی دینی اور باطنی استفادہ کیا۔ اُن کی مندرجہ ذیل کتابیں زیادہ مشہور اور یادگار ہیں۔

۱۔ مُفرح القلوب،

یہ کتاب پہلی بار ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء میں چھپن صفحات پر مشتمل شائع ہوئی۔ یہ براہوئی غزلیات کی اوّلین کتاب ہے۔ اور فارسی طرز حروف تہجی کی رعایت سے مرتب کی گئی ہے۔ کل اشعار ۵۸۰ ہیں۔ کہیں کہیں مناجات اور مولود شریف بھی درج ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی کے الفاظ[2] میں "مُفرح القلوب" باعتبار زبان بہت ہی دلچسپ ہے۔ عبارت آسان اور سہل ہے۔ سادگی، سلاست اور ترنم اس کتاب کے جوہر ہیں۔ اشعار میں روانی، بے تکلفی اور آورد کی بجائے آمد ہے"

۲۔ گلشن راغبین (بزبان براہوئی)۔

جس کے آخر میں مولانا نبو جان کی فارسی زبان میں مناجات بھی درج ہے۔

---

[1] اورنٹیل کالج میگزین لاہور نومبر ۱۹۶۲ء براہوئی زبان و ادب، سید کامل القادری ص ۱۵۔

۱ماہنامہ بلوچی دنیا ملتان اکتوبر ۱۹۶۶ء حضرت علامہ محمد دین پوری، عبدالرحمٰن براہوئی

[2] قدیم براہوئی شعرا حصہ اول، ص ۶۲

Marfat.com

مولانا نے دینی مسائل کو سلیس، عام فہم اور پرخلوص لب و لہجے میں تحریر فرمایا ہے۔ مناجات، نعتیہ اشعار اور مولود شریف بھی موجود ہے۔ کتاب کا جو نسخہ اس وقت میرے پیشِ نظر ہے وہ ٦٤ صفحات (۹½ × ۴½) بار سوم) پر مبنی ہے جسے مولوی ابوبکر و عبدالغفور و عبدالحی درخانی نے البرٹ پریس کوئٹہ میں چھپوا کر ڈھاڈر۔ بلوچستان سے شائع کیا۔ گلشن راغبین ۱۳۶۶ھ ۱۹۴۶ء میں مکمل ہوئی تھی۔ چند نعتیہ اشعار یہ ہیں:

رَب نی کَرس شَافی نِچن + چَاخنک گَنَا مَسُّر پُدِن
پَن خلنپرا نَا مَتُّ پِن + خَنتَا گَنَا نُور محمدؐ
نی تم جہان تَا خُواَجبُسُ + بَوار تَاتَا وَار ہَو شُمن
هَمرَبُ کَسَاتَانِی کَسَس + خَنتَا کَنَا نُور محمدؐ
رب پَارِن خیرُ البشر + خَنتَا کَنَا نور محمدؐ
اَس وَارکَن ات نِشان + تن نبی اخر زمانؐ

ترجمہ:-

(باری تعالیٰ نے آپؐ کو شافع چُنا۔ جس کی وجہ سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہوئی۔)

(میں نے اس دنیا میں آپؐ جیسا نہیں دیکھا۔ محمدؐ میری آنکھوں کے نور ہیں۔)

(آپؐ دونوں جہان کے مالک ہیں۔ آپؐ لاوارثوں کے وارث ہیں)

(آپؐ بے کسوں کے وارث ہیں۔ محمدؐ میری آنکھوں کے نور ہیں۔)

(باری تعالیٰ نے آپؐ کو خیر البشر کا لقب دیا ہے۔ محمدؐ میری آنکھوں کے نور ہیں)

(اے نبی آخر الزماںؐ مجھے ایک بار اپنا دیدار کرا۔)

Marfat.com

بلوچستان میں ایک رسم تھی کہ پیشہ ور، معصوم بچوں کو اغوا کر کے ان سے رات کے وقت رقص کا کام لیتے تھے۔ آپ نے اس قبیح رسم اور مجالس عیش و طرب کے خلاف "گلشن راغبین" میں ایک مکمل باب لکھا ہے۔ اُس کے آخر میں کہتے ہیں ؎

ہدایت کرک تا ببنٹ خُدایا
الیہ تہ نی تبنٹ گُناغا

ترجمہ:۔

(اے رب تو ان کو ہدایت دے اور ان مسلمانوں کو گناہ سے دور رہنے کی توفیق عطا فرما (آمین)۔

اسی کتاب کے ایک باب میں نیم مُلاّ کی کمزوریاں بیان کی گئی ہیں جیسے

نے خدا علم تِس عمل کر باصَفا
خوش مَریر نیاں خدا و مصطفیٰؐ
علم رسینگا بنیاںؐ وارثی
نی کٹہ امر دُھنکہ سنگِ فارسی

ترجمہ:۔

(خدا نے تمہیں زیورِ علم عطا کیا ہے اس لیئے تم اچھے عمل کیا کرو تاکہ خدائے تعالیٰ جل شانہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے راضی ہوجائیں۔ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وراثت میں ملا ہے۔ اس لیئے تم سنگ پارس بن کر لوگوں کو اپنی محبت سے کندن بنالو)

ہم غزانا مونے نیلتو خنپکرہ
نی غزانا نفسنا مردس ستلہ

ترجمہ:۔

(اے نیم مُلا! میں تمہارے چہرے پر جہاد کے آثار نہیں دیکھ رہا

Marfat.com

ہوں اگر تم مرد میداں ہو تو سب سے پہلے اپنے نفس کے
خلاف جہاد کر کے اسے مار ڈالو)

۳۔ "دُرُّ المجیدی":۔

۱۳۲۷ھ میں مکمل ہوئی۔ ۱۳۶ صفحات (۹½ x ۶½)۔ بار ششم) پر مشتمل ہے۔ مولوی عبدالغفور درخانی نے البرٹ پریس کوئٹہ میں چھپوا کر بلوچستان سے شائع کی سن اشاعت: اپریل ۱۹۵۸ء (بار ششم)

اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش، انسان کا مرنا اور روح کا آسمان کی طرف جانا، قبر کے حالات، قیامت کے وقت صور پھونکنے کا حال پھر دوبارہ مُردوں کا زندہ ہونا وغیرہ کا بیان ہے۔

حمدیہ اور نعتیہ اشعار کے علاوہ آنحضرت صلعم کے نور کی پیدائش کا بھی اچھا خاصا ذکر موجود ہے۔ "بیانتی پیدا مننگ نُور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نا" کے تحت اشعار کی تعداد ۴۵ ہے۔

۴۔ جوشِ حبیبؐ:۔

۱۲۰ صفحات (۹½ x ۶½) پر مشتمل ہے۔ تاریخ اشاعت ۱۲ شوال ۱۳۵۷ھ۔ بحسب ارشاد میاں محمد عبدالباقی مقام سردہ اسٹیشن سریاب بلوچستان۔ ص ۱۱۶ تا ۱۱۹ محمد عبدالباقی درخانی کی نظم "در تعریف بزرگان اکمل" (۳۸ شعر) درج ہے۔ پہلا شعر یہ ہے:۔

بُزُرگس بَلّ اس دَستس خُدانا
سَلکَس پیرَو یا مُصطفےٰ نا

ترجمہ:۔

(آپ بزرگ اور خدا کے بڑے دوست ہیں۔ مصطفےٰ کی پیروی کیجئے)

نقشبندی سلسلے کے بزرگوں جیسے مولانا محمد فاضل درخانی، مولانا محمد صدیق مستونگی، حضرت محمد عمر وغیرہ کا ذکر خیر ہے۔ علاوہ ازیں اشعار کی

Marfat.com

تعداد ۵۴۴ ہے۔

گلزار یوسف کے خاتمے پر آپ کی جو ایک غزل چھپی ہے اُسکے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم کے دیدار سے مُشرف ہوئے ہیں اور پھر جمال جہاں آرا سے مشرف ہونے کے متمنی تھے۔

جوشش حبیبؒ کے اشعار آنحضرت صلعم کے فراق میں دل کی پہنائیوں سے نکلے ہیں۔ رواں اور شیریں ہونے کے ساتھ ساتھ درد و اثر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ جیسے

رب کرزَ با ھر دجہاں شافی ن
حمدَ نا تاج تخس کا تما براحمدا
زیادہ کُلاَّ نا دست کنا شان شرف
نی تنیا کپؐ کن خواجہ شکرا اَلوَدا
نک یاشاہ رُسُل اُست کنا تپّیّ
ھُر خدا ءِ کَنیاّن تن کبہّ جُدا

ترجمہ :۔

(آپ کو رب تعالیٰ نے دونوں جہانوں کے لیئے شافع بنایا ہے
خدا کی تعریف کا سہرا احمد مجتبیٰ کے سر ہے)
(میرے حبیب آپؐ کی شان، شرافت سب سے زیادہ ہے۔
آپؐ سے استدعا ہے کہ آپؐ مجھے اپنی قربت سے دور نہ رکھیں۔)
(یاشاہ رُسُل ! میرا دل آپ کے لیئے زخمی ہے ۔خدا کے لیئے آپؐ
مجھے اپنے سے جُدا نہ کیجیئے۔)

مولانا عبدالمجید چوتوئی کی ایک قلمی کتاب [1] : "کُل خطبہ بزبان براہوئی

[1] بشکریہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی مدہ ۔کوئٹہ۔

Marfat.com

ترجمہ آیات کلام ربانی واحادیث سرور دوجہاں المسمٰی بہ
"شمع القلوب لاحراق الذنوب"

اس کے کل صفحات ۱۸۹ (تقطیع ۱۲ × ۸) ہیں۔ براہوئی نثر و نظم پر مشتمل ہے۔ کاتب مولانا عبدالعزیز قلندرانی پسر ملا آزات (مولف قصص الانبیار، (کان جواہر)، ص ۱۶۸، ۱۹۴۵ء قیمت ۵ روپے مطبوعہ مولانا عبدالغفور درخانی تاجر کتب) ساکن ژلی علاقہ مستونگ روڈ ہے۔ خطی نسخہ قریباً نصف صدی پرانا ہے۔ اس میں نعتیہ اشعار بھی موجود ہیں۔ چند ایک یہ ہیں:

بنیک کل حشرٹی نفسی نفسی کیریا شافی ہے
پدین خوشبوءِ سیخانا خدانا دوست رسول اللہ
برون فریاد خلون تیا لبیک پاروس تنے وارث
کروس نازنی تینار یا خدانا دوست رسول اللہ
جفر جوش کیک کنا ہردم خنوکورءِ نبی نا
ہشاس استے کنا زیبا خدانا دوست رسول اللہ
رسول اللہ نا دربار ارسیفنے مجید نا مراے
گناہ تن برکتٹ اونا کروئے معاف نیائے اللہ

ترجمہ:-

(اے شافع محشر حشر کے روز تمام انبیار نفسی نفسی پکاریں گے آپ کے سائے سے ٹھنڈی خوشبو ملے گی۔

اے وارث امت جب ہم فریاد اور زاری کرتے ہوئے آپ کے پاس آئیں گے تو آپ لبیک کہیں گے۔ اے رسول اللہ اللہ کے دوست اس وقت آپ اپنے رب پر ناز کریں گے (ہمیں بخشوائیں گے)۔
اے دل میں آپ کے جلوہ نور کو دیکھنے کی تمنا ہے۔ اے رسول اللہ

Marfat.com

اللہ کے دوست، اے ماہِ طلعت (اپنے جلوے سے) مجھے خاک کر
دیا۔ آپؐ کا غلام مجیدؔ آپؐ کے دربار تک پہنچ گیا۔
آپؐ کے صدقے اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف کر دے گا۔)

علامہ محمد عمر دینؒ پوری مستونگ (قلات ڈویژن) کے قبیلہ پندرانی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد عطا محمد بھیڑ بکریوں کے مالک تھے۔ اس لیئے آپ نے اپنی زندگی کے ابتدائی ایام بھیڑ بکریاں چرانے میں صرف کیئے گو آپ والدین کے حکم کے آگے مجبور تھے لیکن آپ کا دل بھیڑ بکریاں چرانا نہیں چاہتا تھا بلکہ جب بھی فرصت ملتی تو کلام پاک کا درس لیتے۔ چونکہ انہیں فہم و ادراک کا وافر حصہ ملا تھا اس لیئے تھوڑی مدت میں مولانا ڈاہی مرحوم کی شاگردی میں قرآن مجید ختم کیا۔ اس وقت آپ کی عمر پندرہ برس کی تھی۔ اب آپ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیئے مولانا عبدالغفور ہمایونی کے حلقہ درس میں شامل ہوئے اور تین برس کے عرصے میں کتب متداول کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ بعد ازاں آپ کا شوق بڑھتا گیا اور تحصیل علم کی خاطر کہیں اور جانے کے لیئے سوچنے لگے۔

اُس وقت ڈھاڈر (قلات) میں قصبۂ درخاں کا مدرسہ مشہور تھا آپ نے یہاں مولانا محمد فاضل کے چچا زاد بھائی اور شاگرد مولانا عبدالحی کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا۔ اُستاد نے آپ کی خداداد قابلیت کا اندازہ لگایا اور آپ کو براہوئی

ا؎ ثقافت اور ادب وادی بولان میں، ص ۲۲۲ تا ۲۲۵۔

بلوچی دنیا، ملتان، اکتوبر ۱۹۶۶ء۔

تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند، چودھویں جلد، (جلد دوم) ص ۴۴۸۔

ماہ نو، لاہور، مئی ۱۹۷۹ء۔

براہوئی زبان و ادب کی مختصر تاریخ، ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی (قلمی)۔

زبان میں کتابیں تصنیف وتالیف کرنے کے لیئے کہا آپ نے اُستاد کی سرپرستی میں اس اہم ترین کام کا بیڑہ اٹھایا۔ اس سے متاثر ہو کر وڈیرہ نور محمد بنگلزئی نے ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۳ء میں براہوئی زبان وادب کی ترقی کے لیئے تین ہزار روپے دیئے۔ جو تصنیف وتالیف کے سلسلے کی پیشرفت میں ممدو معاون ثابت ہوئے۔

علاّمہ محمّد عمر دین پوری بیک وقت مصنّف، مبلّغ، مترجم، مُفسّر، مؤلف اور فنکار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عملی سیاسی کارکن بھی تھے۔ وہ نظم ونثر دونوں پر یکساں طور پر حاوی تھے۔ آپ نے اڑتالیس کتب براہوئی زبان میں تصنیف وتالیف کیں اور اس اعتبار سے وہ براہوئی کے سب سے بڑے مصنّف ہیں۔ آپ کے بعض مسوّدات ومخطوطات بھی محفوظ وموجود ہیں جو ابھی تک زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوئے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآنِ مجید کا براہوئی زبان میں ترجمہ ہے۔ جس کی شستگی کی تعریف کی گئی ہے۔

۱۸۷۷ء[1] / ۱۲۹۴ھ میں انگریزوں کا کوئٹہ پر قبضہ ہوا۔ اور اس کے بعد انگریزی فتوحات کا سیلابی عمل بلوچستان کے اطراف واکناف کو اپنی لپیٹ میں لیتا گیا۔ کوئٹہ پر انگریزی قبضہ کے بعد جونہی انگریزوں کو بلوچستان کی صورتِ حال پر قدرت حاصل ہوگئی تو عمل نفوذ کے ساتھ عمل تبلیغ بھی شروع ہوا۔ اور یہی اُن کی یلغار کا دوسرا دور تھا۔ چنانچہ عیسائی مبلّغین بروہی علاقوں میں مصروفِ عمل ہو گئے۔ ان کا ایک زبردست قائد ریورینڈ ٹی۔ جے ایل میئر تھا۔ جو برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی سے منسلق تھا۔ وہ سالہا سال تک بروہیوں سے آزادانہ گھلا ملا رہا اور پھر اس نے تین حصّوں میں ۱۹۰۰ء براہوئی

---

[1] براہوئی کی لوک کہانیاں، پروفیسر انور رومان، مستونگ، ۱۹۶۵ء، ص ۱۰، ۱۱۔

Marfat.com

ریڈنگ بک، رُومن حروف میں لکھی جو ۷۔۱۹۰۶ء میں لدھیانہ میں چھپی۔ اس کا پہلا حصہ ابتدائی معلومات اور آسان مضامین پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصّہ نسبتاً مشکل مضامین پر اور تیسرا حصہ ایک ناولچہ ہے جس میں ایک براہوی سوداگر کی روداد لکھی گئی ہے۔ میرا اور اس کے رفقائے کار کا نظریہ یہ تھا۔ کہ براہوی عوام سے براہ راست گھل مل کر انہیں زرو جواہرات اور اختیار و اقتدار کا چسکا ڈال کر عیسائی تعلیمات کا قائل و عامل کروا دیا جائے تاکہ غیر ملکی انگریز حکومت اور براہوی عوام میں کوئی فاصلہ ہی نہ رہے اور کسی مدافعت و مخالفت کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔ چنانچہ اس کتاب کے ہر حصّے کے آخری صفحہ پر یہ عبارت مرقوم ہے:

"

"

("یہ کتاب، حضرت عیسیٰ کے ان پیروؤں کے نام منسوب ہے
جن کو یہ عظیم سعادت نصیب ہوسکتی ہے کہ وہ مستقبل قریب
میں براہوی لوگوں کو عیسائی بنالیں")

ان مشنریوں نے ۱۹۰۷ء میں انجیل کا براہوئی ترجمہ بھی شائع کر دیا تھا۔ مولانا محمد عمر دین پوری کا ترجمۂ قرآن حکیم (کل صفحات ۱۴۳۸) ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء میں طبع ہوکر براہیوں کے لیئے ڈھال بن گیا۔

انگریزوں کے خلاف ملک بھر میں جدوجہد جاری تھی۔ مولانا محمد عمر اس سے لاتعلق نہ رہے اور مولانا عبیداللہ سندھی سے رابطہ قائم کیا۔ انہوں نے آپ کو دعوتِ عمل دی۔ یہ دور ہنگامہ خیزیوں کا تھا۔ سارا ملک انقلابی نعروں سے گونج رہا تھا۔ انگریز خلافتِ اسلامیہ کے خاتمہ کے درپے تھے۔

Marfat.com

ترکی "مردِ بیمار" مشہور ہو چکا تھا۔ اس پُر آشوب موقع پر علی برادران نے تحریکِ خلافت کا نعرہ بلند کیا۔ ترکِ موالات کی تحریک سے مولانا محمد عمر دین پوری نے صرف نظر نہ کیا۔ وہ مردِ میدان ثابت ہوئے اور مولانا عبید اللہ سندھی تحریک کو لبیک کہتے ہوئے افغانستان جا پہنچے۔ جب تحریکِ خلافت ختم ہوئی تو واپس لوٹے۔

واپسی پر جیکب آباد کے قریب ایک بستی "دین پور" بسائی اور وہیں تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں معروف رہے۔ مگر آخری عمر میں "نتڑ بیلٹ" علاقہ جھالاوان آ گئے اور آخری دم تک مصروفِ تبلیغ و تلقین رہے۔ آپ کے درجنوں رفیقِ کار تھے اور ارادتمندوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ آپ نے ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۸ء میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ کے ایک لختِ جگر مولانا عبداللطیف آپ کے سامنے اللہ کو پیارے ہوئے۔ دوسرے فرزند مولانا محمد شریف بھی زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکے۔ البتہ آپ کی صاحبزادی مائی تاج بانو نے تصنیف و تالیف کے ذریعے آپ کا مشن جاری رکھا۔

ادبی لحاظ سے ان کی سب سے زیادہ مقبول کتاب 'سودائے خام' ہے جو ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء میں چھپی۔ دوسرا ایڈیشن ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء میں منظرِ عام پر آیا۔ کل صفحات ۱۳۶ ہیں۔ یہ کتاب نعتیہ، اور عشقیہ غزلیات، کافی، نعت، مولود شریف، مناجات سی حرفی ابیات وغیرہ پر مشتمل ہے۔ چند نعتیہ شعر یہ ہیں:-

مرحبا ای سرورِ ہر انبیا تا مرحبا
نیان ہر دم مس کنا دل جان آنخواجہ فدا
رب ستائش ناکہ ھُوَ الاوّلینَ الآخرین
نور ازدی تس تجلّیٰ ناءِ ابیشانبیاؑ

تاج لولاک کا مُمائِ نا رب جہاں نا مس تخوک
بیرکت ءِ حمد نا مس شرف ِ ن باز قیامتا
نِن معراجنا رب توارن چاکر باز دُستّیاں
مس مشہُور جابجا از عرش تا تحت الثّرا
جانِ سینگار جوان کہ ر حُوراک تنا گُل پُلاّ
مَسْ مبارک بادھر جانفتی ہم ارض سَما
خُوک شَندک مُسّن صفت ثنات ربّنَا
خُد خُدا راضی آ ہِ ھندا ِ تی ناخُش لَقا
شُرغوغا جابجا دِفیا مَننا بر پا مرک
یادکن کرُنی ہمدم ھُبّ لمَہ باوغا
عاجزا محمد عمر ہُسِ ھندا عرض کہ
نی حبیبُس ربّنَا ھم نی شفیع روزِ جزا

ترجمہ :-

(مرحبا اے نبیوں کے سرتاج۔ اے میرے آقا! تجھ پر ہر وقت میرا دل اور جان فدا۔

رب نے تیری تعریف میں ھوالاوّلین وآخریں کہا نورِ ایزدی تیری پیشانی سے چمکا۔

خدائے جہاں نے تیرے سر پر تاجِ لولاک رکھا۔ روزِ قیامت حمدو ثنا کے جھنڈے کو تجھ سے شرف ملیگا۔

شبِ معراج اللہ نے آپ کو پیار سے بلایا تیری عرش سے تحت الثریٰ تک شہرت ہوگئی۔

حُوروں نے اپنے آپ کو خوب سنوارا۔ زمین و آسمان میں مبارک باد کی صدائیں اٹھیں۔

Marfat.com

رب کے ساتھ حوروں نے آپ کی تعریف کی۔ اے خوش لقا!
خود خداوند عالم اسی میں راضی ہے۔
جب ہنگامۂ قیامت برپا ہوگا تو مجھے اور میرے ماں باپ کو
اُسی عالم یاد فرمائیں۔
عاجز محمد عمر نے بھی عرض کیا۔ آپ ہی حبیب رب ہیں آپ ہی
شافع روزِ جزا ہیں۔)

نظر حالانا ای مصطفےٰ کر
بیمار عشقنا تہنا دوا کر
مست خوار خراب درد ان فراقنا
لُ مُن پاش تہنا گُلر خا کر
غماں نا ہجر نا پتا کنا رُخ
علاجس نی برکت واسطہ خدا کر
گلیانا بروئی ساہ سر کیو
مروئی خاک مدینہ نا دُعا کر
نن ودے ناغمات پاو در
کن تہنت درکنی یک جہا کر
گنہ تی محمد عمر غرق اے چا
شفاعت ای نبی دے قیامتا کر

ترجمہ:-
(اے مصطفےٰؐ میری حالتِ زار پر رحم فرما۔ اپنے بیمار عشق کی
دوا فرما۔
دردِ جُدائی سے خوار و خراب ہوئے ہیں اپنے پھول جیسے چہرے
کو دکھا دیجیے۔

Marfat.com

غم جدائی سے میری کمر دوہری ہو گئی ہے۔ خدا کے واسطے آپؐ اس کا علاج کیجیے۔

آپؐ کے در پر اپنی جان پہنچا دوں۔ آپؐ دعا فرمائیں کہ میں خاکِ مدینہ بن جاؤں۔

دن رات کے آپؐ کے غم کس کو سناؤں۔ مجھے آپؐ اپنے ساتھ لے جا کر بجا فرمائیے۔

محمدؐ عمر گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ اے نبیؐ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیے۔)

مولانا محمد عمر دین پوری نے اپنی بعض دوسری کتب میں بھی حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم کی خدمتِ اقدس میں گل ہائے عقیدت پیش کیے ہیں۔ مثلاً

۱۔ مشتاقِ مدینہ: نسخہ ۱۳۵۵ھ۔

اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول علامہ دین پوری نے لکھا ہے۔ جو مولود شریف اور نعت وغیرہ پر مشتمل ہے۔ علامہ محمدؐ عمر دین پوری "مشتاقِ مدینہ میں گویا ہوتے ہیں:

محمدؐ نا صفت ہر جا اٹے
درا د لوٹو مش تیا ٹے
محمدؐ سرورے انبیا نا
شاہنشاہ ارے شاہاتہ
محمدؐ صاحب اے لولاک نا
محبوب دوست اے رب پاک نا
پا بوجوان اوڑان پین دیرے
بندہ عاجز قربان رسے

محمدؐ گشر داڑے بتو کا
پیدا، ہچ کس متو کا

ترجمہ :-

(محمدؐ کی صفت ہر جگہ موجود ہے۔ دریاؤں، میدانوں اور پہاڑوں پر۔

محمدؐ انبیا کے سردار ہیں۔آپؐ شہنشاہوں کے شہنشاہ ہیں۔

آپؐ صاحب لولاک ہیں۔آپؐ اللہ پاک کے محبوب اور حبیب ہیں۔

مجھے بتاؤ آپؐ سے بہتر کون ہے (کوئی نہیں) یہ بندہ عاجز قربان ہے۔

اگر محمدؐ اس دنیا میں تشریف نہ لاتے۔تو اس دنیا میں کوئی اور پیدا ہی نہیں ہوتا۔

"مشتاقِ مدینہ" کے حصہ دوم میں مولانا عبدالکریم مینگل کی نعت اور مولود وغیرہ ہے۔آپ کا تعلق خواجوزئی شاخ سے تھا اور قیام کلی کیچی بیگ سریاب روڈ کوئٹہ میں تھا۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی پیاری آواز عطا کی تھی۔آپ اپنا کلام ترنم سے پڑھا کرتے تھے۔آپ کے کلام میں نزاکت فکر و ندرت خیال ہے۔آپ میں حضرت شمس تبریزؒ کی سی مستی تھی۔

۲۔ وبیص الطیّب فی ذکر الحبیبؐ : نسخہ ۱۳۵۲ھ۔

کل صفحات ۱۹۳ ہیں۔اس میں رسول اکرم صلعم کے اسوۂ حسنہ مھدتا وصال منظوم درج ہیں۔

۳۔ فی الفراق : سن طباعت ۱۳۵۵ھ

پیش نظر نسخہ ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۲ ستمبر ۱۹۴۸ء کا کتابت شدہ ہے۔اس میں حمدیہ اور نعتیہ کلام ہے۔بطور نمونہ چند شعر

Marfat.com

یہ ہیں :-

بَبَ پَان دُرُود تَن خوا جفَاء
دُرُود نا این وخت اردستاءِ
این مکہّ غان قافلہ مَسّ رَاہی
کہ جنبش ھر اُست عاشقِ الٰہی
مدینہ سلامت پار رعَر بَبَاءِ
بَبَ پَان دُرُودن تِنَا خَواجغَاءِ
اھل اسمان ناکُ خُشّی تمی اَین
رَسُولناءِ بسکّک نا غَمک ھَن
خُدا نا فضل مَس اَینٌ عاشقانا
رَحَم لبَس خُدانا اَینٌ پوسانا
عَرش ربّنا این پایک درودِ
اھل اسمان تاءِ صَدا وُرُودِ
وجنّ بشر تمّی اُنا ثناءِ
بَبَ پَان دُرُودن تِنَا خواجغاءِ

ترجمہ :-

(آؤ مل کر محمدؐ پر درُود و سلام بھیجیں۔ کیونکہ دوستو آج سلام بھیجنے کا دن ہے۔

آج مکہّ شریف سے قافلہ ہجرت روانہ ہوا ہے آج عاشقانِ الٰہی کے دل شاد شاد ہیں۔

یہ قافلہ سلامتی کے ساتھ مدینہ کی جانب چلا۔ آؤ مل کر آج محمدؐ پر سلام بھیجیں۔

آج اھل آسمان بھی خوش ہیں۔ رسول صلعم کے عاشق آج شاد

Marfat.com

شاد ہیں۔

عاشقانِ رسولؐ پر آج خداوند تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا۔ بے بسوں کے لیئے آج خدا کا رحم نازل ہوا۔

رب کا عرش بھی آج سلام بھیج رہا ہے۔ اہلِ آسمان بھی ورد کر رہے ہیں۔

جنّ و بشر بھی اُس کی تعریف میں مگن ہیں۔ آؤ مل کر آج محمدؐ پر سلام بھیجیں۔)

۴۔ تعلیم السلام :۔

حمد اور نعت کے بعد اسلامی تعلیمات سوال و جواب کی صورت میں پیش کی ہیں۔ کل صفحات اسّی ۸۰ اور ۱۷ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء کو مکمل ہوئی۔

۵۔ نصیحت نامہ :۔

نصائح کے علاوہ اس میں نعت اور منقبت خلفائے راشدین موجود ہے کل صفحات ۶۶ اور سن اشاعت ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء ہے۔

ان کے علاوہ علامہ دین پوری کی مندرجہ ذیل کُتب بھی بڑی اہم ہیں:

۱۔ مخ العبادۃ :۔

کل صفحات ۱۱۲ ہیں۔ ابتدا کے سولہ صفحات نثر میں ہیں۔ پہلی مرتبہ یہ کتاب ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی۔ اس میں دُعا کی قبولیت کے متعلق قرآن و احادیث کے حوالے دیئے گئے ہیں۔

۲۔ اصل الایمان :۔

یہ رسالہ سولہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں اسلام کے پانچ ارکان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ سن طباعت ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء ہے۔

Marfat.com

۳۔ تنبیہ الغافلین :۔

ابیات میں اسلامی عقائد بیان کیئے گئے ہیں۔ آخری صفحوں پر ایک مضمون ہے۔ کل سولہ صفحے ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء میں چھپی۔

۴۔ جہالتِ بانو :۔

یہ کتاب تمثیلی انداز میں تحریر کی گئی ہے۔ اس میں جہالت کو ابلیس کی زوجہ قرار دیا گیا ہے۔ جہالت بانو اپنا تعارف کرانے کے بعد لوگوں کو گمراہ کرنے کی داستان تفصیلاً خود بیان کرتی ہے۔ جملہ صفحات ۳۴ اور سن اشاعت ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء ہے۔

۵۔ ترجمہ کریما (منظوم)

کریما کا یہ منظوم براہوئی ترجمہ ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ میں چھپا۔ اس میں علامہ دین پوری نے بارگاہِ ایزدی میں فریاد بھی کی ہے اس کی ابتدا میں حمدیہ اشعار ہیں پھر اپنی مغفرت کی دعا کی ہے۔

۶۔ نامِ حق (منظوم)

اس کا اصل نسخہ فارسی ۶۹۳ھ / ۱۲۹۳ء میں مکمل ہوا۔ جو پنج کتاب میں شامل ہے۔ موجودہ براہوئی ترجمہ ۱۳۱۹ / ۱۹۰۱ میں شائع ہوا۔ ضخامت ۲۴ صفحات ہے۔ ۱۸ صفحوں پر مبنی ترجمے کے بعد علامہ دین پوری نے "مناجات" بدرگاہِ قاضی الحاجات تحریر کی ہے۔

۷۔ ترجمہ نماز فرائض :۔

ضخامت ۲۴ صفحات ہے۔ اس میں وضو تیمم غسل وغیرہ کا بیان ہے سن اشاعت ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء ہے۔

۸۔ حفظ الایمان :۔

یہ کتاب بڑے سائز کے ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ تمہیدی اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب مولوی خرم علی کی کسی کتاب کا منظوم ترجمہ ہے جو

جو ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ کتاب کے آخر میں بزبانِ فارسی مناجات ہے۔

۹۔ داستان ورنائی :۔

یہ ایک طویل نظم ہے جس میں جوانی کی غفلت شعاری کا بیان ہے نیز شیب وشباب کا تقابل دیا گیا ہے۔ سن طباعت ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء ہے۔

۱۰۔ اشتہا حسرت اظہار :۔

اس میں حضرت مولانا محمدؒ فاضل درخانی کی وفات حسرت آیات پر اظہارِ غم کیا گیا ہے۔ سن طباعت ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء ہے۔

۱۱۔ رسالہ دینیات حصہ اوّل دوم :۔

پہلا حصہ ۳۲ اور دوسرا ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا۔ دینی عقائد سوالاً جواباً بیان کیے گئے ہیں۔

۱۲۔ قاعدہ براہوئیہ :

یہ براہوئی زبان کا ابتدائی قاعدہ ہے اور اس میں عربی رسم الخط کے حروف تہجی ہیں۔ سن اشاعت ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء ہے۔

۱۳۔ داستان ابلیس :۔

اس میں ایک بزرگ اور ابلیس کے مابینِ مکالمہ تمثیلی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۱۲ شوال ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء کو مکمل ہوئی اور ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء میں شائع ہوئی۔ کل صفحات ۶۴ ہیں۔

۱۴۔ مثال حال :۔

۴۶ صفحوں پر مبنی ہے۔ نظم ونثر دونوں پر محیط ہے۔ اس میں عام دینی امور کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ کتاب ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء میں چھپی۔

Marfat.com

۱۵۔ تحفۃ الامراء:

اس کے کل صفحات ۵۶ اور سن اشاعت ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء ہے۔ کتاب اسم بامسمٰی ہے۔ یعنی اس میں طبقہ امراء کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کے دینی فرائض سے آگاہ کیا گیا ہے۔

۱۶۔ لچھرا:۔

امام غزالیؒ کے ایک رسالے کا ترجمہ ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء میں طبع ہوا۔ جملہ صفحات ۲۷ ہیں۔

۱۷۔ ثبوت الحجاب بالدلائل والانتصاب حصہ اوّل:۔

ایک سو بارہ صفحات کی کتاب ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی۔ اس میں پردہ کے متعلق دلائل قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کئے گئے ہیں۔

۱۸۔ آئینۂ قیامت:۔

براہوئی نثر میں یہ کتاب بہت اہم ہے۔ یہ ۱۱۲ صفحات پر مبنی ہے۔ اس میں کوئٹہ کے ۱۹۳۵ء کے زلزلہ کی حشر سامانیوں کی تصویر کشی کی گئی ہے اور نیک اعمال کی تلقین کی ہے۔ کتاب تاریخی دستاویز کی حیثیت کی مالک ہے اور کوئٹہ کے بارے میں خاصا تاریخی مواد دستیاب ہوتا ہے۔

۱۹۔ ہدایت المستورات:

جملہ صفحات ۳۲ ہیں۔ اس میں صنفِ نازک کے لئے دینی ہدایات درج ہیں۔ سن طباعت ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء ہے۔

۲۰۔ اعلان واجب البیان نمبر ۱:۔

کتابچہ غالباً ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا۔ اس میں قرآن شریف، احادیث نبویؐ کے مطالعے کے لئے کہا گیا ہے۔

Marfat.com

۲۱۔ الحق :۔

یہ دینی رسالہ بیوہ اُم شریف واُم حنیف (علی الرغم مراد خاتون و ہزار ناز) کے نام سے درج ہے۔ سن طباعت ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء ہے۔

۲۲۔ ملا ارانا (گھر کا مولوی) :۔

یہ نثری کتاب علامہ دین پوری نے ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء میں لکھی اور طبع اوّل کے چھتیس برس بعد دوسرا ایڈیشن رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء میں منظرِ عام پر آیا۔ دوسرا ایڈیشن براہوئی کے مشہور شاعر و ادیب خلیفہ حاجی گل محمد نوشکوی کی کوشش اور علامہ کی صاحبزادی بی بی تاج بانو کی اجازت سے چھپا۔

کتاب کا نام "ملا ارانا" رکھنے کی وجہ فاضل مولف یوں بیان کرتے ہیں۔ "اس رسالے کا نام ملا ارانا (گھر کا مولوی) اس لئے رکھا گیا کہ اس رسالے کے مسائل اپنے عنوان سے گویا یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مسائل شرعیہ سے واقف ایک ملا ہے اور وہ گھر میں وقتاً فوقتاً مسائل شرعیہ سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔

۲۳۔ دافع الوسواس :۔

جملہ صفحات ۵۶ ہیں۔ اس میں شرعی احکامات کی صراحت کی گئی ہے سنِ طباعت ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء ہے۔

۲۴۔ مفتاح القرآن :۔

قرآنِ مجید کے انتیسویں پارے کی تفسیر ہے کل صفحات ۱۸۴ ہیں۔ سن طباعت ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء ہے۔

۲۵۔ تفسیر پارہ تیس :۔

تیسویں پارہ کی یہ تفسیر ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء میں شائع ہوئی۔

۲۶۔ تفسیر پارہ چہارم:

چوتھے پارہ کی یہ تفسیر ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء میں طبع ہوئی۔ کل صفحات ۲۲۰ ہیں۔

۲۷۔ ہدایت قادریہ:۔

چالیس صفحات کی اس کتاب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہدایات کو عام فہم زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ سن طباعت ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۵ء ہے۔

۲۸۔ شرح اصول ستہ:۔

کتاب اسم بامسمیٰ ہے۔ جملہ صفحات ۱۲۸ ہیں۔ اس کی اشاعت ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۵ء میں ہوئی۔

۲۹۔ مجموعۂ ضبط:۔

اس کتاب میں تمام سال کے خطبات جمع ہیں۔

مائی تاج بانو علامہ محمد عمر دین پوری کی صاحبزادی ہیں۔ اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چل کر خواتین کی تبلیغ کے لیئے کوشاں ہوئیں۔ معاشرتی و مذہبی اصلاح کی خاطر آپ نے 'تسریع النساء' دو جلدوں میں لکھی۔ یہ دونوں جلدیں ۱۳۵۳ھ (۱۹۳۴ء) اور ۱۳۵۴ھ (۱۹۳۵ء) میں شائع ہوئیں۔ ان کی ضخامت چونسٹھ چونسٹھ صفحات ہے۔

محترمہ حمد، نعت، منقبت، مرثیہ، اخلاقی غزل اور دینی سے بھی خصوصی لگاؤ رکھتی ہیں۔ آپ براہوئی زبان کی اولین ادیبہ، شاعرہ اور مرثیہ نگار ہیں۔

ویسے تو علامہ دین پوری نے درجنوں اچھے شاگرد چھوڑے۔ مگر ان کا شاہکار اُن کی صاحبزادی مائی تاج بانو ہیں۔

Marfat.com

تاج محمد تاجل کی ولادت ۱۸۳۱ء[1] میں ضلع کچھی کے گاؤں گلڑ میں ہوئی۔ آپ کا تعلق بنگلزئی قبیلہ کی شاخ گواہرام زئی سے تھا۔ آپ کے والد محمد صادق اور دادا تاج محمد مزارع تھے۔ آپ کی پیدائش کے وقت چونکہ دادا زندہ نہ تھے۔ اس لیئے آپ کا نام دادا کے نام پر رکھا گیا۔ والدین پیار کے باعث آپ کو بچپن ہی سے تاجل کہا کرتے تھے۔ چنانچہ بعد میں یہی عرف آپ کا تخلص بن گیا۔

ابھی آپ پانچ برس کے تھے کہ مسجد میں قرآن خوانی کے لیئے بھجوائے گئے۔ آپ نے کچھ ہی عرصے میں قرآنِ مجید ختم کیا۔ آپ کی آواز نہایت سریلی تھی اس لیئے جب قرآن شریف کی تلاوت کرتے تو گاؤں کے لوگ اردگرد جمع ہو جاتے

تاجل کے والد مزارع تھے اس لیئے تاجل اپنے ابتدائی ایام کھیتی باڑی میں صرف کرنے لگے۔ جوان ہوئے تو کھیتوں سے متعلق تمام کام خود سنبھال لیئے۔ زمینداروں کا اپنے مزارعوں سے غیر انسانی سلوک دیکھ کر انہیں بہت ہی کوفت ہوتی تھی۔ چنانچہ ان کے شعروں میں جا بجا اس قسم کے اشعار ملتے ہیں۔ وہ زیادہ دیر مزارعوں پر ظلم و ستم نہ دیکھ سکے۔ اس لیئے اپنے آبائی گاؤں کو خیر باد کہہ کر درویشی اختیار کر گئے۔

آپ کی بینائی چلی گئی تھی۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ کا بڑا بیٹا محمد صادق جو پہلی بیوی سے تھا، سخت بیمار ہوا کسی بھی طریقے سے اسے تندرستی نصیب نہ ہوئی۔ جب امید کی کوئی کرن باقی نہ رہی تو آپ نے درگاہِ خداوندی میں گڑگڑا کر دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ صادق کو تندرستی عطا

---

[1] بلوچستان میں اُردو، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور، ۱۹۶۸ء ص ص ۳۹۲ تا ۳۹۴۔
تاج محمد تاجل، عبدالرحمٰن براہوئی، اسلام آباد، ۱۹۷۹ء ص ص ۵ تا ۸۔

Marfat.com

کر اس کے عوض میری بینائی لے لے، آپ کی دعا قبول ہوئی بیٹا روز بروز تندرست ہونے لگا اور آپ بیمار پڑنے لگے حتیٰ کہ آپ کی بینائی چلی گئی۔

صادق نہ سوال ءِ کر قبول صادق کی بیماری کے سلسلے میں میری دعا قبول کر۔

یا اللہ یا محمد یا رسول اے اللہ اے محمدؐ رسول اللہ۔

چنانچہ اسی اندھے پن کی حالت میں آپ نے یہیں ۱۹۴۴ء میں انتقال فرمایا۔ کہتے ہیں کہ ایک رات تاجل بے قراری کے عالم میں گھر سے نکلے اور اپنے کھیتوں کا رخ کیا لیکن راستہ بھٹک کر ایک کھلے میدان میں جا نکلے جہاں چار سفید ریش بزرگ بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے آپ کو اپنے پاس بٹھا کر کلام پاک کی تلاوت کرنے کو کہا۔ تاجل نے بچپن کی کچھ آیتیں حفظ کی ہوئیں خوش الحانی سے سنائیں۔ بزرگوں نے خوش ہو کر اس کے حق میں شاعر ہونے کی دعا کی۔ اس واقعہ کو آپ نے براہوئی میں یوں منظوم کیا ہے۔

پاک خدا نہ راستا تن پاک مرسل کے سچے
چار یا نہ دوستا تن چار یاروں کے طفیل
شاعری کنے دو بس مجھ کو شاعری ملی
اُست کنا صفا مس! دل کی میل بھی دھلی
شکر کیوہ سدا، ہر وقت شکر کرتا ہوں
دو بس مسخت اُستانہ دل کا مدعا ملا

سرائیکی زبان میں بھی اسی عطیے کے متعلق ایک قطعہ کہا ہے:۔

لالہ دا سر لال ہویا خود مالک دا اقبال ہویا
گل وچ ہسی کن وچ کنڈل تاج کلنگی نال ہویا،

Marfat.com

ترجمہ:۔

(اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بھائی بزرگی سے سرفراز ہوا۔
گلے میں چاندی کا خوبصورت زیور اور کانوں میں بالے پہن لیے
اس طرح شاعری کا تاج سر پر رکھ لیا)

چونکہ آپ کی نہاد میں کلمۂ طیبہ کا اثر بڑا ہی عمیق تھا اس لیئے آپ کی شاعری کا موضوع تصوّف رہا۔ کلام میں گھلاوٹ، روانی اور سوز و گداز کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ آپ کا کلام بلوچستان بھر میں مقبولیت حاصل کر گیا۔ والیٔ دو جہان کا تذکرہ ملاحظہ فرمایئے۔[1]

ساہ انہ ذمہ دار او یارداف	انسان کی جان کے آپ ذمہ دار نہیں ہیں۔
کوڑی کس ایتون پائدار اف	یہ دنیا کسی سے دوستی نہیں کرتی۔
محمدؐ کونو سٹر دار اف۔	محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی سردار نہیں
(محمدؐ نہ شان نہ پن سٹر داراف)	(محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبے کا کوئی دوسرا سردار نہیں)
کوڑی کس ایتون پائداراف	یہ دنیا کسی سے دوستی نہیں کرتی۔
ایڑے دروغ ءِ اختیاراف	وہاں (اس دنیا میں) جھوٹ چل نہیں سکتا۔
ایڑے ظلم و ظالم بیگار اف	وہاں نہ ظلم ہوگا نہ کوئی ظالم اور نہ بیگار۔
ایڑے پوریا کٹیا روزگاراف	وہاں مزدوری کرکے پیٹ پالنا بھی نہیں
محمدؐ کونو سٹر دارا اف	محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی سردار نہیں۔

---

[1] تاج محمد تاجلؒ، عبدالرحمٰن براہوئی، اسلام آباد، ۱۹۷۹ء ص ص ۱۸، ۱۹۔

Marfat.com

(محمدؐ نہ شان نہ پن سٹر داراف) (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبے کا کوئی دوسرا سردار نہیں۔

ایڑے بانگ صلوٰتی ھم اف — وہاں مؤذن کی اذان بھی نہیں ہے۔

ایڑے قاضی جماعت ھم اف — وہاں نہ کوئی قاضی ہے اور نہ نماز اور نہ جماعت۔

عیدو حج و براتی ھم اف — وہاں نہ عید ہوتی ہے نہ حج اور نہ شب برات۔

تزے وٹک ٹک و بے ایمانی ہم اف — اور نہ ہی وہاں تسبیح ہے۔

درویش اس دنیا کو کیا سمجھتا ہے۔ تاجل کی زبان سے جواب سنیئے۔

درویش بیرہ چاہک خدائے — درویش صرف خدا کو ہی جانتا ہے۔

پاہک دا دنیا بے وفائے — اس دنیا کو بے وفا سمجھتا ہے۔

منزل مقصود کو کون پاتا ہے جو ......

ارے سرصحت او نہ کاروان — (راہ محبت میں) اس کا قافلہ منزل مقصود

اُست ءِ کشکا ہر گڑا غان! — پر پہنچ جاتا ہے جو ہر چیز سے دل اٹھا لے۔

منکرِ حبیب آنحضرت صلعم کی کیفیت تاجل کی زبان میں کیا سے کیا ہو جاتی ہے۔ دیکھیئے :۔

اگہ نی یار نہ یارس — اگر تم اللہ کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عاشق ہو۔

نبیؐ نہ دین دوستدارس — اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کے چاہنے والے ہو۔

اگرنی یارن جیپ اسس — اگر تم محبوب سے منکر ہو۔

Marfat.com

(ہر کس یارن چپ اے)	جو کوئی محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منکر ہو!
پنو کا نسخل نہ کپ اس	(تو سمجھ لو) چکی کے ٹوٹے پاٹ کی طرح ہے!
(پنو کا نسخل نہ کپ اے)	اس کے لیے دنیا میں پریشانی اور بیقراری ملے گی۔
دُنیاٹی الہ لپ اس	وہ (محبوب سے منکر) جہاں بھی جائے اُسے
(دُنیاٹی الہ لپ اے)	لق و دق صحرا کی طرح آبادی نہیں ملیگی
ہر جاگہ او کا ہے ! !	ہمارا دل آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر فریفتہ
پوٹو د پٹ اے ! !	ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی منقبت کہتا ہوں۔
ننا اُست نیسکہ دیوانہ	آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب کی
صفت نایار نہ پاٹ[1]	منقبت کہنا مستحسن ہے۔

اصحاب کی منقبت بھی تاجل کی صاف ستھری زبان سے کتنی بھلی لگتی ہے!

ابوبکرؓ صدیقؓ نہ تابوتؓ!	حضرت ابوبکر صدیقؓ مجسم صدیق ہیں
عمرؓ جواہر ہیرا یاقوت	حضرت عمرؓ گوہر ہیرا اور یاقوت ہیں
سخی عثمان غنیؓ لاہوت!	حضرت عثمانؓ خاص غنی تھے!
یا علیؓ اہل نسب نی اس	یا علی رضی اللہ عنہ آپ سے سیدوں کا حسب نسب ہے۔
اریرے نم رسولؐ نہ دوست بیشک	بے شک آپ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

---

[1] تاج محمد تاجل، ص ص ۳۴، ۳۵۔

Marfat.com

اجمعین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب واحباب ہیں۔

خداغان خڑک اریرے ہیچ اف شک[1] بے شک آپ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین) اللہ کے مقرب ہیں۔

بلو شاعر کلی بٹو احمد وال ضلع چاغی کا رہنے والا تھا۔ بدیہہ گوئی میں ماہر تھا۔ اس کی صرف ایک طویل نظم بطرز مثنوی ملی ہے۔ جس میں ضلع چاغی کی "ماہ گل" کی داستان بیان ہوئی ہے۔ جو غالباً ۱۸۸۰ء کے بعد ہی کہیں لکھی گئی ہوگی۔ محفلوں، ساربانوں اور کسانوں میں بہت مقبول ہوئی اور بہت سوں نے اسے حفظ کر لیا اور پھر آہستہ آہستہ یہ لوگوں کے حافظے سے اتر گئی۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی نے ایک براہوئی دوست شاعر در محمد سے حاصل کر کے ۱۹۶۷ء میں شائع کرادی۔ اس مثنوی میں نعتیہ اشعار موجود ہیں چند ایک یہ ہیں :-

دُنیا ٹی کہ تہار مئی ارے انسان راستنگا کسرءِ گم کرے
کہ رب رسولؐ ءِ ننے ءَ راہی کرے دا بدبخت و جاہلاتے ہدایت کرے
صفت رسول نا امر بیان مرے زبان وبیان ان او پیشن ارے
خداوند تینٹ فرض کرے فرشتہ رسولائے درود خوانے
فرض ننے ءَ عمؓ ارئے باغن صلی اللہؐ ہرئے
قیامت نا او شافی ارئے محمدؐ ننے کافی ارئے،
پین انت یاؤ رسول امرارے رب تینا نورن اوڑے ودی کرے
اصحاباک رسول نا فدائی اریرہ تینا جان و مال ءِ قربان کریرہ

---

[1] تاج محمد تاجل، ص ص ۲۶، ۲۷۔

Marfat.com

ترجمہ :-

(جب دنیا میں اندھیرا (کفر کی ظلمت) تھا۔ انسان راہِ راست سے بھٹکا ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلعم کو مبعوث فرمایا۔ ان بدبختوں اور جاہلوں کو ہدایت کی۔

رسول صلعم کی تعریف کیسے بیان کروں۔ زبان اور بیان سے باہر ہے۔ (یعنی بیان نہیں ہوسکتی)۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا۔ فرشتے رسولؐ پر درود پڑھتے ہیں۔

ہم پر بھی فرض ہے۔ کہ اپنی زبان سے صلی اللہ (کا ورد) ہو۔

آپؐ قیامت کے روز شافع ہیں۔ محمد ہمارے لیئے کافی ہیں۔

زیادہ کیا کہوں کہ رسول صلعم کون ہیں۔ اللہ نے ان کو اپنے نور سے پیدا کیا۔

صحابہ کرامؓ رسول صلعم پر فدا تھے۔ انھوں نے اپنی جان اور اپنا مال قربان کر دیا۔)

صوفی فیض محمد فیصل[1] گاجان شہر کے قبیلہ لاشار میں ربیع الآخر ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء میں جمعرات کے دن پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام خان محمد تھا۔ قرآن مجید اور فارسی و عربی کتب پڑھنے کے بعد فتح پور (علاقہ گنداوا، ضلع کچھی) پہنچ کر حضرت سید رکھیل شاہ[2] صاحب کے حلقہ ارادت میں شامل

---

[1] قدیم براہوئی شعرا، حصہ اول، عبدالرحمٰن براہوئی، کوئٹہ ۱۹۶۸ء ص ص ۹۷، ۹۸۔
چھ زبانوں کا صوفی شاعر فیصل، پیر محمد زبیرانی (بزبان بلوچی) بولان کوئٹہ، ۱۹۶۷ء۔
تذکرہ صوفیائے بلوچستان، ص ص ۲۰۴ تا ۲۱۰۔

[2] آپ کا تعلق میراں پور شریف والے سلسلے سے ہے۔ آپ مخدوم خواجہ عبدالستار صوفی القادری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ نے ایک دیوان "بحر العشق" (باقی حاشیہ صفحہ ۹۵ پر)

Marfat.com

ہو گئے۔ وہاں پہلے طلبہ کو درس دینے میں مصروف رہے پھر حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق پرانی مسجد میں بیٹھ گئے اور چلہ کشی شروع کی۔

آپ کئی سال تک فتح پور میں مرشد کی خدمت میں رہے اور پیرِ کامل کی رہنمائی میں طریقت کی منازل طے کیں۔ خود گویا ہیں:-

تینٹ ہادی فتح پور ٹے
تینٹ پیئر مغان

ترجمہ:-

(فتح پور میں وہ خود ہی ہادی تھا۔ اور خود پیر مغان تھا۔)

آپ نے ایک ویران بستی بھی آباد کی۔ آپ سے کئی کرامات منسوب ہیں تاریخ وفات ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ/ بمطابق ۸ نومبر ۱۹۵۷ء رہے۔ آپ فارسی، اُردو، بلوچی، سندھی، سرائیکی اور براہوئی زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ اسی کے ذریعے علم دین کی خدمت کی۔ آپ کی شاعری تصوّف میں ڈوبی ہوئی ہے۔ آپ کے دیوان آپ کے جانشین حاجی محرم فقیر کے پاس محفوظ ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴ کا) یادگار چھوڑا ہے جو لاہور میں طبع ہوا۔ یہ ۳۸۸ کافیوں اور ۱۷۳ ابیات (سی حرفی) پر مشتمل ہے۔ کافیاں اور ۱۳۸ ابیات سندھی زبان میں ہیں باقی ابیات پنجابی میں ہیں۔ صفحات کی تعداد ۲۱۲ ہے۔ شروع میں فیض محمد فیضل کا فارسی میں لکھا ہوا دیباچہ بھی موجود ہے۔ 'بحر العشق' عشق حقیقی سے مملو ہے اور اس میں مقامات سلوک و معرفت پر اچھی طرح بحث کی گئی ہے۔ سائیں رکھیل شاہ (۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۵ء ——— ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء) مشہور بزرگ حضرت سید نور محمد شاہ کے فرزند ارجمند تھے۔ ان کے اسلاف شیراز سے نقل مکانی کر کے بارھویں صدی ہجری یعنی اٹھارویں صدی عیسوی کے آغاز میں یہاں آباد ہوئے تھے۔

Marfat.com

گلشنِ اشعار (بلوچی۔کل صفحات ۷۵) کو نومبر ۱۹۶۸ء میں بلوچی اکیڈمی کوئٹہ نے بولان مسلم پریس، جناح روڈ کوئٹہ سے چھپوا کر شائع کیا۔جو زیادہ تر نعتیہ کلام (۳۵۵ شعر) پر مشتمل ہے۔چند شعر ملاحظہ کیجئے:-

اولی العزمو نبی مُرسل ہزاراں
تھامی انبیاؑو ناموراں

سخی سردار صاحب حوض کوثر
شوو شافعیٔ عالم روزِ محشر
بخواں اے فیض محمد خوب خوشتر
صلوٰتا نو سلاماں بر پیمبرؐ

دیاں دائم درود اں مُرسلا را
محمدؐ مُصطفیٰ پیغمبر ا را
کہ اے محمدؐ مناں حقؐ المُبینا
تھرا پیدا کھتوں پھر شرع دِینا
کہ نبیؐ ءِ رہنمائے اُمتّارا
دسے فیضا تمامی خلقتارا

آیاکُل اشکنو حسین مُسلمانا
بیاشت کلموئے حرفا پڑھانا
تہ بی شافیع نبیؐ حشر کے مکانا
مُکل گرمی ءُ سردی بیئے رسانا

Marfat.com

جھکر صفت ثنا نہیں کھتاں
گوں نوشتغا گپتھی منّاں
زیں پس دگر فیصلؒ مخواں
ایذا ختم بلیئد بیئاں

ترجمہ :-

(ہزاروں میں اولو العزم پیغمبر بھیجے گئے ہیں۔ تمام انبیاء کرام میں عزت و شرف والے ہیں)

(حضور پاکؐ حوضِ کوثر کے سخی سردار ہیں۔ روزِ محشر سارے جہان کے شفاعت کرنے والے ہیں)

(اے فیض محمدؒ تو نبی پاکؐ پر خوش الحانی سے سلام بھیجے)

(میں ہمیشہ حضور پاکؐ پر درود و سلام بھیجتا رہوں۔ جو کہ اللہ کے پیغمبر ہیں)

(اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ برحق ہیں۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کی تفسیر بیان کرنے کے لیئے پیدا کیا)

(آپؐ اُمّت کے رہنما ہیں۔ آپؐ تمام مخلوق کو فیض پائے کرتے ہیں)

(اس کو سننے والے سارے مسلمان ہیں۔ آئیں کہ کلمہ کے حرف پڑھ لیں۔ ہر حال میں خواہ گرمی ہو یا سردی)

(اے نبیؐ آپ محشر کے دن ہماری شفاعت کرنے والے بنیں)

(میں آپؐ کی شان کی کتنی تعریف کروں۔ میں نے آپؐ کی کتنی باتیں لکھی ہیں)

(اے فیصلؒ اس کے بعد آگے کچھ نہ پڑھیں۔ کیونکہ اس کے بعد قصہ

Marfat.com

(بیان) ختم ہو چکا ہے۔)

اس کا آخری شعر یہ ہے:-

بیائث صلواتی سنگتاں
گوں کلموا بیئسوں رواں

ترجمہ:-

(آؤ ساتھی ہم درود و صلوٰۃ پڑھیں۔ اور کلمہ پڑھتے ہوئے روانہ ہو جائیں۔)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

مولانا عبدالباقی درخانی[1] مولانا محمد عبداللہ درخانی کے صاحبزادے ہیں جو ۱۹۱۴ء (۱۳۲۲ھ) میں عالم وجود میں تشریف لائے۔ موصوف ایک عالم فاضل اور درویش صفت انسان ہیں اور ان کے عظیم و جلیل خاندان کی علمیت و فضیلت اب انہی میں مرکوز ہے۔ وہ کئی کتب کے مصنف ہیں۔ مثلاً

خطباتِ درخانی مطبوعہ ۱۹۴۰ء، مجربات درخانی، تاج التعزیرات مطبوعہ ۱۳۵۱ھ (۱۹۳۲ء) 'ناصر البلوچ' کشف الصدور، کشف الخصائل، 'کاغذات درخانی'، 'خاکسارنا'، 'غلط مذہب'، وغیرہ۔ عملیات درخانی، 'آخری منزل' اور دیگر ہنوز مسودات کی شکل میں ہیں۔

مولانا عبدالباقی بہت اچھے حمد گو، نعت گو اور نغمہ پرداز ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے:-

زمین آسمان ستارہ ٹی محمدؐ اُس محمدؐ اُس
ننا فکر و اشارہ ٹی محمدؐ اُس محمدؐ اُس

---

[1] تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند، چودھویں جلد، جلد دوم ص ۴۵۰۔

Marfat.com

ترجمہ :-

(یعنی زمین و آسمان اور ستاروں میں محمدؐ ہی محمدؐ ہے۔ اور ہمارے فکر و اشارہ میں بھی محمدؐ ہی محمدؐ ہے !)

امام الانبیاء نا شان ٹی

محمدؐ مصطفیٰ نُس یا حبیبیؐ
جہان نا پیشوا ئُس یا حبیبیؐ

نبیُس خیر البشر نورُس خدا نا
محبوبِ ربّ نا ئُس یا حبیبیؐ

خدا نا سی سے پن ٹ اوارس
خدا نا دلربا ئُس یا حبیبیؐ

خدا نا مس خدائی پاش نت
حبیبِ کبریا ئُس یا حبیبیؐ

خدا تس مرتبہ ن زیادہ عرشان
جہان نا بادشا ئُس یا حبیبیؐ

خنا نس ربّ نی معراج نا تن
امام الانبیا ئُس یا حبیبیؐ

دُنیا نا رحمتس خواجہ شفا نا
اُمت نا رہنما ئُس یا حبیبیؐ

درخانی نا کرک خواجہ شفاء
ننا شافع جزا ئُس یا حبیبیؐ

ترجمہ :-

امام الانبیاء کی شان میں

(یا (اے) حبیبیؐ آپؐ محمدؐ مصطفیٰ ہیں۔ یا حبیبیؐ آپؐ اس دنیا کے

Marfat.com

پیشوا ہیں۔
آپؐ خیر البشر اور نور خدا ہیں۔ یا حبیبؐ آپؐ رب تعالیٰ کے
محبوب ہیں۔
آپؐ خدا تعالیٰ کے ننانویں ناموں کے ساتھ شامل ہیں۔ یا حبیبؐ
آپؐ خدا کے دلربا ہیں۔
آپؐ کے ذریعے رب تعالیٰ کی خدائی ظہور پذیر ہوئی۔ یا حبیبؐ آپؐ
حبیب کبریا ہیں۔
خدا تعالیٰ نے آپؐ کو عرش سے زیادہ مرتبہ عطا فرمایا۔ یا حبیبؐ آپؐ
جہان کے بادشاہ ہیں۔
آپؐ نے معراج کی رات باری تعالیٰ کی زیارت فرمائی۔ یا حبیبؐ آپؐ
امام الانبیاء ہیں۔
اے شفاعت کرنے والے آقا، آپؐ دنیا و جہان کے لئے رحمت ہیں۔
یا حبیبؐ (اے حبیبِ خدا) آپؐ امت کے لیئے رہبر ہیں۔
اے خواجہ آپؐ درخواتی کی شفاعت فرمائیں۔ یا حبیبؐ آپؐ ہمارے
جرموں کے شافع ہیں۔)

محمدؐ مصطفیٰ نیشُ

کلام اللہ کہ تعریف محبوبؐ خدا نیشُ
جھان نورانِ ناپیدا جھان نا روشنا نیشُ
نیشُ معراج نا خواجہ خنانسُ ربّ نا ذاتِ
سلام ای فیض نا درُ یا جھان نا رہنما نیشُ
و جنّتِ عرش ٹی نیشُ کہ کرسی کو حَ ٹی نیشُ
قرآن نا ھر سیپارہ ٹی محمدؐ مصطفیٰ نیشُ

Marfat.com

پگجن کل خلقتان نیُس کہ بُرزا جنتان نیُس
ملائک جن بندغ نا ہمیشہ پیشوا نیُس
نیُس ہادی خدا پار ہدایت ناکرک نیُس
ترکس دیر کوثر ناکہ مالک حوض نا نیُس
پیغمبر تا ختم نیُس ننا آخر نبی نیُس ے
جہان کلان مست نیُس جہان نا بادشاہ نیُس
جترا ناد کہ بیرک دن نبی تا من ٹی نیُس
نیُس بے مثل تنیا نا خدا نا دلربا نیُس
نفسی پانگ رسولا تا کہ پارک امتی نیُس
ننا امت وال، کلنا شافع جترا نیُس ے
نی سرتا جس رسولا تا نیُس رحمت دا دنیا نا
نبی تا علم کل ہت، امام الانبیاء نیُس
سلام درخانی ناطرخان نیُس رب پاک نا دلبر
نیُس خواجہ نیُس وارث ننا مصروفا نیُس

ترجمہ :۔

آپؐ محمدؐ مصطفیٰ ہیں

(کلامِ ربّی نے آپؐ کی تعریف کی ہے۔ آپؐ ہی محبوبِ خدا ہیں)
(دنیا و جہاں آپؐ کے نور سے پیدا ہے۔ آپؐ ہی جہان کی روشنائی ہیں)
(آپؐ معراج کے مالک ہیں کیونکہ آپؐ نے باری تعالیٰ کا دیدار کیا۔ آپؐ فیض کے دریا، دنیا کے رہنما ہیں آپؐ پر سلام ہو)
(آپؐ جنت، عرش اور کرسی لوح میں ہیں۔ قرآنِ پاک کے ہر پارہ میں محمدؐ مصطفیٰ ہیں)
(ساری مخلوقات میں سے آپؐ ہی بہترین ہیں۔ جنت سے بھی بلند تر

Marfat.com

ہیں۔ فرشتوں، جنّوں اور انسانوں کے پیشوا آپؐ ہی ہیں)
(خدا نے آپؐ کو ہادی بنا کر بھیجا ہے اور آپؐ ہی ہدایت کرنے والے ہیں۔ آپؐ حوضِ کوثر سے پانی پلانے والے اور آپؐ ہی حوضِ کوثر کے مالک ہیں)
(پیغمبری آپؐ پر ختم ہے۔ آپؐ ہمارے آخری نبی ہیں۔ آپؐ سب سے اوّل ہیں۔ کُل جہان کے بادشاہ آپؐ ہیں)
(روزِ جزا سارے نبی آپؐ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ اور آپؐ نبیوں کے پیشوا ہوں گے۔ آپؐ اپنی ذات میں بے مثل ہیں آپؐ محبوبِ خدا ہیں)
(قیامت کے دن جب نفسا نفسی ہوگی تو آپؐ اُمتی اُمتی پکاریں گے۔ آپؐ اپنی اُمّت اور دوسروں کے لیئے شافع ہیں)
(آپؐ نبیوں کے سرتاج ہیں اور دُنیا و جہان کے لیئے رحمت ہیں۔ سارے نبیوں کا علم آپؐ کے پاس اور امام الانبیاء آپؐ ہی ہیں)
(اے باری تعالیٰ کے دلبر درخانیؔ کی طرف سے سلام قبول فرمائیں۔ آپؐ ہمارے مالک، وارث اور مہربان ہیں۔)

مولوی مراد علی رئیسانی سکنہ کانک کا مجموعہ کلام موسومہ بہ "گلشنِ بلوچستان" ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء میں مولوی ابوبکر و عبدالغفور تاجران کتب بمقام درخان اسٹیشن مشکاف ڈاک خانہ ڈہاڈر بلوچستان کی جانب سے میاں محمد عبدالباقی درخانی نے فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور سے چھپوایا۔ کتابت محمد عبدالباقی نے کی۔ صفحات کی تعداد ۱۶ ہے۔ چند نعتیہ شعر ملاحظہ ہوں:۔

ھم لقبِ تس اوّلین اُ خُدَا + خاتمِ پیغمبر آتا کُلّنَا
ھر زمان اھٰرِکَ سَدَحَہ سہلنَا + نِی مرو قربان اِنَا اِسمنَا

جبرائیل اراءِ قرآن ھک ۔ ربّنا پیغامِ اد تستک

ترجمہ :۔

(اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اولین پیغمبر ہونے کا لقب دیا نبوت کو آپؐ
پر ختم کیا ۔ یعنی آپؐ تمام پیغمبروں میں خاتم النبیین ہیں)

(دونوں جہان آپؐ پر قربان ۔ میری جان میں آپؐ کے نام پر قربان
ہو جاؤں)۔

(آپؐ کے ہاں حضرت جبرئیل قرآن بذریعہ وحی لاتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ
کا پیغام آپؐ تک پہنچاتے تھے)۔

آنحضرت صلعم کے چاروں خلفائے کبّار کا ذکر خیر بھی بڑے اچھے انداز میں کیا گیا ہے ۔ علاوہ ازیں "گلشن بلوچستان" میں دینِ مصطفیٰ کی سربلندی اور اصلاح معاشرے کے لیئے جن بزرگانِ دُرخان نے کارہائے نمایاں سر انجام دیئے اُن کا منظوم تذکرہ ہے ۔ ایک غزل میں مولانا عبدالحی کا خصوصی ذکر ہے ۔

مولانا محمد عمر ولد شبیر محمد بنگل زئی ساکن مرو کو لپور حال وارد چھوٹائی ڈھاڈر کی ایک منظوم تصنیف معجزات مصطفیٰ معہ وفات نامہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و وفات نامہ بی بی خاتون جنت رضؓ و شادی بی بی عائشہ رضؓ (جلد اوّل) ۹۶ صفحات (تقطیع ½۴ × ½۷) پر مشتمل ہے ۔ مولوی عبدالغفور و محمد اسلم درخانی نے اسے البرٹ پریس کوئٹہ سے چھپوایا ۔ سن طباعت موجود نہیں ۔ بار اول ، تعداد ایک ہزار قیمت تین روپے درج ہے ۔ نفس معجزات کا ذکر کیا گیا ہے ۔

آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس میں یُوں گلہائے عقیدت پیش کیئے ہیں :۔

درود خوانو اول حضرت نبیّا
آرُدو تلیئہ نزہ وارثبیّا

Marfat.com

ترجمہ :-

(پہلے آنحضرتؐ پر درود پڑھیں۔ کیونکہ میرے وارث آپؐ ہیں)

محمدؐ سرورِ کُل مُرسلا تا + محمدؐ دافع سختی ؏ بلاتا،
محمدؐ شافیء کُل اُمّتا تا + محمدؐ خواجہء کُل جنّتا تا
محمدؐ حشرنا دِنا بَرِ ؏ + تنا اُمتک اُشافی مَرِ ؏
نبی نبیان نفسینا اوا زیرِ ؏ + محمدؐ اُمتی اُمّت کدِ ؏
خداوندا شفاعت نبی نا + کن نصیب کس رب مہربانا
ھندا عرض کرِ تہ اینا گلیتا + قبول کرتہ ھُرک تنا نبیتا

ترجمہ :-

(محمدؐ تمام رسولوں کے سردار ہیں۔ محمدؐ ہر قسم کی سختی اور بلاؤں کو روکنے والے ہیں)
(محمدؐ تمام اُمتوں کو بخشوانے والے ہیں۔ محمدؐ تمام جنتوں کے مالک ہیں)
(محمدؐ مصطفیٰ حشر کے دن آئیں گے۔ آپؐ اپنی اُمّت کے شافع ہونگے)
(سب نبی نفسی نفسی پکاریں گے۔ محمدؐ مصطفیٰ اُمتی اُمتی پکاریں گے)
(خداوند نبیؐ کی شفاعت کو ہمارے نصیب میں کرے)
(اے ربّ میں نے آپ کی درگاہ میں عرض کیا۔ آپ ہماری اس عرض کو نبی کے صدقے قبول فرمالیں۔)

حاجی محمد عمر ابن حاجی علی محمد ساکن کینتی علاقہ شیریں آب تحصیل مستونگ کی منظوم تصنیف "راغب المسلمین" ۹۶ صفحات (تقطیع ۲/۱-۹ × ۲/۱-۷) پر مبنی ہے۔ ۲۶ ذیقعد ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء کو مکمل ہوئی حاجی محمد عمر نے خود ہی ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء میں اسلامیہ پریس کوئٹہ سے چھپوائی۔

اسلامی تاریخ کے بعض واقعات کو براہوئی اشعار میں پیش کیا ہے بعض ابواب کے عنوانات یہ ہیں:

رفتن محمدؐ علیہ السلام بطرف طائف ۔شہادت حضرت انسؓ ۔حالات اسلام حضرت بلالؓ ۔ قصہ حدیبیہ و معجزہ ۔ اسلام آوردن حضرت ابوذر غفاری، اسلام آوردن حضرت خبابؓ ۔اسلام آوردن حضرت عمار بمعہ والدین ۔ دعاء محمد مصطفیٰؐ برائی عمار وغیرہ "راغبُ المسلمین" میں نعتیہ اشعار بھی موجود ہیں ۔ جیسے

نَبِیَّنَا مُدَامِی صَلَوَاتُ سَلَام
عَلیٰ کُلِّ اَھلِہ وَبَلِیۃ کرام

ترجمہ :۔

(نبی پر ہر وقت درود و سلام ہو ۔ حضرت علیؓ اور تمام اہلِ بیت پر سلام ہو)

خُداوند صفتت ننت کر + ندا اُدر سولیتں ھر دم دکہ
عیسیٰؑ ء موسیٰؑ ءِ پنت امر کرگ + ابراہیمؑ نوحؑ طوطنا پن ہلکؑ
پنت احمد کتو اللہ ندا + رسول نبی پارکہ اُد خُدا

ترجمہ :۔

(اے محمدؐ آپؐ پر خود رب جلیل صلوات وسلام بھیجتا ہے ۔آپؐ کی شان بھی رسولوں میں منفرد فرمائی ۔)
(باری تعالیٰ عیسیٰؑ اور موسیٰؑ کو نام سے پکارتے تھے ۔ ابراہیمؑ، نوحؑ لوطؑ کے بھی نام پکارتے تھے)
(مگر اللہ تعالیٰ نے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نام لے کر نہ پکارا اور ربّ جلیل نے محمدؐ مصطفیٰ کو رسول اور نبی کہہ کر پکارا)

حاجی گل محمد نوشکوری کی ایک منظوم تصنیف "گلشنِ مصطفیٰ" ۱۶۰ صفحات (۹½ x ۷½) پر مشتمل ہے ۔میرے پیشِ نظر جو نسخہ ہے ۔ وہ دوسری بار ۲۰ ربیع الاوّل ۱۳۷۸ھ کو اسلامیہ پریس کوئٹہ سے چھپا

Marfat.com

ہوا ہے۔

"گلشن مصطفیٰ" میں ۴۵ معجزوں کو پیش کیا گیا ہے۔ مناجات نصائح، اور غزل فراق نا ان کے علاوہ ہیں۔ "غزل فراق نا" میں مخاطب حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم ہیں۔ چند شعر[1] ملاحظہ کیجئے۔

ای محمدؐ نک قربان ات تسلیس کن!
مست بےہش ناغمان ئی خواجہ سنبال کر کن
نیٹس سردار معشوقاتا خواجہ ن معلوم کرت
ذا مرض اف دوا ہن نی وسیلہ کس ہنت
انتظارت نک خواجہ دار دعٔ یانٹ
نی اسیکا ات نشان ای رلر باتن کنے
درکن تنا حضور اشاحی دربار خنو
خواجہ سرتاج محبوباتانا توارئی بنو
نوشکوی بچارہ بس کریش کرک دھندا سوال
شوق مدینہ نا اربا زبنگ نا افک مجال
ئی وسیلہ ھلکنت ن خواجہ سنبال کن کن
کاسا دربار انبی نا حضرت تن تن در کن

ترجمہ:-

(اے محمدؐ! میں آپ پر قربان جاؤں۔ آپؐ مجھے تسلی دیں۔ میں آپؐ کے غم میں بیہوش ہوں۔ مجھے آپؐ سنبھالا دیں)۔
(میں آپؐ کی خدمتِ جلیلہ میں عرض کروں کہ آپ محبوبوں کے سردار ہیں۔ میرے مرض کی دوا نہیں۔ صرف آپؐ کے وسیلہ کی ضرورت

---

[1] گلشنِ مصطفیٰؐ ص ص ۱۲۶ تا ۱۲۸۔

Marfat.com

ہے۔)

(میں آپؐ کے دیدار کے لیئے دن رات انتظار میں ہوں۔ آپؐ اپنی زیارت سے مجھے فقط ایک مرتبہ نوازیں۔)

(میری آرزو ہے کہ آپؐ مجھے اپنا شاہی دربار دکھائیں۔ اے محبوبوں کے سرتاج میں صرف ایک بار آپؐ کی آواز سننا چاہتا ہوں)

(نوشکوی آپؐ کی خدمت (اقدس) میں عرض کرتا ہے۔ کہ مدینہ دیکھنے کا بہت شوق ہے۔ مگر پہنچنے کی مجال (طاقت، یارا) نہیں)

(میں نے آپؐ کو اپنے لیئے وسیلہ بنایا ہے۔ اب آپؐ میرا خیال رکھیں۔ حضرت صاحب! آپؐ اپنے دربار پر جا رہے ہیں۔ مجھے بھی ساتھ لے چلیئے)

۲۔ حاجی گل محمد نوشکوی کی ایک اور اہم منظوم تصنیف تحفۃ الفقراء ۱۴۴ صفحات (تقطیع ۹½ × ۷½) پر مبنی ہے۔ بار اوّل تاریخ اشاعت ۱۴ محرم ۱۳۷۸ھ / یکم اگست ۱۹۵۸ء ہے۔ کاتب عبدالباقی درخانی اور ملنے کا پتہ ہے عبدالباقی درخانی فاضل آباد ڈاکخانہ ڈھاڈر بلوچستان۔

معراج شریف کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ص ۴۲ پر "نقشہ نعل مبارک" بھی درج کیا گیا ہے۔ چاروں طرف یہ عبارات تحریر کی گئی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

علاوہ ازیں جا بجا حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم کا ذکر مبارک ملتا ہے۔ آنجنابؐ کے حضور گل محمد فریاد کناں بھی نظر آتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں سے بعض واقعات پیش کر کے نصیحتیں بھی کی ہیں۔ گل محمد نے سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ رمضان المبارک کے الوداع ہونے کا تذکرہ بھی

نعتیہ شعر بلبش خدمت ہیں۔[1]

نی حبیب کبریائس یا محمدؐ مصطفیٰ
نی خُدانا دلبر یائس یا محمدؐ مصطفیٰ
آخرین وحیہ کتابُس نی کہ ختم المرسلین
نی نبی نورالہُدائس یا محمدؐ مصطفیٰ
صاحب لولاک نی نُس صاحب معراج نی
نی کہ فخر انبیائس یا محمدؐ مصطفیٰ
مُرسلاتا بادشائس انبیاتا تاجدار
نی نبی خیرالورائس یا محمدؐ مصطفیٰ
نی نبی اول ارسک نی نبی آخر زمان
نی امام الانبیائس یا محمدؐ مصطفیٰ
رحمت اللعلمینس شافع محشرارس
نی رسول رہنمائس یا محمدؐ مصطفیٰ

ترجمہ:۔

(یا محمدؐ مصطفیٰ آپؐ حبیبِ کبریا ہیں۔ آپؐ باری تعالیٰ کے دِلبر ہیں یا محمدؐ مصطفیٰ)
(اے ختم المرسلین آپؐ آخری آسمانی کتاب والے ہیں۔ یا محمدؐ مصطفیٰ آپؐ نورالہدیٰ ہیں)
(آپؐ صاحب لولاک اور صاحب معراج ہیں۔ یا محمدؐ مصطفیٰ آپؐ فخرِ انبیاء ہیں)
(اے تاجدار انبیاء آپؐ مرسلین کے بادشاہ ہیں۔ یا محمدؐ مصطفیٰ

---

[1] گلشن سوز، ص ص ۱۶، ۱۷۔

Marfat.com

موجود ہے۔

"پیدا امننگ آنحضرت نا نُورنا" کے بیان سے چند شعر پیشِ خدمت ہیں:

خدا پیدا کرا دو پارشان ؑ تھی ؑ اِنا
کرت ظاہر خدائی بیازت خاص مُحمّدنا
اول حال رب کر پیدا ازلتی نور احمدنا
گُدا پیدا کر دنیاءِ ھم نوران محُـمّدنا
ملائکا ک مسر پیدا رسول ناکامتنا خدان
عرش کرسی قلم لوح کل ار نوران محمّدنا
نبی نامننا خدان اسمانا کل گراکِ مسُرد
ال ھر سینہ ناخداں آرہ پیدا محُمّدنا
گناھک بجدکنا بازمرس شافی کناتواجہ
ولکن فخر کوئی ارت اُمّت محمّـدنا

ترجمہ :۔

(جب باری تعالیٰ نے آپؐ کو پیدا کیا تو آپؐ کی شان میں فرمایا کہ میں نے اپنی خدائی فقط محمدؐ کی وجہ سے ظاہر کی ہے)

(سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے نور کو ازل میں پیدا فرمایا پھر آپؐ کے نور سے اس دنیا کو پیدا فرمایا)

(ملائکہ آپؐ کے سر کے پسینہ سے پیدا ہوئے۔ عرش و کرسی، لوح و قلم سب کچھ محمدؐ کا نور ہے)

(آپؐ کے چہرہ مبارک کے پسینہ سے سب آسمان پیدا ہوئے۔ دوسرے سب کچھ آپؐ کے سینہ کے پسینہ سے تخلیق میں آئے)

(میرے گناہ تو بہت ہیں۔ مگر آپؐ ہمارے شافع ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں۔)

Marfat.com

آپؐ خیر الوریٰ ہیں)

(آپؐ نبی اوّل و آخر زمان بھی ہیں۔ اے محمد مصطفیٰ آپؐ امام الانبیاء ہیں)

(اے رحمۃ للعالمین آپؐ شافع محشر ہیں۔ اے مصطفیٰ آپؐ ہمارے رہنما رسول ہیں)

"گلشنِ سوز" کے آخر میں محمد یعقوب فولادی، عبدالباقی درخانی، عطا محمد صوفی، کریم بخش سائل اور خود مصنف کے قطعہ ہائے تاریخ درج کئے گئے ہیں۔ محمد یعقوب فولادی کا نتیجۂ فکر فارسی میں ہے۔ باقی صاحبان نے براہوئی میں ہی اظہارِ خیال فرمایا ہے۔ کریم بخش سائل گویا ہوتا ہے۔

فصاحت بلاغت نا گلشن اَر + اَر گلشنِ سوز دا بے مثال

نوشتہ نی تاریخ سائل کرک + مصنف اَر سوز شیرین مقال

۱۹/ اکتوبر ۱۹۶۹ء

ترجمہ:-

(گلشنِ سوز میں بلا کی فصاحت اور بلاغت موجود ہے۔ اور یہ "گلشنِ سوز" بے مثال کتاب ہے۔ اے سائل تو اسکی تاریخ تحریر کر۔ اس کے مصنف کی زبان بے حد شیریں ہے)

مولوی نور محمد خلف الرشید رسالدار میر فیروز خاں محمد شہی قبیلہ کی شاخ سیوازئی سے ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۹۲۱ء میں منگچر کے مقام پر ہوئی۔ آپ نے صرف نحو منطق حدیث پڑھی۔ چند سال تک سکول کی تعلیم بھی پائی۔ مگر حالات کی وجہ سے اسے جاری نہ رکھ سکے۔ آپ کا انتقال ۱۹/ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ/ ۱۵/ اگست ۱۹۷۷ء کو ہوا۔

آپ کا مجموعۂ کلام "کلام نور" خداداد گل چیئرمین براہوئی ادبی سوسائٹی، کوئٹہ نے ۱۹۷۸ء میں اسلامیہ پریس کوئٹہ سے چھپوایا۔ کل صفحات ۲۴ ہیں۔

Marfat.com

حاجی گل محمدؒ نوشکوی کی تیسری کتاب "گلدستہ نوشکوی" ہے۔ جو ۱۳۷۳ھ (۱۹۵۴ء) میں چھپی۔ کل صفحات ۲۰۸ ہیں۔ کتاب کی ابتدا حمد باری تعالےٰ سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد نعت اور پھر منقبت درج ہے۔ صفحہ ۷ سے ۲۸ تک درود شریف کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

چوتھی کتاب "رفیق راہ مدینہ" ہے۔ اس منظوم کتاب میں ایک دوست کی تعریف کی گئی ہے جو حج کے لیئے ہمراہ گیا تھا۔ کتاب میں دوست کے خطوط بھی درج ہیں۔ کل صفحات ۶۴ ہیں۔

پانچویں نالش عاشق بیمارده (کل صفحات ۱۶، ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۸ء) چھٹی اور ساتویں مجربات نوشکوی حصہ اول (نثر کل صفحات ۲۲۴۔ ۱۹۵۸ء) حصہ دوم (صفحات ۲۲۴۔ ۱۹۵۸ء)۔

آٹھویں شروط الصلوٰۃ (نثر، براہوئی میں عربی کتاب شروط کا ترجمہ، ۳۲ صفحات، ۱۹۵۸ء ــــــ ص ۲۵ تا ۳۲ مختلف اشعار درج ہیں) اور نویں تحفۃ البلوچ منظوم (۴۸ صفحات) جس میں اول تا آخر پند و نصائح بیان کی گئی ہیں۔

محمد اسحاق سوز ولد مولوی عطا محمد صاحب صوفی قوم سُمالاڑی ساکن شیخو اصل شہر کہنہ آباد قلات ڈویژن کا مجموعہ کلام بعنوان "گلشنِ سوز" براہوئی ادبی دُنیا شیخ واصل (بلوچستان) نے پہلی بار ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء میں اسلامیہ پریس کوئٹہ سے طبع کرانے کا بندوبست کیا۔ کل صفحات ۱۱۲ (تقطیع ½۹ × ½۷) ہیں۔

"گلشن سوز" کا پہلا باب توحید، رسالت، منقبت وغیرہ دوسرا غزلیات اور تیسرا قومی و اقتصادی منظومات جیسے ترانہ پاکستان، مرعمل تو سُرخرو، نوجوان، ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء، ہمت، سادگی مسلمان (مثنوی) وغیرہ پر مشتمل ہے۔ کلام سلاست، فصاحت و بلاغت کا نمونہ ہے۔

Marfat.com

نعتیہ شعر پیش خدمت ہیں۔[1]

نی حبیب کبریائس یا محمدؐ مصطفیٰؐ
نی خُدانا دلبر یائس یا محمدؐ مصطفیٰؐ
آخرین وحیہ کتابس نی کہ ختم المرسلین
نی نبی نور الہدائس یا محمدؐ مصطفیٰؐ
صاحب لولاک نی ئس صاحب معراج نی
نی کہ فخر انبیائس یا محمدؐ مصطفیٰؐ
مُرسلاتا بادشائس انبیاتا تاجدار
نی نبی خیر الورائس یا محمدؐ مصطفیٰؐ
نی نبی اول ارسک نی نبی آخر زمان
نی امام الانبیائس یا محمدؐ مصطفیٰؐ
رحمت اللعلمینس شافعِ محشر ارس
نی رسول رہنمائس یا محمدؐ مصطفیٰؐ

ترجمہ:۔

(یا محمدؐ مصطفیٰؐ آپؐ حبیبِ کبریا ہیں۔ آپؐ باری تعالیٰ کے دِلبر ہیں یا محمدؐ مصطفیٰؐ)

(اے ختم المرسلین آپؐ آخری آسمانی کتاب والے ہیں۔ یا محمدؐ مصطفیٰؐ آپؐ نور الہدیٰ ہیں)

(آپؐ صاحب لولاک اور صاحب معراج ہیں۔ یا محمدؐ مصطفیٰؐ آپؐ فخرِ انبیاء ہیں)

(اے تاجدار انبیاء آپؐ مرسلین کے بادشاہ ہیں۔ یا محمدؐ مُصطفیٰؐ

---

[1] گلشن سوز، ص ص ۱۶، ۱۷۔

آپؐ خیر الوریٰ ہیں)

(آپؐ نبی اوّل و آخر زمان بھی ہیں۔ اے محمد مصطفیٰؐ آپؐ امام الانبیاء ہیں)

(اے رحمۃ للعلمین آپؐ شافع محشر ہیں۔ اے مصطفیٰ آپؐ ہمارے رہنما رسول ہیں)

"گلشنِ سوز" کے آخر میں محمد یعقوب فولادی، عبدالباقی درخانی، عطامحمد صوفی، کریم بخش سائل اور خود مصنف کے قطعہ ہائے تاریخ درج کئے گئے ہیں۔ محمد یعقوب فولادی کا نتیجۂ فکر فارسی میں ہے۔ باقی صاحبان نے براہوئی میں ہی اظہار خیال فرمایا ہے۔ کریم بخش سائل گویا ہوتا ہے۔

فصاحت بلاغت ناگلشن اَر + اَر گلشنِ سوز دا بےمثال

نوشتہ نی تاریخ سائل کرک + مصنّف اَر سوز شیرین مقال

۱۹/ اکتوبر ۱۹۶۹ء

ترجمہ:-

(گلشنِ سوز میں بلا کی فصاحت اور بلاغت موجود ہے۔ اور یہ "گلشنِ سوز" بے مثال کتاب ہے۔ اے سائل تو اسکی تاریخ تحریر کر۔ اس کے مصنف کی زبان بے حد شیریں ہے)

مولوی نور محمد خلف الرشید رسالدار میر فیروز خاں محمد شہی قبیلہ کی شاخ سیوازئی سے ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۹۲۱ء میں منگچر کے مقام پر ہوئی۔ آپ نے صرف نحو منطق حدیث پڑھی۔ چند سال تک سکول کی تعلیم بھی پائی۔ مگر حالات کی وجہ سے اسے جاری نہ رکھ سکے۔ آپ کا انتقال ۱۹/ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ/ ۱۵/ اگست ۱۹۷۷ء کو ہوا۔

آپ کا مجموعۂ کلام "کلام نور" خداداد گل چیئرمین براہوئی ادبی سوسائٹی، کوئٹہ نے ۱۹۷۸ء میں اسلامیہ پریس کوئٹہ سے چھپوایا۔ کل صفحات ۱۴۴ ہیں۔

Marfat.com

چند نعتیہ شعر یہ ہیں :۔

مرحبا صد جی نے کیو اوکنا سردار دین
شان عزت ناھلن نی اُس ختم المرسلین
مٹ وثانی اف کسس ناخلق کڑی اللہ نا
نہ ملائک نہ بشر، سردار جملہ مرسلین
زندگی ناہرا داڑی خیال ءِ سنت ناکرک
مفلس اس ہم کامیاب اُس پاوہ نے کریقین

ترجمہ :۔

(آپؐ کو صد بار مرحبا کہتا ہوں ۔آپؐ کی عزت وشان بڑی ہے آپؐ ختم المرسلین ہیں)

(اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں آپؐ جیسا اور آپؐ کا ثانی کوئی نہیں ۔نہ فرشتے نہ کوئی اور بشر آپؐ جملہ مرسلین کے سردار ہیں)

(زندگی کے ہر شعبہ میں تم سنت رسولؐ کی پیروی کرو۔ اگر تم مفلس ہو پھر بھی اپنے آپ کو کامیاب یقین کرلو)

رئیس نبی داد لانگو زہرازئی کا مرتب کردہ منظوم "گلدستہ" براہوئی ادبی اکیڈیمی کوئٹہ نے ۱۹۷۱ء میں بولان مسلم پریس۔کوئٹہ سے چھپوایا۔ اس کے کل صفحات ۹۶ ہیں۔ یہ منظوم تخلیقات براہوئی قاعدہ مصنفہ براہوئی نور محمد پروانہ، ایلم اخبار مستونگ، اولس کوئٹہ، معلم سریاب کوئٹہ، گلشنِ مصطفیٰ اور، پاکستان ناتران وغیرہ سے یکجا کی گئی ہیں۔ غزلیات کے علاوہ عنوانات ہیں: دُعا، نعت، سلام قائداعظم، ننا وطن، پاکا وطن، قومی شعر، ترانۂ جہاد، ترقی، انقلاب، احساس، خواہش، قاصد، وطن پاکستان، وطن تو قسم، پاکستان نا ترانہ۔ پاکستان ننا ٹکلے وغیرہ۔

Marfat.com

"گلدستہ" میں مندرج حاجی نبو جان چوتائی کی نعت ملاحظہ کیجئے۔

محمدؐ نبی بروکے احوالی نے تروکے	(ہمارے نبیؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے اور پیغام حق سنایا)۔
امرو نہی کروکے کین پیروی نبیؐ نا	(ہمارے نبی برائی سے منع کرنے والے ہیں اس لیئے ہمیں چاہیئے کہ اُنکی پیروی کریں)۔
جبرائیل اوڑا بستک آسمانان تینہ یک پیغام ربّان تِستک کین پیروی نبیؐ نا	(حضرت جبرائیل السلام آسمان سے (یعنی) اللہ کی طرف سے) نیچے اُتر کر اللہ کا پیغام (وحی) ہمارے نبیؐ تک پہنچاتے۔ اس لیئے ہمیں اپنے نبیؐ کی پیروی کرنی چاہیئے)
رب پاریکہ اولین ءِ کھلآن آخرین ءِ	(باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد صلعم اول بھی ہیں اور آخرالزمان بھی)
شرفناک اوناءِ دین ءِ کین پیروی نبی نا	(اور اُن کا دین شرف والا ہے۔ اس لیئے ہمیں چاہیئے کہ اُن کی پیروی کریں)
صلو علیٰ محمدؐ۔ صلوۃ بر محمدؐ	(محمدؐ پر درود وسلام)
دوست ربّنا محمدؐ کین پیروی نبیؐ نا	(محمدؐ اللہ کے محبوب اور دوست ہیں اس لیئے ہمیں بھی اُن کی پیروی کرنی چاہیئے)۔
ہر کس اِرے مسلمان دینٹ ستہ آودرغامان۔	(اگر اس وقت کوئی بھی مسلمان ہے تو اس کو دین کی راہ پر لگانے والی محمدؐ ہی کی ذات ہے)
محمدؐ نا دل و جان کین پیروی نبیؐ نا[1]	(محمدؐ ہمارے دل و جان ہیں۔ اس لیئے

[1] "گلدستہ" ص ۸ براہوئی تا علو، مصنف براہوئی نور محمد پروانہ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴ پر)

ہمیں اُن کی پیروی کرنی چاہیئے)

اسی "گلدستہ" سے ایک اور نعت[1] بھی پیش کی جاتی ہے۔ جو مُلا غلام نبی کی ہے اور بقول پیر محمد زبیرانی "اس کا شاعر میں ہوں۔ اور مُلا غلام نبی فرضی نام ہے۔"

اڑے نزدک ربّاں محمدؐ نبیؐ (محمد صلعم اللہ سے بہت قریب ہیں)

خدانائے نوراں محمدؐ نبیؐ (محمد صلعم اللہ کے نور سے ہیں)

خدا ود کھلاں کرینے بھلُن (خدا نے محمد صلعم کو سب سے بلند و بالا کر دیا ہے)

ارے جوان کھلاں محمدؐ نبیؐ (محمد صلعم سب سے اچھے مرتبے والے ہیں)

سلاما تہ مچا دیناء رواں (محمد صلعم کے دیدار کی خاطر ساری دُنیا رواں دواں ہے)

بھلُن گڈِ ربّاں محمد نبیؐ (اللہ کے بعد اگر کوئی ہستی ہے تو وہ محمد صلعم ہیں)

دھم عرش کُرسی سلامی ءُ تنَ (ہمارے نبی صلعم کو عرش و کرسی سلامی دیتے ہیں)

ارے جانِ جاناں محمدؐ نبیؐ (محمد نبی صلعم جانِ جاناں ہیں)

محمدؐ ارے ساہ و دم کھلّنا (ہمارے محمد صلعم سب کی جان و دم ہیں)

کنا دین و ایماں محمدؐ نبیؐ (میرا دین اور ایمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)

ثناءِ تہ پالے خدا جوان جوان (آپؐ کی تعریف (ذکر) اللہ تعالیٰ نے بہت اچھی طرح بیان کیا ہے)

گچیں مسّ خلقاں محمدؐ نبیؐ (ہمارے نبیؐ ساری مخلوق سے اچھے ہیں)

۱۔ ماہنامہ "اولس" جون ۱۹۶۸ء "گلدستہ" ص ص ۷۳، ۷۴۔

Marfat.com

غلاما کو تن بادشاہِ جہاں (اس دنیا کے بادشاہ آپؐ کے غلام ہیں)
ارے شاہِ شاہاں محمدؐ نبیؐ (آپؐ شہنشاہوں کے شہنشاہ ہیں)
غلامی نہ نن کن ارے زندگی (حقیقت میں آپؐ کی غلامی کرنے کا نام زندگی ہے)
دم و ساہِ انسان محمدؐ نبیؐ (آپؐ انسان کے لیئے جان و روح کی حیثیت رکھتے ہیں)

حافظ سعید احمد المعروف طوفان میل سکنہ چوتو مستونگ کا معراج محمدیؐ بزبان براہوئی صفر المظفر ۱۳۸۹ھ / مئی ۱۹۶۹ء میں باہتمام عبدالحلیم خوشنویس بلوچ مقیم کراچی مطبع عباسی سے طبع ہوا۔ کل ۸ صفحات اور اشعار کی تعداد ۱۰۸ ہے۔ اندازِ بیان شگفتہ اور متاثر کن ہے۔

معراج محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اور آخری شعر یہ ہے:۔

محمدؐ اہر نازل صلوٰۃ اللہ سلام اللہ
نا رہبر رسول اللہ اوڑا نازل کلام اللہ

ترجمہ:۔

(محمدؐ پر درود و سلام۔ وہ ہمارا رہبر ہے۔ اور قرآن اس پر نازل ہوا ہے)۔

سعید اَفّیس گنہگارُس بٹنگک فی اَمان اللہ
کرک وِردِ کلیمہ نا بفک نیّا عذاب اللہ

ترجمہ:۔

(سعید تو بے حد گنہگار ہے خدا سے پناہ مانگ۔ کلمہ شریف کا ورد کر۔ کہ تو اللہ کے عذاب سے بچ جائے)

تین نعتیہ شعر ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com

کبین راز احمد نا چائک عنوان شان اللہ
نشانی تا نشانی آرا علی نشان اللہ
ارڈ کوک مخفی تخا اوٹی حجابُ اللہ
جواب تا خدا چائک تروئن جواب اللہ
دماغاک دیرہ مسّر کل تگاتا عشق تیر اللہ
پرّ تگا کلدّا آفاخ خُدا ئبنٹ مدیر اللہ

ترجمہ :-

۱۔ (احمد کی ذات ایک بڑا راز ہے۔ اس عنوان کی شان کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ یہ نشانی یعنی محمدؐ ایک نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک اعلیٰ قسم کی نشانی ہے)

۲۔ (یہ ایک مخفی اور پوشیدہ راز ہے۔ جس کا علم صرف باری تعالیٰ کو ہے۔ اس چیز کا جواب صرف خدا ہی جانتا ہے وہی اس کا جواب دے گا)

۳۔ (اللہ کا اپنے محبوبؐ سے جو عشق ہے اُسے ہمارا دماغ سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس بھری دُنیا میں اللہ کے بعد آپؐ ہی بڑے مرتبے پر ہیں۔ جو صرف اللہ ہی جانتا ہے)

کریم بخش سائل ساکن کانک کا مجموعہ کلام "غزلیات سائل" براہوئی ادبی دُنیا شیخ واصل بلوچستان نے ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں بولان مسلم پریس کوئٹہ سے چھپوایا۔ جو ۱۶ صفحات پر مبنی ہے۔ نعت شریف پیش کی جاتی ہے :-

بالا آر نبی تان ناشان یا محمدؐ
شاھد آر خدانا قرآن یا محمدؐ

دلبر ارس خدانا رھبر ننا ارس
ناصدقہ ٹی کہ مِلاّ ایمان یا محمدؐ

حیوانتیان بدتر اَسُّن خراب نن مُست
نا صدقہ ٹی کہ مَسّن انسان یا محمدؐ

ھَر دو جہان نا رحمت سَرورا اُس نی
محبوب ربّ نا اُس جاناں یا محمدؐ

سائل نا التجاء روضہء نما خنو
بیچارہ فاگبو نم احسان یا محمدؐ

ترجمہ :۔

۱۔ (یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کی شان سب انبیاء کرام سے بالا ہے ۔ یا محمدؐ اس بات کی دلالت کے لیئے قرآن پاک شاہد ہے)

۲۔ (آپؐ اللہ تعالیٰ کے دِلبر اور ہمارے رہنما ہیں ۔ یا محمدؐ آپؐ کے صدقے ہمیں ایمان میسر ہوا)

۳۔ (آپؐ کی بعثت سے قبل ہم حیوانوں سے بھی بدتر تھے ۔ یا محمدؐ آپؐ کے صدقے ہم انسان ہوئے)

۴۔ (آپؐ دونوں جہانوں کے لیئے رحمت للعالمین ہیں ۔ یا محمدؐ آپؐ رب کے محبوب ہیں)

۵۔ (سائل کی استدعا ہے کہ اسے اپنے سبز گنبد کی زیارت کرائیے۔ یا محمدؐ اس بیچارے پر احسان فرمائیے)

پیر محمد نیمرغی ولد کرم خاں ، براہیم زئی سکنہ نیمرغ نوکجو علاقہ قلات کا مجموعۂ کلام مہر و وفا کے نام سے ۳ ,رجب المرجب ۱۳۹۱ھ / ۲۶ اگست ۱۹۷۱ء کو طبع ہوا ۔ کل صفحات ۵۶ ہیں ۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسہ ۔ چند نعتیہ شعر یہ ہیں :۔

خداوندس مخلوقائے مہربان
کرے پیدا محمدؐ مصطفیٰ جان

جہاں ٹی بلو عزت اُودے رب نُس
خواہس معراج ٹی بے حد شرف نُس
خنا رب مہرباں نا قدر تا مۓ
قیاس عقلان ہیش نمونہ غاتے
مرے رحمت خدا نا چار یاتائے
آلِ اصحاب اُونا سنگتا تائے

ترجمہ :۔

(اللہ تعالیٰ لوگوں پر مہربان ہوئے ۔ اور محمد مصطفیٰؐ کو پیدا کیا)
(اس دنیا میں رب نے آپؐ کو بے حد عزت دی۔ معراج پر لے گئے
اور بے حد عزت و توقیر دی)
(آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے عجائبات دیکھے ۔ جو عقل و قیاس سے
بعید تھے)
(اللہ کی رحمت ہو چار یارؓ پر۔ آلِ اصحاب اور دیگر احباب پر)

مولانا محمد افضل مینگل نوشکی کی جامع مسجد میں خطیب اور افضل المدارس کے مہتمم تھے ۔ ۱۹۷۳ء میں فوت ہوئے ۔ کئی کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں ۔ آپ کی ایک نعت حسبِ ذیل ہے :۔

مس مہربانی رباں ۔۔۔ ایسر براق جواخہ نا
سوارمس محمد مصطفیٰؐ ۔۔۔ ہفت اسمان تان اینگ نا
تنا خدائے جوان خط ۔۔۔ بلغ العلیٰ بکمالہٖ
دنیا تباہ اس جہلٹی ۔۔۔ ڈیراک بتا نا مون ٹی
بے دین بدراہ فسق ٹی ۔۔۔ تینے بٹرہ کفر ٹی
لگا چراغس مون ٹی ۔۔۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
بے شک محمد مصطفیٰؐ ۔۔۔ او پیشوائے کلنا

بلا نبیؑ ناؑ گلسنا — نن اورکہ صدقہ گلننا
کل عادتاک ناپلنا — حسنت جمیع خصالہٖ
او شافعی روز جزاء — اولاد اونا باصفاؑ
اخلاص وشوقٹ اوستنا — اے امتی ہرکس نماؑ
خوانبو درودو ہم دعا — صلّوا علیہ وآلہٖ

ترجمہ :-

(اللہ کی مہربانی ہوئی ۔ آقائے نامدار کے لیئے براق لایا گیا)
(محمد مصطفیٰؐ جلوہ افروز ہوئے ۔ ساتوں آسمانوں سے آگے گئے)
(اپنے رب سے وصال کیا ۔ ....)
(دنیا جہالت کی وجہ سے تباہ ہورہی تھی ۔ بتوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے)
(بے دین بدراہ اور فاسق لوگ کفر کی طرف کھنچے جارہے تھے)
(آنکھوں کے سامنے اگر شمع روشن ہوئی ....)
(بے شک محمد مصطفیٰؐ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے پیشوا ہیں)
(تمام انبیاء کے سردار، ہم سب اُن کے قربان)
(اُن کی جملہ عادات وخصائل ....)
(آپؐ شافع روزِ جزا ہیں ۔ آپؐ کی اولاد باصفا ہے)
(صدق دل سے ہم میں سے ہر ایک)
(آپؐ پر درود پڑھیں ....)

واحد بخش رند کا مجموعۂ کلام "اُستنا ٹپاک" (زخمِ دِل) ادارہ ادب بلوچستان، کوئٹہ نے ۱۹۷۵ء میں پاکستان پریس کوئٹہ سے چھپوایا ۔ کل صفحات ۱۲۸ ہیں ۔ اور قیمت (۵) پانچ روپے ۔

یہ مجموعہ پند و نصائح پر مبنی ہے۔ طالب علم، ہمدردی اتفاق لٹ (ولور) رشوت، ہمت، پاکستان، ۱۹۶۵ء کے شہدا کو سلام وغیرہ عنوانات متعین کر کے شعر کہے ہیں۔ چند نعتیہ شعر ملاحظہ کیجئے :-

مسلماناک بوکہ نن پچ مرین پان درود محمدؐ ا
خداوند رحمت کے ننیا نوا برکتٹ اونادا
محمدؐ بارے مسلماناک کل ایلوخواہ اراٹے اریرے
پابونم تین یہ تین تون داڑے انتس جوانی کویرے
اے مسلماناک محمدؐ نما خاطران دہن دعا کریس
ہدایت کرکے تا خدایا دھنکہ مستناتن کریس

ترجمہ :-

(اے مسلمانو! آؤ مل کر محمدؐ پر درود پڑھیں۔ آپؐ کے صدقے اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی رحمت (نازل) کریں۔

(محمدؐ نے فرمایا تم تمام مسلمان کہیں بھی ہو آپس میں بھائی ہو۔ یہاں آپس میں جس قدر ہو سکے بھلائی کر لو۔)

(اے مسلمانو! محمدؐ نے تمہاری خاطر یہ دُعا کی۔ اے اللہ تعالیٰ! ان لوگوں کو راہِ راست پر چلنے کی ہدایت کر)

"قدم قدم آباد" اُن بلوچی، براہوئی اور پشتو شاعروں کے نغمات کا مجموعہ ہے۔ جو ملک و وطن سے والہانہ محبت و عقیدت کی بنا پر صفحہ قرطاس پر بکھرے ہوئے ہیں۔ اُن قومی شاعروں نے اپنے نغموں کے ذریعے ایک صحتمند معاشرے کی تشکیل کا درس دیا ہے۔ اس کتابچہ کو ۱۹۷۸ء میں حکومت پاکستان کی قائم کردہ پارٹی پبلسٹی آرگنائزیشن کوئٹہ نے شائع کرایا تھا۔ یہ ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتابچہ میں حمدیہ اور نعتیہ اشعار بھی موجود ہیں۔ بلوچی اور براہوئی کے نعتیہ اشعار ملاحظہ فرمائیے۔ بلوچی کی نعت عبدالغفور دُرخانی

Marfat.com

کا نتیجۂ فکر ہے۔ براہوئی کی نعت نزاب لاڑ کانوی کی تخلیق ہے۔

ہر گھڑی مساں دلا رسول اللہؐ	(ہر وقت میرا دل رسول اللہ پکارتا ہے)
ذکر صبح و مسا رسول اللہؐ	(میرا ذکر صبح و شام رسول اللہ ہے)
دل منی باغ بیت گشاں وقتے	(جب کبھی رسول اللہ کہتا ہوں تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے)
سیّدا سیّدا رسُول اللہ	(اے سیّدا! اے سیّد رسول اللہؐ)
یا خدا زندغاں دلا مبراں	(یا خُدا مجھے کسی (زندہ) چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے)
بیت ما جوڑان سدا رسول اللہؐ	(اگر ضرورت ہے تو صرف رسول اللہؐ کی جو ہمیشہ میرے ساتھی رہیں)
وقتے سکرات کہ جان رخصت بیت	(مرتے وقت جب روح جسم سے رُخصت ہوتی ہے)
بیت جاری وفا رسول اللہؐ	(تو اس وقت میرے منہ سے رسول اللہ کا ذکر جاری ہو جاتا ہے)
بند بیت گٹ زبان چہ سکراتا	(جب سکرات کی وجہ سے زبان بند ہو جاتی ہے)
بیت جاری دِلا رسول اللہؐ	(تو اُس وقت میرے دل سے رسول اللہ کی پکار آتی ہے)
آخری دم دفا چہ راہی بیت	(جب آخری وقت روح قبض ہونے لگتی ہے)
ہڈکی ئے بیت صدا رسول اللہؐ	(تو ہر آخری موت کی ہچکی سے رسول اللہؐ کی آواز نکلتی ہے)

Marfat.com

اے دِلا چہ مباڑت کفن پٹیر و خ	(اے دل کفن پہننے سے کیا بنتا ہے)
لکھیؔ کفنے سَرا رسول اللہؐ	(صرف کفن کے ساتھ رسول اللہ کا نام لکھا ہونا چاہیئے)
کاندھی کُل شنت لاالٰہ الاّ اللہ	(میرے دفن کرنے کے بعد لاالٰہ الاّ اللہ کہا گیا)
پرمنی رُوح گُشتِ یا رسول اللہؐ	(لیکن میری روح تو کہتی ہے یا رسول اللہ)
تدّے عبدالغفور مبی غمگینؔ	(ان حالات کے تحت اے عبدالغفور تجھے غمگین نہیں ہونا چاہیئے)
استِن شافع شفا رسول اللہؐ	(وہ اس لیئے کہ (دن قیامت کے) تیری شفاعت کرنے والے خود رسول اللہؐ ہیں)

جہان نا مُحسن، اُمت نا آقا	(اس دنیا کے مُحسن اُمت کے آقا)
درُود نے آسلامؑ نے آ	(آپؐ پر درود و سلام)
نبیؐ برحق، صفی خُدا نا	(آپؐ برحق نبی اور خدا کے صفی ہیں)
درُود نے آسَلام نے آ	(آپؐ پر درود و سلام)
شفیع اُمتّ، نسیم رحمت	(آپؐ اُمت کے شافع اور نسیم رحمت ہیں)
یتیم پَرور، نج بے وسَاتا	(آپؐ یتیم پرور اور غریبوں کے محافظ ہیں)
ہنتم دُنیا نا، نجاتِ عقبیٰ	(آپؐ دونوں جہان کے نجات عقبیٰ ہیں)
درُود نے آسلام نے آ	(آپؐ پر درود و سلام)
غریب اُمتّ نا، نی حمایت	(آپؐ اپنے غریب اُمتی کے حمایتی ہیں)
اَو کُلاّ نا مَس سدا عنایت	(آپؐ کی دُعا سب سے زیادہ مقبول ہے)

مریضِ ملت نا ، فی مداوا — (آپؐ اس مریض ملت کے مداوا کرنے والے ہیں)

درُود نے آسلام تے آ — (آپؐ پر درود و سلام)

خدا نا رحمت نانی خزینہ — (آپؐ خدا کی رحمت کے خزانے ہیں)

جس ہلیک نے آ اُست وسینہ — (ہر ایک آپؐ اپنے سینہ اور دل سے چاہنے والا ہے)

عجوز نانی اریس تمنّا — (آپؐ بے کس کی تمنا ہیں)

درُود نے آسلام نے آ — (آپؐ پر درود و سلام)

مدارِ تخلیق ، ہر دو عالم — (آپؐ کے صدقے چاند سورج اور ستارے اور دو عالم ظہور پذیر ہوئے)

فلک نا زینت نی عزّ آدم — (آپؐ آسمان کی زینت اور آدم علیہ السلام کی دُعا قبول کرنے کا وسیلہ ہیں)

نی عرش کرسی ناشان شاہا — (آپؐ عرش کی کرسی کے شہنشاہ ہیں)

درُود نے آسلام نے آ — (آپؐ پر درود و سلام)

دا صدقہ نے آ سچو خُدائی — (آپؐ کے صدقے یہ ساری خدائی)

ملک فلک مسّ ءُ نا فدائی — (یعنی زمین اور آسمان آپؐ کے فدائی ہیں)

خلیل کعبہ ، مسیح بطحیٰ — (خلیل کعبہ، مسیح بطحیٰ بھی آپؐ کے فدائی)

درُود نے آسلام نے آ — (آپؐ پر درود و سلام)

عرب عجم ملکُ نور نے آن — (عرب و عجم آپکے نور کی روشنی حاصل کرتے ہیں)

جہان وُستے سرفدا نے آن — (سارے جہان میں آپؐ کی وجہ سے یہ خوشی ہے)

روشن مشر جگ ناخنک بینا (آپؐ کی وجہ سے اس دنیا کو بینائی ملی)
درُود نے آسلام نے آ (آپؐ پر درود وسلام)
رؤف نی اُس رحیم نی اُس (محمدؐ رؤف بھی ہیں اور رحیم بھی)
او شرح خُلقِ عظیم نی اُس (اور آپؐ خلق عظیم بھی ہیں)
خدا نا ہمنام بے تحاشا (آپؐ بے تحاشا خدا کے ہمنام ہیں)
درود نے آسلام نے آ (آپؐ پر درود وسلام)
صفت عیاں مس ناوالضحیٰ ٹی (آپؐ کی صفت قرآن پاک کی سورۃ والضحیٰ میں واضح ہے)
خدا مس شاغل ثنا ٹی (ربّ ذوالجلال خود بھی آپؐ کی ثنا میں شامل ہو گئے)
لقب ناپاکیزہ مسّ طاہا (آپؐ کا لقب مبارک پاکیزہ ہے)
درُود نے آسلام نے آ (آپؐ پر درود وسلام)
رسینگانے خواجہ لولاکؐ (آپؐ کو لولاک کی سرداری ملی ہے)
ءَ نے آقلبان ارض و افلاکؐ (آپؐ ارض وسما کے بھی مالک ہیں)
سبّد، ناساراہ مس فتنّرضیٰ (آپؐ کی تعریف یوں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوئے)
درُود نے آسلام نے آ (آپؐ پر درود وسلام)
شفائے کامل دا، نام ناس (ہمارے محمدؐ مُصطفیٰ کا نام شفائے کامل ہے)
و اسم اعظم کلام ناس (اور اس دنیا میں آپؐ کا اسم مبارک بہت عظیم ہے)
نظر نا مسّ نن کہ دمِ مسیحا (آپؐ کی نظر ہمارے لیئے دم مسیحا بن گئی)
درُود نے آسلام نے آ (آپؐ پر درود وسلام)

Marfat.com

داتینا درنا پھیخرے سروڑ (سرور عالمؐ اپنے در کے اس فقیر کو)
توازے دیدار تونی دلبر (اپنے دیدار سے نواز دیجئے)
سخاکہ مرسلؐ تراب گدا آ (اے محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
تراب فقیر پر آپؐ مہربانی فرمائیے)

درود نے آسلام نے آ (آپؐ پر درود و سلام

عبدالصمد شاہین سوراہی ولد عبدالقادر فاضل براہوئی ھیل و بلد کے مصنف ہیں۔ جو جنوری ۱۹۸۰ء میں اسلامیہ پریس کوئٹہ سے شائع ہوئی۔ ملنے کا پتہ ہے: یعقوب ٹی سٹور، سورج گنج بازار، کوئٹہ۔ کل صفحات ۱۲۰ ہیں۔ یہ اردو براہوئی اور بلوچی زبانوں پر مشتمل ہے۔ آخر میں منظومات (حمد بدرگاہ ربّ العزت بزبان براہوئی۔ نعت بہ حضور سرور کونین صلعم، بزبان بلوچی، غزل اردو میں اور اتحاد، یقین اور عمل ـــــ قائداعظم ناقول براہوئی میں) درج ہیں۔ نعتیہ اشعار قارئین کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں:۔

نبی اے مکرم نبی آخرا مئے
ہما فخرِ عالم نبی مصطفیٰ مئے

امام انبیاء مئے شفا آخرا مئے
ہما فخر آدم نبی مصطفیٰ مئے

آبطحی، آیٰسین، مزمل آطٰہٰ
آ آقی آعالم نبی مصطفیٰ مئے

کرٹت مالک کوثر، مدثر خدا گشت
آساقی اعظم نبی مصطفیٰ مئے

نہ مارکا دیست چوشن عرشا کسے دیست
آجہان حاکم نبی مصطفیٰ مئے

رَبْ لاَرَبْ لاَشَک دگہ ہیچ خُدانیست
آمحبُوبءِ دائم نبی مصطفےٰ مئے

شاہین دُنیا دیم اِنت تو دُنیاءِ دیما
بہ اومیت ءِ قائم نبی مُصطفیٰ مئے

ترجمہ :۔

۱۔ (اے محترم نبی اے آخری نبی ۔ اے ہمارے نبیؐ آپ پر تمام دُنیا فخر کرتی ہے)

۲۔ (آپؐ ہمارے انبیائے کرام کے امام ہیں اور آخرت میں ہماری شفاعت کرنے والے ہیں اے ہمارے نبی مُصطفیٰ آپؐ پر تمام بنی نوعِ انسان فخر کرتے ہیں)

۳۔ (آپؐ اُمّی ہیں اور سارے جہانوں کے لیئے ہمارے نبی مُصطفیٰ ہیں)

۴۔ (خداوند تعالیٰ نے آپؐ کو کوثر اور مُدثر کا مالک بنا دیا ہے۔ ہمارے نبی مُصطفیٰ ساقیٔ اعظم ہیں)

۵۔ (زمین اور آسمان پر آپؐ جیسا کسی نے نہیں دیکھا۔ اے ہمارے نبی مُصطفیٰ آپؐ کی شان تو یہ ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے مہمان بنے ہیں)

۶۔ (اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے ۔ ہمارے نبی مُصطفیٰ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں)

۷۔ اے شاہین دُنیا آگے ہے اور تو دُنیا کے آگے ہے ۔ (اسلیئے کہ) ہماری تو نبی مُصطفیٰ کے ساتھ اُمید بندھی ہوئی ہے)

عبدالصمد شاہین اپنے[1] شاعری کے اُستاد جناب نثار احمد محشر رسول نگری

---

[1] روزنامہ مشرق ۲۲ جولائی ۱۹۸۰ء (عبدالصمد شاہین سے محمد صلاح الدین مینگل کی ملاقات

Marfat.com

کی شہرۂ آفاق مثنوی "فخر کونین" کا ترجمہ براہوئی میں کر رہے ہیں۔ ترجمہ تکمیل کے مراحل سے گزر رہا ہے۔ یہ یقیناً قابل قدر اور قابل توصیف کارنامہ ہوگا۔ "فخر کونین" پر تبصرہ حصّہ اُردو میں مندرج ہے۔

عبدالغفور دُرخانی براہوئی کے مشہور و معروف ادیب و شاعر ہیں۔ آپ کے والد مولانا ابوبکر تھے جو مولانا محمد فاضل دُرخانی کے جانشین مولانا عبد الحی کے فرزند تھے۔ آپ کا تعلق رئیسانی قبیلے سے ہے۔ آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

سراسر نور مجربات عبدالغفور۔ قاعدہ براہوئی، قاعدہ براہوئی مع بول چال حصّہ اول۔ براہوئی گرامر بول چال حصّہ دوم۔ حدیث اربعین۔ اس کتاب کا پورا نام حدیث اربعین المعروف بہ فرحت سرور ہے۔ اس میں چالیس احادیث مبارکہ کا براہوئی ترجمہ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں چند ایک منظوم پند و نصائح بھی درج ہیں۔ کل صفحات ۳۲ ہیں۔ آپ کے بلوچی کے بعض نعتیہ اشعار اس کتاب میں دوسری جگہ پیش کیے گئے ہیں۔ براہوئی کے نعتیہ شعر ملاحظہ فرمائیے :۔

یارسول اللہ رسنیگ فریاد دل گیرنا
غرق مسٹ ای غمانٹ حِلِ نی دوٹی کنا
غیرنیاں ہین کس اف ادبرے دوئی ھلے
ھرفے حالاں غریب نایا رسول اللہ کنا
دردنا تینا اراڑے کا داروئے ضنف
غیر دوستان ہین کس توجہ دواف ہمنا

ترجمہ :۔

(یارسول اللہ میری مدد کر میں آپؐ کے در کا فریادی ہوں۔ میں غموں میں غرق ہوں مجھ کو ان سے چھٹکارہ دلا)

Marfat.com

(ماسوائے آپؐ کے اور کوئی نہیں ملجا میرا۔ غریبوں کے حال سے باخبر ہے رسول اللہ میرا)

(درد کی میں اپنی ڈھونڈوں کہاں دیکھوں دوا۔ دوست کے بغیر اور کس کے پاس ہے زخم کی دوا)

صالح محمد شادؔ پسر مرزا خان شاھوانی ۳/ اپریل ۱۹۵۳ کو مستونگ روڈ میں پیدا ہوا۔ ایلم مستونگ، زمانہ کوئٹہ، احوال خضدار، اور اولس بلوچی کوئٹہ میں کلام اور مضامین چھپے ہیں۔ نعت گوئی سے خصوصی شغف ہے۔ براہوئی کے چند نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

بریک سختو دلیس او دے حشر پارا
ننے تینا یاتا ھتیسنگ محمدؐ
کیک ثناءِ نا خُداوند پاکنگا قُرآن ءَ ٹی
انبیاءِ تانی امام اُس یا محمدؐ مصطفیٰ
فریاای کیوہ کنا سوالِ خُدا بن
آسیکا تو نشان بیت نی بازارے مدینہ
بندغی عزت خنانے آن رسولؐ
نازدڑ دائڑ ربّنانے اِسلام
فدماتے آنحضرت ناکر ساءِ فدانی شاد
جنت بخیرٹ کیک غلامانِ محمدؐ نا

ترجمہ:-

(آئے گا سخت دن کہتے ہیں جسے حشر۔ ہمیں یاد کرنا اُس وقت محمدؐ)

(خدا قرآن پاک میں تیرا ثنا گو ہے۔ انبیاء کرام کا تو امام ہے یا محمد مُصطفیٰؐ)

Marfat.com

(میں فریاد کرتا ہوں میرا سوال سُن خدا - ایک بار تو دکھا دے بازارِ مدینہ)
(انسانیت نے تجھ سے عزت پائی اے رسولؐ - ربّ کے لاڈلے تجھ پر سلام)
(حضرت کے قدموں پر اے شادؔ اپنی جان فدا کرو - کیونکہ جنت حضورؐ کے غلاموں کو خوش آمدید کہتی ہے)

شادؔ نے بڑی اچھی تعتیہ قوالیاں بھی کہی ہیں - ایک قوالی کا ٹیپ کا شعر یہ ہے :-

انت اعلیٰ شان ءَ سے حضرت رسول اللہ نا
شادؔ یارک صبوب و شام صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

ترجمہ :-

(کتنی اعلیٰ شان ہے حضرت رسول اللہ کی - شادؔ کہو صبح و شام صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ)

بابا عبدالحق شاہوانی

مُصطفیٰ جانِ نی دریس اُستے زہیراٹ اونیوا
مُصطفیٰ جان خنیرہ ی بیدس نیاں اونیوا
مُصطفیٰ جان رحم برے نے انتے ای اونیوا
مُصطفیٰ جان کنے دیک ای سموکان اونیوا
مُصطفیٰ جان بابا یارے اُست ہیلیک اونیوا
کیس نوا ولداجدائی سموکاں اونیوا

ترجمہ :-

(مُصطفیٰ جان آپؐ نے لے لیا دل کو ہجر میں روتا ہوں میں)
(مُصطفیٰ جان نظر آتا نہیں ماسوائے آپؐ کے روتا ہوں میں)
(مُصطفیٰ جان رحم کر کس لیئے میں روتا ہوں اب)
(مُصطفیٰ جان مجھ کو لے جاتا نہیں اس لیئے روتا ہوں میں)

Marfat.com

(مُصطفیٰ جان کہا بابا نے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں روتا ہوں میں،
آپ پھر جُدا نہ ہو جائیں اس لیئے روتا ہوں میں)

گُل بنگلزئی

پاکا رسُول نا تعریف کیو ثنائے
کنا جان اوڑکن ہروخت خُدائے
گڈیکو رسول اِے او خاتم نبی تا
سردارے دو جہاں اِے سردارے نبی تا
خزن آگمبد عجب زیب دارے
کہ روک اوڑے آرام ننا تاج دارے

ترجمہ:۔

(حضور پاکؐ کی تعریف و ثنا کرتا ہوں۔ میری جاں اُس پہ ہر وقت نثار ہو)
(آخری نبی ہے اور خاتم انبیاء ہے۔ سردار دو جہاں ہے نبیوں کا سردار ہے)
(سبز گنبد عجب عالی شان ہے۔ کہ جس میں محو آرام اُمت کا تاجدار ہے)

بلوچستان کے مشہور مؤرخ، ادیب اور شاعر میر گل خاں نصیر نوشکی کے ذکر مینگل گھرانے میں ۱۴ مئی ۱۹۱۴ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کی کئی کتابیں چھپ چکی ہیں۔

آپ نے جنگ نامہ مشہد (فارسی) کا منظوم براہوئی ترجمہ کیا ہے۔ جسے "براہوئی اکیڈیمی" کوئٹہ نے چھاپا ہے۔ براہوئی میں عنوان ہے "مشہد نا جنگ نامہ" (نصیر خاں نوری نا بیانٹ)۔ کل صفحات ۴۴۔ مارچ ۱۹۸۰ء میں منظوم ترجمہ مکمل ہوا۔ نعت کا یوں براہوئی میں ترجمہ کیا گیا

ہے۔

محمدؐ مُصطفیٰ ختم پیغمبرؐ
محمدؐ مصطفیٰ شافی محشر

محمدؐ مُصطفیٰ ختمِ رِسالت
محمدؐ مُصطفیٰ شافی اُمت

محمدؐ نورن تا پیدا جہاں مَس
آم برکت اٹ تا بُڑز ہفت آسمان مَس

محمدؐ ربّ نا دوست و حَبیب
محمدؐ درد مندات نا طبیب

محمدؐ پیشوائے دو جہان نا
محمدؐ نازبردار لامکان نا

رسولاتا امام و پیشوائے
ارے کلاں پسند تینٹ خدائے

محمدؐ سوار براقاء بادؐ پا آءِ
انا دیدار کن بُڑز تینا خدا آءِ

کرے اوشیل بُڑز ہفت آسمانے
آموجاتے کہ تینا ربّ خانے

ملکاک عاجزو اوفتا خنِنک آن
ام جبریل بندارے مُستی اننگ آن

محمدؐ دستگیرے بیوسّا تا
محمدؐ حامی ئے کُل بیکسّا تا

محمدؐ نا ارا کیوئی بیانے
نئے آءِ مشفق و باز مہربانے

Marfat.com

اَرے بخشو کے اُو اُمت تاتینا
قیامت نا، آمودے آر خرینا

آمودے آر کہ کل مخلوق بروئے
کہ درجہ درجہ اَٹ حاضر مروئے

آمودے آر کہ دے شیفی بروئے
ڈغارے باسفوٗ خی سُن کروئے

آمودے آر ننا شافی نبیؐ ئے
کروئے عرض بخشو اُمتی ئے

صِفتئے اُونا اَخس پان پیچ آت
زیارت اُوڑان صفت ہیں کس کن مت

ترجمہ:-

(محمد مصطفیٰؐ خاتم انبیاء ہیں۔ محمد مصطفیٰؐ شافع محشر ہیں)

(محمد مصطفیٰؐ خاتم رسالت ہیں۔ محمد مصطفیٰؐ شافع اُمت ہیں)

(محمدؐ کے نور سے یہ دُنیا پیدا ہوئی۔ آپؐ کی برکت سے سات آسمان پیدا ہوئے)

(محمدؐ اللہ تعالیٰ کے دوست اور حبیب ہیں۔ محمدؐ دُکھی انسانوں کے طبیب ہیں)

(محمدؐ دونوں جہان کے پیشوا ہیں۔ محمدؐ لامکان کے ناز بردار ہیں)

(آپؐ رسولوں کے امام اور پیشوا ہیں۔ جملہ انسانوں سے زیادہ اللہ آپؐ کو پسند کرتا ہے)

(محمدؐ براق پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ عرش پر اپنے رب کے دیدار کے لیے گئے)

(آپؐ نے ساتوں آسمان کی سیر کی۔ ان مقامات کی بھی جن کو صرف اللہ

تعالیٰ ہی دیکھا ہے)
(فرشتے بھی ان (مقامات) کو دیکھنے سے عاجز ہیں۔ جبریلؑ کو بھی
آگے جانے کی اجازت نہیں ہے)
(محمدؐ بیکسوں کے دستگیر ہیں۔ محمدؐ تمام بیکسوں کے حامی ہیں)
(محمدؐ کی شان (کے کس کس پہلو) کا میں ذکر کروں۔ ہم پر مشفق و مہربان
ہیں)۔
(آپؐ اپنی اُمت کے شافع ہیں۔ قیامت کی اس خوفناک اور تلخ (گھڑی) میں)
(جب تمام لوگ آئیں گے۔ وہ درجہ بدرجہ حاضر ہوں گے)
(اس روز جب آفتاب نیچے آئے گا۔ تو زمین کو گرم کر کے انگارہ بنا
دے گا)
(اسی دن ہمارے نبیؐ شافع ہوں گے۔ (اللہ تعالیٰ سے) دُعا کر کے
اُمت کو بخشوائیں گے)
(آپؐ کی تعریف جس قدر کریں کم ہے۔ (مختصر یہ کہ) آپ سے زیادہ
تعریف کسی کی ہو ہی نہیں سکتی)
مرحوم خان میر احمد یار خاں کی تعریف کرتے ہوئے میر گل خاں نصیر نے
کہا ہے :۔

خُداوند، نا مرے ہر وخت مددگار
رُسولِ ہاشمیؐ و اَم چہار یارؓ
خُداونا، مرے نازی آرِ رحمت
محمدؐ دُو اَٹی نا اینہِ برکت

ترجمہ :۔
(اللہ تعالیٰ آپ کا ہر وقت مددگار ہو۔ رسول ہاشمیؐ اور چہار
یارؓ بھی)

Marfat.com

(اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے ہاتھ میں برکت دے)

میر نصیر خاں نوری کی والدہ محترمہ اُن کو دُعا دیتے ہوئے کہتی ہیں :۔

توکل کر خُدا آ اِن نی باوا !
محمدؐ مصطفیٰ آ اِن نی باوا !

ترجمہ :۔

(اے بیٹے ! اللہ پر توکل کر۔ اے بیٹے ! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جا)

غلام نبی راہی ۱۹۳۹ء میں کوئٹہ میں پیدا ہوئے۔ لاگریجویٹ ہیں۔ ۱۹۵۷ء سے براہوئی ادب کی خدمت میں مگن ہیں۔ افسانہ نگار، ڈرامہ نگار اور مزاح نگار ہیں۔ ان کی براہوئی تحریریں 'اولس بلوچی، کوئٹہ، 'احوال' خضدار اور 'ایلم' مستونگ میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ روزنامہ 'میزان' کوئٹہ میں اُردو میں مزاحیہ کالم ''بہار و خزاں'' کے عنوان سے لکھا۔ اس کے علاوہ ''چاند'' لاہور کے لیئے بھی مزاحیہ کہانیاں لکھیں۔ آپ ریڈیو پاکستان کوئٹہ سے منسلک ہیں۔ ریڈیو اور ٹی وی کے لیئے بھی لکھتے رہتے ہیں۔

آپ کا عظیم کارنامہ ایک نثری کتاب ''سیرت النبیؐ'' (گچین براہوئی) ہے۔ جو اس موضوع پر براہوئی میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ اسے حکومت پاکستان پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کوئٹہ نے ۱۹۷۸ء میں اسلامیہ پریس کوئٹہ سے چھپوایا۔ تعداد ایک ہزار تھی۔ کل صفحات ۱۶۷ ہیں شروع میں عبدالقادر شاہوانی نے ''ننا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان کے تحت سیرت پاکؐ کے بارے میں مختصر طور پر تحریر کیا ہے۔

غلام نبی راہی نے ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' از مولانا شبلی، علامہ سید سلیمان ندوی سے بعض عنوانات کے مواد کا براہوئی میں ترجمہ

Marfat.com

کیا ہے۔ جن کا ہماری روزمرّہ کی زندگی سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ آنحضرت صلعم نے زندگی کے ہر موڑ پر مسلمانوں کی ہی نہیں بلکہ روئے زمین کے تمام انسانوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔

سیرتُ النّبیؐ (پگچیں براہوئی) میں پچاس عنوانات کے تحت گراں قدر معلومات یکجا کی گئی ہیں۔ اُن میں سے بعض یہ ہیں :

عبادت، دُعا و نماز، روچہ، زکوٰۃ، حج، اللہ نا ذکر، ذوق شوق، جنگ نا پڑءَ اللہ نا ذکر، اللہ نا خوف، اللہ تون محبت، توکل، صبر و شکر رسول اللہ نا عادتاک، عدل و انصاف، مہانداری، نرمی و آسانی، شرم و حیا، عزم و استقلال، بہادری، قول و اقرار، نصاریٰ و یہودی تتو تعلقداری، غریب آنتو محبت او جوانی، دُشمن آتتو جوانی، دشمن تکن نیک دعائی، ہرکس تون محبت، بیمار آتا خیال داری، اولاد تون محبت وغیرہ۔

غلام نبی راہی کے ترجمے کا انداز دلکش، متاثرکن اور شستہ ہے۔ وہ خواہاں ہے کہ قاری نہ صرف حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے افکار عالیہ سے آگاہ ہو بلکہ اُن پر عمل پیرا ہوکر دین و دُنیا کی سعادتوں اور نعمتوں سے مالا مال ہوجائے۔ براہوئی جاننے والے حضرات اس کتاب سے یقینی طور پر بہرہ یاب ہوں گے۔

ترجمہ ہونے کے باوجود غلام نبی راہی کی "سیرتُ النّبیؐ" براہوئی نثری ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔

پروفیسر عبدالرّوف ایم۔اے، ایل ایل بی کی اہم تالیف "سیرت النّبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم" براہوئی اکیڈمی کوئٹہ نے جنوری ۱۹۸۱ء میں شائع کی ہے۔ تعداد پانچ سو، قیمت پانچ روپے، احمد برادرس پرنٹرز، کراچی نے چھاپی۔ کل صفحات ۷۲۔ لکھائی چھپائی معیاری، گرد پوش دیدہ زیب، پیش لفظ غلام حیدر حسرت صدر براہوئی اکیڈمی کوئٹہ کا تحریر کردہ ہے۔

Marfat.com

چوالیس عنوانات کے تحت قابلِ قدر معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ جیسے اُٹھنے بیٹھنے کے آداب، سونے جاگنے کے آداب، غلاموں کے ساتھ محبت کا سلوک، بچوں سے شفقت، سچ کہنا، خدا کی نافرمانی کا عذاب، کپڑے پہننے کے آداب، شکر و توکل، ایمانداری، دلاوری، پرہیزگاری، تبلیغ، رحم، اخلاقِ حسنہ، بندگی، نماز، زکوٰۃ اور انصاف وغیرہ۔

متذکرہ بالا اور کل چوالیس عنوانات میں آنحضرت صلعم کی تعلیمات اور حیاتِ طیبہؐ کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ اور قاری کو عملی طور پر اپنانے کی جانب اکساتی ہیں۔ اندازِ نگارش دلچسپ، اثر پذیر اور سیدھا سادا ہے۔

پروفیسر عبدالرؤف کی براہوئی زبان میں لکھی گئی 'سیرت النبیؐ' ایک قابلِ فخر تحریر ہے۔ اور براہوئی نثری ادب میں قابلِ توصیف اضافے کا درجہ رکھتی ہے۔

غلام حیدر حسرت ایم۔ اے، ایل ایل، بی کی قابلِ قدر تالیف 'بندغی تا خیرخواہ' (سیرتِ طیبہ) حال ہی میں براہوئی اکیڈمی کوئٹہ نے کراچی سے چھپوائی ہے کل صفحات ۱۲۷۔ تعداد ایک ہزار۔ لکھائی چھپائی اور گردپوش قابلِ ستائش۔

مؤلف نے چوبیس مختلف موضوعات کے تحت مختصر اور عام فہم انداز میں سیرتِ پاکؐ کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور زندگی کے مختلف ادوار احوال میں اس کا خاکہ کھینچا ہے۔ عبارت میں روانی اور مندرجات ہر موضوع سے مناسبت رکھتے ہیں۔

براہوئی زبان پاکستان کی قدیم ترین اور مشکل ترین زبانوں میں شمار ہوتی ہے اس کا نثری سرمایہ شعری سرمائے کی نسبت قلیل بھی ہے اور کم عمر بھی۔ لہذا براہوئی زبان میں ایسی تالیف قابلِ صد آفرین ہے۔

باب سوم

بلوچی کتب اور نعت گوئی

بلوچی شاعری میں قدما اور متوسطین کے ہاں نعت سرورِ کونین کا اپنا ایک منفرد رنگ ہے۔ یہ شعراء جو اکثر طویل منظومات نظم کرتے تھے۔ نظم کی ابتدا حمد باری تعالیٰ سے کرتے ہوئے ایک دو شعروں کے بعد حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم کی نعت کی جانب رجوع کرتے، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی مدحت کے بعد غوث پاک اور دوسرے اولیاء کی ستائش کرتے، تب اپنے مقصد کی طرف دھیان دیتے۔

قدیم بلوچی شاعری چونکہ سینہ بہ سینہ روایات کی مرہونِ منّت رہی ہے۔ اور ناخواندگی اور قبائلی جنگوں کے باعث لوگوں نے نعتیہ اشعار کو چھوڑ کر صرف اُن اشعار کو حفظ کیا جن کی انہیں جنگی رجز یا بزم کی ہما ہمی میں ضرورت تھی۔ اسی لیئے جو تھوڑی بہت مذہبی اور اخلاقی نظمیں ملتی ہیں۔ اُنہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے حصے میں اسلامی عقائد کا بیان ہے۔ دوسرے حصے میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک، حضرت علیؓ اور درویشوں کے متعلق قصے ملتے ہیں۔

Marfat.com

میر چاکر رند نے اپنی نظم کی ابتدا یوں کی ہے[1]

یا دکھناں نام الٰہی (یاد کرتا ہوں نام اللہ کا)
منہ اول سرناؤ غاں (صبح کا ستارہ نکلتے وقت)
حیدر، پشت، اوپنا ھیں (ہماری پشت و پناہ حیدر (علیؓ) ہے
حضرۂ نیں، آخر زماں (اور ہے حضرت آخر زمان (محمدؐ)

میر چاکر رند ۱۵۱۹ء کے بعد جب علاقہ ملتان میں جا بسا۔ تو اُس وقت اُس کا لڑکا میر شہداد اس کے ہمراہ تھا۔ میر شہداد نہ صرف شجاع اور سخی تھا۔ بلکہ مذہب و تصوف کا دلدادہ تھا۔ اُسے بلوچوں میں آج بھی صوفی یا عالم سمجھا جاتا ہے۔ وہ اپنی نظم میں کہتا ہے[2]

حمدا، خاوندا، گشاں (تعریف خداوند کریم کی کرتا ہوں)
مدّجہ ھی، محمدؐ مصطفیٰ (میرے مددگار ہیں محمدؐ مصطفیٰ)
شاھیں علی، شیرِ خدا (اور حضرت علیؓ جو شیرِ خدا ہیں)

براہیم شمبانی کی نظم میں آتا ہے[3]

پاکبن نبیؐ تختِ سرا (میں نے نبی پاک کو تخت پر بیٹھے دیکھا)
نشتہ پرے، عدلو، شرع (جہاں وہ شرع کے مطابق عدل کر رہا تھا)
دُریں خدا، معراجہ وا (منصبِ معراج پر فائز)
آں، جُوفہ وُد حرص نہ یا (جسے لالچ تھا نہ حرص)

---

[1] قدیم بلوچی شاعری، مترجم میر خدا بخش مری، کوئٹہ، ۱۹۶۳ء ص ۴۸

[2] قدیم بلوچی شاعری، ص ص ۱۸۸، ۱۸۹۔

[3] ایضاً، ص ۱۹۴۔

لشکران ولد سلیمان جتکانی کی ایک نظم کا اس طرح آغاز ہوتا ہے [۱]

اوّل نامے خُدا ، یادیں (ابتدا اللہ کے نام سے کرتا ہوں)

رَسولا ، کلمہ وو ، تانیں (اور رسول کا کلمہ لازمی ہے)

نہ وِی (نبیؐ) پَر اُمتّا والی (نبیؐ اپنی اُمت کو سنبھالتا ہے اور اُس کا والی ہے)

دوسری [۲] نظم میں دیکھئے۔

خُدا ، بادشاھیں ، محمدؐ وزیر (خُدا بادشاہ ہے سب کا اور محمد رسول اللہ اس کے وزیر)

والی رَسُولیں ، پرے اُمتّا (رُسولؐ اپنی اُمت کا نگہبان اور والی ہے)۔

جنگِ چھنبڑی کی نظم کی ابتدا اور انتہا ملاحظہ کیجئے۔

رَب براُوں بات ایں قادرءِ صد گنجیں ءَ گلی

شاہِ مرّدان وچاریں یاراں پیغمبری

ترجمہ:-

(میں خدا کے گنج بخش دربار کو سات مرتبہ یاد کرتا ہوں۔ اور شاہِ مردان اور پیغمبر کے چاروں یار (مجھے یاد ہیں)۔

مئے زوان شنغرا ایں اڑدِل ءَ بے وس بیثغاں

کلموءَ بیثارءِ دیں مسلمان ءِ مردماں

---

[۱] قدیم بلوچی شاعری، ص ۱۹۹۔

[۲] ایضاً ، ص ص ۲۰۳، ۲۰۴

[۳] تاریخ بلوچستان، ہتو رام، کوئٹہ، ۱۹۷۳ء ص ۱۳۰ تا ۱۸۷۔

Marfat.com

ترجمہ:۔

(میری زبان رواں ہے اور میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوا ہوں۔ مسلمان بھائیو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھو)

بلوچستان کے نامور شاعر مُلا محمد حسن اپنے بلوچی اشعار کا آغاز یُوں کرتے ہیں[1]۔

صفت اوّل خُداوند جہان را
خُداوندِ زمین و آسمان را
ہزار صلوات نبیؐ ء خاندان را
محمدؐ مصطفیٰؐ گوں چارؓ یار ءَ

ترجمہ:۔

(سب سے پہلے خداوند عالم کی تعریف کرتا ہوں۔ جو زمین و آسمان کا مالک ہے)

(ہزاروں درود و سلام نبی صلعم کے خاندان۔ محمدؐ مُصطفیٰؐ اور چار یاروں پر)

کیچ مکران[2] میں ملک دینار کی لڑائی کے بارے میں ایک نظم سینہ بسینہ چلی آتی ہے۔ اُس کا پہلا شعر یہ ہے:۔

برحق ایں ہماں پیغمبرؐ ،
فُرقان پرورو ءِ رہبر بر

ترجمہ:۔

(نبی اکرم سچے پیغمبر اور جو فُرقان مجید کا عملی نمونہ ہیں)

---

[1] تاریخ بلوچستان ، ہتورام، کوئٹہ ۱۹۷۳ء۔ ص ۳۲۲۔
[2] ایضاً ص ۶۵۷، ۶۶۰

جیوا اپنی نظم[1] پیری و رنائی (بڑھاپا اور جوانی) میں کہتا ہے۔

وَتھ نوئی پاکیں، پہ بَدو نیکاں، ضامنیں

ترجمہ:۔

(نبیؐ پاک خود ہی نیکی اور بدی کے ضامن ہیں)

حارین شمبانی بگٹی گویا[2] ہوتا ہے:

پاکر شاھی رُسولے[3] دُعائی، پیر مُرشدئے

ترجمہ:۔

(جن پر رسول پاکؐ مہربان اور پیرو مُرشدان کے دُعا گو ہیں)

حارین کے جواب میں کابل[3] ولد گلن ڈومبکی دریشک کی نظم موجود ہے۔
اُس میں وہ کہتا ہے:

موماں، بشکیں حضورا، دین رسولؐ پیغامبریں

ترجمہ:۔

(بخش مومنو کو اے اللہ جو رسولؐ پاک کے پیرو ہیں)

پنجو بنگلانی کی[4] نظم پر ہمسایہ زبانوں پنجابی اور سندھی کا بھی اثر ہے
وہ گویا ہے:

حضرت سوھران، رسولا، یاد کھتاں

ترجمہ:۔

(یاد کرتا ہوں رسول پاکؐ کو ہبر سوھرآن کو)

---

[1] قدیم بلوچی شاعری، ص ۲۱۹۔
[2] ایضاً ص ۲۷۷۔
[3] ایضاً ص ۲۸۲۔
[4] ایضاً ص ۳۱۵۔

Marfat.com

زحم ءِ زہیر مؤلفہ غوث بخش صابر کو بلوچی اکیڈیمی کوئٹہ نے ۱۹۷۴ء میں
قلات پریس رستم جی لین کوئٹہ سے چھپوایا۔ یہ ۱۴۹ صفحات پر مشتمل ہے۔
اس کتاب میں مختلف بلوچی شعرا کے اسلامی جنگ نامے درج کیئے گئے ہیں۔
بلوچی کا دور متوسط پڑھے لکھے شعرا کا دور ہے۔ جنہیں بلوچی میں عموماً
مُلاّ کہا گیا۔ مُلا عالم کے علاوہ بلوچی میں پڑھے لکھے کے لیئے بھی مستعمل ہے۔
"زحم ءِ زہیرؔ" میں انہی شعرا میں سے کچھ کا کلام یکجا کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں
ہمارے موضوع سے متعلق جو اشعار آئے ہیں وہ پیش خدمت ہیں:۔

ملا ابراہیم ، حضرت علیؓ ءِ جنگ ءِ شیرؔ

زمن دیر کُن توہر رنج و بلاءَ
بحق یاوسین وطا و یا ہا
(بحرمت یٰسین و طٰہٰ)
گشاں نعتِ محمدؐ مصطفیٰؐ ءَ
(میں محمد مصطفیٰؐ کی نعت کا آغاز کرتا ہوں)
درودے بے عدد صلو علیٰ ءَ
(اور بے شمار درود آپ پر بھیجتا ہوں)

آخیر میں گویا ہوتا ہے:۔

مُستگ دیم پہ مدینہ شادھی ءَ
بہ نزد مُصطفیٰؐ پر حاصلی ءَ
بگشت مسکینِ ابراہیم بیانے
من جنت اِچ خدا لوٹاں مکانے

ترجمہ:۔

(مدینہ منورہ کی طرف خوشی خوشی چلتا گیا۔ تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے قُرب سے اُمیدیں بر آئیں)

(غریب ابراہیمؒ نے یہ بات کہی ہے۔ ہم جنت میں خدا سے جگہ مانگتے ہیں)

مُلا عبداللہ کی نظم کے پہلے دو شعر:۔

من کناں حمد عالم الغیب سرمدی
مالکِ نُہہ بروحِ فلک سبزیں گنبدی
من کناں وصفِ احمد و آلِ احمدی
برو رسالت ءَ دائم ءَ کاراں شاہدی

ترجمہ:۔

(عالم الغیب سرمدی حمد کا سزاوار ہے۔ جو نو افلاک کا آقا اور مالک ہے)

(میں محمدؐ اور آلِ محمدؐ کی مدحت کرتے ہوئے رسالت پر ایمانی شہادت دیتا ہوں)

تیسرا شعر بھی دیکھئے:۔

چار یار پاکیں رہبرنت دینِ محمدیؐ
غوث جیلانی کل پیرانی مُرشدی

ترجمہ:۔

(چار پاک یار دینِ محمدیؐ کے رہبر ہیں۔ غوث جیلانی سب پیروں کے مُرشد ہیں)

مُلا بوحیر اپنی نظم "حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ءِ معجزہ" میں جو اکتیس [۳۱] شعروں پر مبنی ہے گویا ہوتا ہے۔ شروع اور آخر کے شعر یہ ہیں:۔

مالک الملکؐ معجزہ تئی شان کناں
قصہے نوکیں بر پدیگاں جواں کناں

Marfat.com

مُصطفیٰ روچے نشتر ماں دیوانِ شہاں
مکہی در بندءِ دپءَ ختمِ مرسلاں !

بزگیں بوہیرَ بہ بخش رب لامکاں
برکت نعلیں نبی ختم المرسلان

ترجمہ :-

(اے مالک الملک معجزہ ہی تیری شان ہے۔ تیرے (معجزوں) کے میں گن گاؤں)

(حضور پاکؐ روز محشر کے دیوان کے بادشاہ ہیں۔ آپؐ کے آنے سے رسولوں کا سلسلہ ختم ہوگیا)

(رب لامکاں ہی نے آپؐ کو بزرگی بخش دی۔ اے آخری نبیؐ یہ آپ ہی کی برکت ہے)

گاجیان اپنی نظم "حضرت علی ءِ سخاوت" جس کے کل شعر چالیس ہیں، کا آغاز اس طرح کرتا ہے۔

کلیدِ باغ جنت لاالٰہ انت
خدائےٴ نام بزرگیں اِلااللہ انت
رَسُولؐ کل مرسل ءِ تاج و طلا اِنت
سرے پہ سجدہ ءَ دل پہ خُدا اِنت

ترجمہ :-

(کلید باغ جنت لَااِلٰہ ہے۔ خُدا کا نام اکبر اِلا اللہ ہے)

(رسولؐ تمام مرسلین کا طلائی تاج ہے۔ جس کا سر اگرچہ سجدہ میں ہے پھر بھی دل خُدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہے)

Marfat.com

آخری شعر یہ ہے :۔

نگہ دار گاجیان در پنجتنِ پاک
سروں قربان (پہ) رسولؐ موزہ ءِ خاک

ترجمہ :۔

(اے پنجتن پاک تُو گاجان پر نظر کرم کر۔ رسول پاکؐ کی خاکِ پا کے بھی قربان ہو جائیں)

ملا ابراہیم[1] علاقہ پنجگور کے گاؤں تمپ کا رہنے والا تھا اور کاشانی قبیلہ سے تھا۔ عالم اور فاضل تھا اور پنجگور میں قاضی کے عہدے پر متمکن تھا۔ نصیر خاں نوری کا ہمعصر تھا اور اٹھارہویں صدی میں ہو گزرا ہے۔ بلوچی کے علاوہ فارسی میں بھی شعر کہتا تھا۔ حمد، نعت اور قصیدوں کے علاوہ غزلیں بھی کہی ہیں۔ ایک نظم کے چند شعر پہلے پیش کیے جا چکے۔ چند مزید نعتیہ اشعار ملاحظہ کیجیے۔

بعد چہ ثنائے کردگار
بر صاحبِ تاجِ عذار
پیغمبرِ عالی تبارؐ
نام محمدؐ آشکار
گویم درُودے بیشمار
در گردشِ لیل والنہار

ترجمہ :۔

(حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد کے بعد صاحب تاج عذار پیغمبرِ عالی تبار، جن کا اسم گرامی محمدؐ ہے۔ میں شب و روز بیشمار درود پیش

---

[1] تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند، چودھویں جلد (جلد دوم) لاہور، ۱۹۷۱ء ص ۴۰۱

Marfat.com

کرتا ہوں۔

بعد از ثنائے کبریا
گویم درُود پیغمبر ءَ
آں خاتمُ خیرُ الوریٰ
دستگیر روزِ محشر ءَ
جانوں فدائیں گوں سرء

ترجمہ :۔
(ثنائے کبریا کے بعد پیغمبر علیہ السلام پر درُود بھیجتا ہوں وہ خاتم الانبیاء اور خیر الوریٰ جو قیامت کے دن شفیع ہوں گے۔ میں اس نام پر جان فدا کروں۔)

آخری شعر :۔

اے خداوندء حرمتِ ختم المرسلینؐ
رحم بکن بہر عبداللہ در دنیا و دین

ترجمہ :۔
(اے خداوند ختم النبیینؐ کی حُرمت کے واسطے اور عبداللہ کے لیئے مجھ پر دین و دُنیا میں رحم فرما)

مُلا بہرام اپنی نظم "محمد حنیفہ جنگ ء شیر" میں گویا ہے:

یات کناں اول نامِ رحمان ءَ
دست بنداں گوں شاہ شاہان ءَ
مصطفیٰ پیغمبر عظیم شان ءَ
اُمتانی پشت و نگہوان ءَ
خاتمِ کل انبیا ہان ءَ
منّاں وصفِ چار یاراں ءَ

Marfat.com

ترجمہ:۔

(ابتدا کرتا ہوں رحمٰن کے نام سے۔ اور شاہوں کے شاہ کے دربار میں عاجزی کا اظہار کرتا ہوں)

(مصطفیٰ پیغمبر اور عظیم الشان عزت والے ہیں اُمتوں کے حامی اور شفیع ہیں)

(وہ جملہ انبیاء علیہم السلام میں خاتم النبیین ہیں۔ ہیں چار دوستوں (خلفائے راشدین) کی تعریف کرتا ہوں)

آخری شعر:۔

قصہے آرنگ مسکیں بہرام ءَ
از محبت سروڑءِ نام ءَ

ترجمہ:۔

(اس قصے کو لانے والا بہرام مسکین ہے۔ اس لیئے کہ (اُسکو) حضور پاک کے نام سے محبت ہے)

مُلا بہرام دوسری نظم میں:۔

روئے حق بینیں احمد و یاو طا و میم
اُمت ءَ پاکئَ دے نجات از نارِ جحیم

ترجمہ:۔

(بحق حق شناس احمدؐ جو یٰسین وطٰہٰ ہیں۔ اُمتِ مسلمہ کو نار جحیم سے رستگاری عطا فرما)

مُلاّ قاسم رند مُلاّ فاضل رند (المتوفی ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء) کا بھائی تھا۔ وہ بھی اچھا شاعر تھا۔ فی البدیہ شعر کہنے میں دونوں قُدرت رکھتے تھے۔ مُلاّ قاسم کی ایک نظم کے پہلے دو شعر یہ ہیں:۔

ہر سحر گاہ ءَ دست بنداں بیش شاہیں قادرءَ
من اول سہبءِ دم ءَ گوں خاتم پیغمبرءَ

Marfat.com

ڈیلن قربانت چہار یاراں ابا بکرؓ عومرؓ
حضرت عثمان غنی و مرتضٰی ئیں حیدرؑ ءَ

ترجمہ:۔

(ہر صبح سویرے میں اپنے خُدا کے سامنے ہاتھ باندھتا ہوں میں
اول دم سے ہی خاتم پیغمبرؐ کا نام لیوا ہوں)
(جس پر قربان ہیں چہار یار حضرت ابوبکرؓ اور، حضرت عمرؓ حضرت
عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

نور دین مُلاّ مسرور اپنی نظم "حضرت علیؓ و آمرِ پہلوانِ جنگ" میں جو پچاسی ۸۵ شعروں پر مشتمل ہے گویا ہوتا ہے۔

کریمِ قدرتاں بے لیکھوی ءَ
خُدا گوشتہ مئے دریں نبیؐ ءَ
مناں حافظ بہرا دین ءَ تئی ءَ

ملائک کل ماں تئی اردلی ءَ
ہمو داکہ روئے کائے جتیؑ ءَ
نگوڑ دے ہچ ھندا ایمنی ءَ
نبیؐ رپتہ کو کاراں کنان ءَ
قریش ءِ زال مچک ءَ پچ کنان ءَ
پرانیک ویدء دگّ ءَ دیان ءَ
قرآن ءَ کلموا لاّ تعلموان ءَ

ترجمہ:۔

(پروردگار کی قُدرتوں کا شمار نہیں۔ اُسی نے ہمارے نبیؐ علیہ السلام کو بتایا)
(میں تمہارے دین کا محافظ ہوں۔ تمام فرشتے تمہارے جلو میں ہیں)

Marfat.com

(جہاں جائیں گے فتح آپؐ کی ہو گی۔ کہیں سے بھی آپؐ مایوس نہیں لوٹیں گے)
(نبیؐ علیہ السلام بآواز بلند اعلان فرماتے قریش کی ہر عورت اور بچے کو)
(نیک و بد کا بتاتے گئے۔ اور قرآنی علوم کے ذخیرے لٹائے)
مُلّا بہادر اپنی مناجات (۴۳) شعر میں کہتا ہے۔

اے صاحبِ بدرِ الدّجےٰ!
ایمن تو از خوف و رجا
دارم بہ پیشت التجا
میکن دعایم مستجا!

ترجمہ:-

(اے بدرالدّجی کے مالک آپؐ خوف اور مایوسی سے مبرّا ہیں)
(میں آپؐ کی درگاہ میں ملتجی ہوں۔ میری دُعائیں قبول فرما)
محمّدان کی مثلث "نصیحتی گال" کے دو تین بند ملاحظہ کیجئے:-

یا ئیں مرا پاکیں خُدا
دُرّیں محمدؐ مصطفیٰ
مولا علیؓ مشکل کُشا

ہر کس کہ منی محمدؐ ءَ
وانی صلوٰۃ ءِ کلموءَ
منڈھا نزوریں دوزخ ءَ

شاہیں علیؓ مئے واجہیں
محمدؐ نبی مئے وارثیں!
گڑ دایا روشِ ءِ فضا مئیں

Marfat.com

ترجمہ :-

(تو ہی میرا پاک خدا ہے ۔ محمدؐ مصطفیٰ انمول ہیں ۔ حضرت علیؓ ہماری مشکل کو آسان کرنے والے ہیں)

(ہر وہ شخص (جو کہ) میرا محمدؐ ہے ۔ اُسی کی نماز اور اُسی کا کلمہ ہے ۔ (اور وہی) دوزخ سے نجات دلانے والے ہیں)

(حضرت علیؓ ہمارے محترم ہیں ۔ محمدؐ نبی ہمارے وارث ہیں ۔ دن آخرت کے (ہمارے) ضامن ہیں)

مُلّا فاضل[1] رند الملقّب بہ "غالبِ مکران" کا نسبی تعلق رندوں کی شیہوزئی شاخ سے تھا ۔ اس کے والد کا نام "چاؤش" تھا اور وہ مکران کی وادی مند کے "شاہ بیگ قلات" نامی گاؤں کا رہنے والا تھا ۔ بڑا ذہین اور خوش خلق تھا ۔ اس کی شاعری نے اپنے عہد میں بڑا نام پایا ۔ فاضل بلوچی ادب کے مغربی یا مکرانی مکتبۂ فکر کا بڑا شاعر ہے ۔ اور اس کے اشعار میں رنگینی اور دلکشی کے علاوہ سماجی شعور بھی پایا جاتا ہے ۔ اخلاقی، نعتیہ اور قومی شاعری کی بنیاد صحیح معنوں میں مُلا فاضل کی قوتِ فکر کی رہینِ منت ہے ۔ اُس کے عالمانہ طرزِ نگارش نے نئے استعارات اور نئی تشبیہات سے بلوچی شاعری کا دامن بھر دیا ۔ علاوہ ازیں بلوچی زبان میں عربی فارسی کے بہت سے الفاظ بھی بروئے کار لائے جانے لگے ۔

آپ کا سنِ وفات (قبر کے کتبہ کی تحریر کے مطابق بمقام پشین) ۱۲۷۰ ہجری ہے ۔

---

[1] تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند، چودھویں جلد (جلد دوم) ص ۴۰۰ ۔
نغمہ کوہسار، عبدالرحمٰن غور، کوئٹہ، ۱۹۶۸ء ص ص ۷۷ تا ۸۱ ۔
بلوچی شعری ادب پر ایک نظر، عطا شاد، بولان کوئٹہ ۱۹۵۹ تا ۱۹۶۰ء ۔

Marfat.com

ملاّ فاضل اپنی ایک عبرت انگیز نظم میں حمد و نعت کا یُوں آغاز کرتے ہیں :-

من کہ سبحان الذی اسریٰ اول یات کناں
گوہرے بہر دہن و قف ہما ذات کناں
جاں ستاں میل یقیں بابِ سماوات کناں
بلکہ گوں راہنما خضرؑ ملاقات کناں

ترجمہ :-

(میں سبحان الذی اسریٰ کا ورد کرتا ہوں ۔ اپنے منہ سے اُس ذاتِ پاک کی ستائش میں گہر افشاں ہوں)

(جان اگر یقین سے معمور ہے تو آسمانوں کے اسرار کی حامل ہے شاید اسی طرح میں خضرؑ سے ملاقات کر سکوں)

نعت سردار نبیؐ ءَ مدح و صلوات کناں
صد درود و صد سلام پیشکش و سوغات کناں

ترجمہ :-

(نبیوں کے سردار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نعت درود سے آغاز کرتا ہوں ۔ سو درود اور سو سلام -- یہی میرا ارمغان ہے)

جام دُرک[1] (دُرک یعنی دُر نایاب کی مانند اور جام تخلص) ڈومبکی قبیلے کا مشہور شاعر تھا ۔ ایک روایت کے مطابق اس کے والد کا نام کرمو تھا ۔ بلوچی زبان کے اس شاعر کو ملک الشعرا کہا جاتا ہے ۔ اور وہ میر نصیر خاں نوری

---

[1] تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند ، چودھویں جلد (جلد دوم) ص ۳۹۲-
نغمہ کوھسار ، ص ص ۵۴ تا ۷۶ -
مہماتِ بلوچستان ۔ کامل القادری ، لاہور ، ۱۹۸۰ء ص ص ۴۰۱ تا ۴۰۸-

Marfat.com

کے زمانے میں تھا۔ بہت حساس شاعر ہے۔ بلوچی شاعری کو ایک نئے انداز سے پیش کیا ہے جس میں ایمائیت و اشاریت بھی ہے۔ وارداتِ عشق کے اظہار پر اُسے قدرتِ کاملہ حاصل تھی۔ اُس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میر نصیر خاں نوری کے ساتھ جنگوں میں ہمرکاب رہا اور خود معرکے سَر کیئے۔

نعت کی جو روایت ہے وہ اس کے ہاں نہیں ملتی۔ تاہم اُس کا ایک شیر رمز میں ہے جو نعت کا تاثر دیتا ہے۔

وشبوءَ مہتابیں جبیں (اے کہ خوشبوؤں میں معطرو چاند سی منور جبیں ہے)

مابے وفاؤں بالیقیں (ہم بے شک اُس سے وفادار نہ ہوئے)

لطفءِ نظر مارا ببیں (وہی نگہِ لطف سے ہم پر نظر کرے)

خوباں گوں بازیں نازو فر (وہ مجسّم خوبی اپنی بہت سی اداؤں سے)

وت بادشاہیں بے گُذر (بلاشبہ بادشاہ ہے)

لالءِ رِلقائُ کابشی (لال کی طرح درخشندہ)

سلطاں توے مئے نسیَ (سلاطین کی طرح باجبروت)

ماگوشتنگاں نشک ونشاں (یہ ہمارے حبیب کی پہچان ہے)

الرشِ انت ہما دوستءِ نشاں (یہ ہمارے محبوب کا تعارف ہے)

مست توکلی[1] ۱۲۴۴ھ/ ۱۸۲۸ء کی موسم بہار کی ایک شام کو مری/ شیرانی/ درکانی قوم میں پیدا ہوئے۔ ایک درویش منش شاعر تھے۔

---

[1] تذکرہ صوفیائے بلوچستان، ص ص ۲۷۴ تا ۲۸۱۔

نغمۂ کوھسار، ص ص ۱۴۰ تا ۱۵۲۔

سرمستِ بلوچستان، ذکیہ سردار خاں، کوئٹہ، ۱۹۶۵ء، باب دوم، باب سوم

Marfat.com

مجذوب تھے، سمّو کے تیرِ نظر سے بسمل ہوئے۔ ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء میں آپ کا وصال ہوا۔ اُن کی وصیت کے مطابق ان کا مزار ٹکیل پہاڑ کی چوٹی پر بنایا گیا۔ آپ کے روحانی پیشوا شہباز قلندر تھے۔

آپ نے دل کی گہرائیوں میں ڈوب کر آنحضرت صلعم سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے:۔

حمد:۔

جی کریم سازیں مالکیں ستار
اج وتی داتانی درءِ مہشر بیار

ترجمہ:۔

(اے ستار العیوب تو کریم پرور ہے۔ اپنی در عنایات سے ہم پر لطف وکرم فرما)

نعتیہ:۔

پاک اننت دوستءِ سچویں دیدار
یا محمد کہ شیر سخن سچیار
تھنگہیں تاج وبے گوڑیں داتار،

ترجمہ:۔

(پاک ہے تیرے حبیب کے (معراج) دیدار کی ساعت وہ محمدؐ جو شیر آسا اپنے عہد کا سچا ہے۔

(جسکے سر پر توحیدی طلائی تاج ہے اور جس کی سخاوت بے عدیل ہے)

گوڑ ہماں ضامن ءَ سہی مینان (اُس صحیح ضامن (نبی کریم صلعم) کے دربار مبارک ہیں)

بیار ہماں چیزاں کس نہ دیثغان (لائی گئی وہ چیزیں جو کسی کے دیکھنے میں نہیں آئی ہیں)

Marfat.com

عرض گوں فرضاں یا نبی ایغاں
آں گوڑے آہین بُنگر یکھا
دُر لبھی ماں چادر چھکاّ
کچّو وپکو کھوشتاں گوں بلتھ
سوب جھوں سانوجی مناں گوں بلتھ

ترجمہ :-

(میری عرض اور فرض اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہیں اور وہی اکیلے شفاعت و بخشش کرنے والے ہیں)

(قیامت کے دن آپکی چادر (شفاعت و رحمت) کے نیچے دُر دانے بیٹھیں گے)

(کچے اور پکے (یعنی نیک و بد) حق کے سامنے کھڑے ہوں گے۔
اُس دن ایک دولہے کی طرح کامیابیاں میرے ساتھ ہوں)

محمدؐ میر مُصطفیٰ غوث حیدر را
ولدان محمد میر امت سرتاج پہ سرا

ترجمہ :-

(سردار محمدؐ مُصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت علیؓ اور غوث پاک اُمت کے سرتاج سردار محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) سَبْ کے امام ہیں)

گال کھشا لعلا گوشتہ مستءِ طوقل عَ
روش ہماں باثاں کہ سردارث و سنگت بامناں

ترجمہ :-

(میری محبوبہ نے بات کی اور مست طوق علی نے جواب دیا۔ خُدا وہ دن لائے کہ رسول اکرم صلعم نفس نفیس میرے ہمراہ ہوں)

Marfat.com

ہر صبح ستاریں خدا تھئی نام گراں،
نام محمدؐ یادیں پیئے ما پڑدواں
وث وسیلائیں کھیث پر خاکی بندگاں
شر نظر دارے کھایاں گوں بھیری ڈبراں

ترجمہ:۔

(ہر صبح خداوند ستار تیرا نام لیتا ہوں۔نام محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)
کا یاد ہے۔اولیاء کی عزت برقرار ہے)
(خود نبی کریم صلعم وسیلہ ہیں، وسیلہ بن کر ہم خاکی بندوں کے لیئے
آتے ہیں۔خوب غور سے دیکھو بڑی چٹانوں کے پاس بادل آتے
ہیں)۔

شاہ گوں امزاراں بُرِّتھئی بُرّزا
چھی اژ ڈاتانی درکھاری
اوز گوّر لعل پتنڑ داری

ترجمہ:۔

(ہمارے نبی کریم صلعم کو کمال نازونیاز کے ساتھ اوپر لے گئے
(شب معراج) حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دربار سے
رحمتیں لائے اور اُن کا سفر عرش پر اللہ ذات پاک کے قرب میں
جاکر ختم ہوا)

اُمت والی محمدؐ پاکیں
ابلیس آر جھیڑو جھاکیں
پھاغ محمدؐ آر مُبارکیں

ترجمہ:۔

(تمام اُمت کے والی محمد پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ابلیس کے

ورثہ میں جنگ وجدل وجود میں آئی۔تاج یعنی سرداری محمدؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک ہو)

منزل جوانیں بودت اِشیں
اِشیٔ مئے دُرّیں واژہیں مانیں

ترجمہ:۔

(منزل اچھی ہے یعنی سرزمین حجاز رہنے کے قابل ہے۔یہاں ہمارے دُردانہ مالک (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) مقیم ہیں)

ملا عمر مری[1] کا کلام بلوچی کے علاوہ فارسی اور اُردو بھی موجود ہے۔ اس نے حمد، مدح اور مولود بھی کہے ہیں۔سندھی شاعری میں مولود ایک صنف ہے۔جس میں حضور صلعم کی ثنا اور صفت ہوتی ہے۔یہ صنف سندھی سے بلوچی میں آئی ہے۔

جوانسال[2] دورِ متوسط کے شعرا کی آخری کڑی ہے۔اصل نام محمد ابراہیم تخلص جوانسال، قبیلہ بگٹی سے تعلق تھا۔دسمبر ۱۹۶۹ء میں طویل عمر پاکر وفات پائی۔ڈیرہ بگٹی میں کھٹن کے مقام پہ دفن ہے۔جوانسال کے ہاں نعت اُردو فارسی شاعری کی روایات کے عین مطابق ہے۔

محمدؐ بیا رسول اللہ　　شفاعت بی پرے کُلّ ءَ
محمدؐ مئے سروغانیں　　جہاں بخت و مزن شانیں
قدیمی دُرّ ءِ دیوانیں　　کھتوری واس تئی گُلّ ءَ

ترجمہ:۔

(محمدؐ رسول اللہ ہماری دستگیری فرما اور ہم سب کے شفیع ہو)

---

[1] تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند چودھویں جلد (جلد دوم) ص ۲۹۷۔
[2] نغمۂ کہسار، ص ۲۱۷۔

Marfat.com

(محمدؐ ہمارے رہنما ہیں ہم کتنے خوش قسمت اور ذی شان ہیں)
(وہ گوہر گراں مایہ، وہ ایک عطر بیز پھول ہیں)

سر معراج تھئی تختبیں ہیمے مئے اُمّت ءِ بختیں
بیا تھئی ضامنی وختیں گشی پاکیں کلام اللہ

ترجمہ:۔
(معراج مبارک میں تخت پر آپؐ جلوہ گر ہیں۔ یہ ہماری اُمّت کی خوش نصیبی ہے)
(وہ ضمانت کے موقع پر دستگیر ہوں گے۔ قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے)

ہمودءَ روش دنت نایہ محمدؐ مُصطفیٰ بیایہ
کناں وتی چادرءَ سایہ وتی پوشید عنیں مجلّ ءَ

ترجمہ:۔
(جب سُورج اُگ اُگلتا ہوگا تو محمدؐ مُصطفیٰ تشریف لائیں گے)
(ہم پر اپنی چادر رحمت کا سایہ فرمائیں گے۔ اپنے ملبوس سے ہم پر عنایت فرمائیں گے)

پاکیں خُداؤ پیغمبر،
منظور کنئیں تھئی دین و دَر
شافی بیت خیرو البشر،
محکم کھتہ بستہ کمر
دت پہ سرا رنداں فکر،
سوہنڑاں بہشتی باغ ءِ بَر
ہور سنہڑاں شہد و شکر
یک مومن و حورانت سَتر

Marfat.com

جو انساں نفرا باتاں اجسر
جی کلموءِ وشیں جشر

ترجمہ :-
(خداوند پاک اور اس کے پیغمبر نے تیرے لیئے دین کا راستہ متعین
کر دیا ہے)
(خیر البشرؐ سب (مسلمانوں) کی شفاعت کریں گے۔ ہم تیار اور
کمربستہ ہیں۔ وہ سب کے راہبر سب سے آگے ہیں اور پیچھے
مومنوں کا انبوہ ہے۔ بہشت کے باغوں کے میوے پک گئے ہیں۔
وہاں آبِ کوثر ہے، شہد اور شکر ہے)
(ایک مومن اور اس کی ستر خدمتگار حوریں، اے جوانساں! خدا
کرے کہ تجھے اجرِ عظیم ملے)
(کلمۂ پاک کے الفاظ کتنے اچھے اور شیریں ہیں)

جوانسال کو دور متوسط کا آخری شاعر کہا جاتا ہے۔ مگر اُنکی وفات سے بہت پہلے جدید شاعری کا مکتبِ فکر معرضِ وجود میں آچکا تھا۔ یہ دعویٰ کرنا بہت مشکل ہے کہ اس کی ابتدا ملا مزار بنگلزئی سے ہوئی یا درخانی مکتبۂ فکر کے قادر الکلام شاعر حضرت میاں حضور بخش جتوئیؒ سے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ دونوں ہمعصر تھے۔ البتہ اول الذکر کا رجحان سیاسی اور مؤخر الذکر کا خالصتاً دینی تھا۔ مُلا مزار کی ایک ہی نظم دستیاب ہے۔ جسے "لاٹ بگھیءِ شیئر" سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ انگریز ریذیڈنٹ کی بگھی کو سرداروں کے ذریعے کھنچوانے پر اُن کے خلاف ملامت کا اظہار ہے۔ یہ نظم اُردو، فارسی، سندھی، براہوئی اور بلوچی میں ہے۔ اس میں نعت کے جو اشعار ہیں وہ بلوچی شاعری کی روایت کے مطابق ہیں۔ مُلّا مزار گویا ہوتے ہیں۔

سوا لکھ نبی انت اندر شمار
محمد نبی انت وھم تاجدار

ترجمہ:۔

(اگرچہ سوا لاکھ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شمار کیئے جاتے ہیں۔
(تاہم) محمدؐ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ نبی بھی ہیں اور تاجدار بھی)

میاں حضور بخش جتوئیؒ[1] حضرت مولانا محمد فاضلؒ دُرخانی کے مدرسۂ درخاں سے فیض یاب ہوکر علاقہ سنی (ضلع کچھی) کے ایک چھوٹے سے گاؤں "تائب" میں ایک دینی مدرس کی حیثیت سے رہنے لگے۔

ابتدائی حالات اس طرح ہیں کہ حضرت مولانا محمد فاضلؒ درخانی جب تبلیغ کے باعث اس بے نام قصبۂ "تائب" میں آئے تو یہاں کے لوگ دینی اعتبار سے قطعی نابلد تھے۔ مولانا موصوفؒ نے یہاں تبلیغ کی اور اُن کے متاثر کن وعظ کے نتیجے میں قصبہ کے لوگوں کی ایک بڑی اکثریت نے نصیحت حاصل کی اور اپنی بداعمالیوں سے تائب ہوئے چنانچہ مولانا صاحبؒ نے اسی نسبت سے اس قصبے کا نام "تائب" رکھا اور میاں حضور بخش کو مدرس مقرر کیا۔ جنہوں نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ علاقہ بھر کے لوگ اُن سے مستفیض ہوئے۔

مشنریوں کے خلاف مولانا محمد فاضلؒ درخانی کے مشن کو آگے بڑھانے اور بلوچ حلقوں تک پہنچانے میں آپ کا بہت اہم کردار ہے۔ مولانا حضور بخشؒ کی شاعری سے متعلق مولوی عبدالباقی درخانی نبیرہ حضرت محمد فاضلؒ دُرانی سے روایت ہے کہ جب قصبہ "تائب" کے باشندے دیندار بن گئے تو قرب وجوار کے لوگوں نے ان پر طنزیہ اشعار کہے اور ہر محفل میں طنزیہ

---

[1] نغمۂ کوہسار، ص ص ۱۷۷، ۱۷۸۔

اشعار کے ذریعے انہیں رسوا کرنے لگے۔ اہلِ تائب اس صورتِ حال سے بہت سرگرداں ہوئے۔ مولانا حضور بخشؒ نے ایک ملاقات میں مولانا محمد فاضل سے اسکا تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ انکے طنزیہ اشعار کا جواب آپ بھی اشعار میں دیں۔ مولانا جتوئی نے عرض کیا کہ مجھ میں شاعری کی صلاحیت نہیں اگر ایسا ہوتا تو یقیناً میں ان کا جواب دیتا۔" چنانچہ اس موقع پر مولانا فاضلؒ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر دُعا کے لیئے ہاتھ اُٹھائے۔ دُعا بارگاہِ ایزدی میں قبول ہوئی۔ اگلے روز مولانا جتوئی اشعار کہنے لگے۔ اور جب مخالفین سے آمنا سامنا ہوا تو وہ مات کھا گئے۔ اور بعد میں اس حد تک خائف ہوئے کہ ہمیشہ کے لئے خاموشی اختیار کرلی۔

بعد ازاں مولانا حضور بخشؒ نے اس جذبہ کو تصنیف و تالیف کے اصلاحی کام پر لگا دیا۔ چنانچہ اُن کی تصانیف میں اکثریت منظوم تراجم کی ہے۔ ایک قادر الکلام شاعر کی حیثیت سے انہوں نے بعض دینی کُتب کا بلوچی میں منظوم ترجمہ کیا ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ انہوں نے ترجمے کا حق ادا کیا ہے۔ بلوچی زبان میں دینی کُتب کی بہت کمی تھی جسے مولانا جتوئی کی کُتب نے پورا کر دیا۔

مولانا حضور بخش جتوئی کا عظیم ترین کارنامہ قرآن مجید کا صاف و شُستہ بلوچی میں ترجمہ ہے جو ابھی تک متداول ہے۔

مولانا موصوف نے مشہور درسی کتاب قدوری کا عربی سے بلوچی میں ترجمہ کیا۔ شمائل شریف جو عربی میں ہے اس کا بلوچی میں منظوم ترجمہ کیا۔ اسی طرح ' خلاصہ کیدانی، منیۃ المصلیٰ، روضۃ الاحباب، اور حکایت الصادقین جو عربی زبان کی مستند درسی کُتب ہیں۔ مولانا موصوف نے انہیں بلوچی میں ترجمہ کیا۔ حکایات عجیبہ، خاک ساری فریب، ہدایت ابدی اور اصول الصلوٰۃ آپ کی منظوم تصانیف میں سے ہیں۔

Marfat.com

مولانا جتوئیؒ کی شاعری خالصتاً دینی اور مذہبی شاعری ہے۔ اُن کے موضوعات دینی اُمور یا الٰہیات تھے۔ شاعری میں شیرینی، روانی اور خلوص بدرجۂ اتم موجود ہے۔ بلوچ عوام میں اسے مقبولیت حاصل ہے ان کی کُتب آج بھی ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔

آپ نے ۱۹۴۸ء میں سنی میں وفات پائی اور اپنے آبائی قصبے "تانب" میں دفن ہوئے۔ نعتیہ کلام پیش خدمت ہے:-

محمدؐ آتکگ اچ اللہءَ طرفءَ
فقط گوں مرسلی ئیں شان و شرفءَ
پر اسیٔ آتکگ جواں گوں قاصدیٔ
نہ خلقت دُشمنی پر حاسدیءَ
حکم او عالمءَ آڑتیٔ خدائی
امر منیغ عابدی ءِ عدائی
چو ظاہر بیتہ گوں پاکیں وجودءَ
کتیٔ عالم جتا اچ دمنزودوتءَ
اِلاہی بی نگہبان پر غُلامءَ
حضور بخشؒ چہ شیطانے ملامءَ
کنی داخل نہ درگاہءَ وتیءَ
برّی گوں دین حضرتؐ پیرویءَ

ترجمہ:-

(محمدؐ اللہ کی طرف سے تشریف لائے۔ اور مرسلانہ شان و اہتمام سے)

(کہ صداقت کی پیغامبری کے شایاں ہو۔ لوگوں کی دشمنی اور حسد کے لیے نہیں)

Marfat.com

(آپؐ خدا کا حکم لوگوں کے لیئے لائے۔ اور مناہی سے ان کو باز رکھا)
(آپؐ جب اپنے وجود پاک کے ساتھ تشریف لائے تو دُنیا کو ظلمتوں سے پاک فرمایا)
(خداوندا تو اس غلام کا نگہبان ہو۔ حضور بخش کو شیطانی ملامتوں سے باز رکھ)
(اُسے اپنی درگاہ میں داخل فرما۔ اور حضرت رسول پاکؐ کی پیروی کی استعداد بخش دے)

اصول الصلوٰۃ (بزبان بلوچی، بارِ ششم، ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء کل صفحات ۱۲۴ — ناشر مولوی عبدالغفور درخانی ڈاکخانہ ڈھاڈر — مطبوعہ قلات پریس کوئٹہ) میں مولانا حضور بخش کی ایک اپنی یہ نعت درج ہے :۔

صِفّتِن نین محمدؐ مُصطفیٰ کَئےؐ
رَسُولِن قاصِدِن پاکن اِلاَ ھیَ
محمدؐ دَ، سِتِن رَبّ العَالمینیؐ
اِستِن شافع محمدؐ اُمّتییَ
محمدؐ من بیَان تَئی نام قُربان
مَنی چمَّانِی دَ رَخن مُصطفیٰ جانؐ
بیان قربان تَئی جوانِن عَادَتانِی
دِلَی دَ سِتِن مسلمان مُمنانی
محمدؐ رحمَتَ زانِت مسلمان
شُما او مُومنین دِیندارِن شخصان
محمدؐ اُمّتی پُشتَ پناھن
تمامی خلقی سُوتہ سپاھن،

محمدؐ صورتیت مثل ماھا
کُتہ ژبامنی یاکن اِلاّ ھا
ماعمر دُئن دین دُنیا رشتائی
کُتی چار کُنٹر چودا لا شعاعی
موانان اُوسدا صلوٰۃ حرفان
گنان راھی سلامان گُن درُودان

ترجمہ :۔
(یہ محمدؐ مصطفیٰ کی صفت ہے ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں،
قاصد ہیں)
(محمدؐ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں ۔ حضور صلعم اپنی اُمت کی شفاعت
کرنے والے ہیں)
(اے محمدؐ! میں آپ کے نام پر قربان ہو جاؤں ۔ اے مصطفیٰ جان
میری آنکھوں کے آپؐ تارے ہیں)
(میں آپؐ کی اچھی عادتوں کے قربان جاؤں ۔ آپؐ کا مسلمانوں پر
شفقت کا ہاتھ ہے)
(محمدؐ مسلمانوں کے لیئے باعثِ رحمت ہیں ۔ تمہارے اور دوسرے
دیندار شخصوں کے لیئے)
(محمدؐ اپنی اُمت کے پشت و پناہ ہیں ۔ تمام مخلوق کے محافظ
ہیں)۔
(اے محمدؐ! آپؐ کا چہرہ مبارک چاند کی مانند ہے ۔ پاک
پروردگار نے ہی خوبصورت بنایا ہے)
(ہمارے دونوں دین اور دنیا کی روشنائی آپؐ ہیں ۔ آپؐ کی
وجہ سے چاروں طرف روشنائی ہے)

(ہم ہر وقت اپنے لبوں پر یہ دُعا لیئے ہوئے ہیں۔ میں آپ پر سلام اور دُرود بھیجوں)

مولانا حضور بخش جتوئیؒ کے چند مزید اشعار ملاحظہ فرمایئے:

اللہ لَت اَمرُ پیغمبرا اَرا
کہ ہر چند پُل کُشں ہر مشرکا رَا
مرچی مُلکِ حاکم کل قدارنت
پذری منکران لجبلنت ندارَست
کفار وِہی رَواجان گس آوارنت
مگر اَیح دینُ اِسلامّا فرارَنت
رواج وُس کہ زُر نغتش کفارِی
کُتیش ہم دَورَخی طرفا تیاری
پِدآیح مرغی کہ اُتکیش پرقیامت
بیئت نون بنّی دِما خجالتْ
حضور بخش مُصنف الکتابی
چہ ترسَغ نَین خسیالی ہر حجابی
یہ حق کَشغ مَناہ ایح مُنکریا
سغر ہم اِرنی دَستیٔ تریا
است دت قوم گُن، زانا جستیٔ
طاقت قدر انخنت گشتغا چہ گشتیٔ

ترجمہ:-

(خدا تعالیٰ نے نبی کریمؐ کو حکم دیا تھا۔ کہ مُشرک جہاں بھی ملیں انہیں قتل کر دو، مگر)

(آج کل کے مسلمان حاکم خاموش ہیں۔ اور مُنکرین سے میل ملاپ

(میں مصروف!)

(بلکہ آج تو خود مسلمانوں نے دینِ اسلام سے فرار کی راہ اختیار کی ہے!)

(اور انہوں نے کفار کے طور وطریق اپنا لیئے۔ اس طرح مسلمانوں نے بھی اپنے واسطے دوزخ کا سامان تیار کر لیا ہے)

(بالآخر وہ حضورؐ کے سامنے قیامت کے روز خجل ہوں گے)

(اس کتاب کا مصنف حضور بخش ہر خوف اور حجاب سے بالاتر رہ کر صحیح باتیں بیان کرتا ہے)

(اور اس کے لیئے وہ سر ہتھیلی پر رکھ کر سب کچھ گزرنے کے لیئے تیار ہے تاکہ)

(اُسے خدا اور رسول کی رضا حاصل ہو، اور وہ جنت کی زندگی سے نوازا جائے!)

مذکورہ بالا شعراء کے بعد بلوچی شاعری اور ادب پر کچھ عرصہ جمود کا سا عالم رہا۔ اس وقفے اور خاموشی کے بعد بلوچی ادب میں تغیّر رونما ہوا۔ اور نئے شعرا نئے انداز سے جلوہ گر ہوئے۔ ان کا انداز اپنے سابقین سے متعلق مختلف تھا، ان کے پیش رو رزمیہ اور دینی افکار کے حامل تھے مگر نئے شعرا انگریزوں سے آزادی کے لیئے برسرِ پیکار نسل کے نمائندہ ہونے کے ناطے سے غلامی اور نکبتِ قومی کے خلاف صف آرا ہوئے۔ ان میں میر عیسٰی قومی، گل خان نصیر، سید ظہور شاہ ہاشمی، میر محمد حسین عنقا، قاسم ہوت اور بہت سے دوسرے شامل ہیں۔ میر عیسٰی خان قومی کی نعت کے چند بند پیش کیئے جاتے ہیں۔

نام عیسٰی[1] میراور خان القاب، قومی تخلص، آپ ۱۹۰۹ میں پیدا ہوئے۔

---

[1] حیاتِ بلوچستان، حصّہ دوم، ص ص ۴۷۶ تا ۴۷۷۔

Marfat.com

آپ وادی کیچ کے رہنے والے ہیں۔ آبائی وطن تربت ہے۔ والد کا نام میر دوستین ہے۔ جن کا شمار مکران کے معززین میں ہوتا تھا۔ آپ رئیس موسیٰ زئی خانوادے کے تنہا چشم و چراغ ہیں۔ جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے نجیب الطرفین ہیں۔

آپ اُردو، فارسی اور عربی میں بھی دستگاہ رکھتے ہیں پہلے مختلف پارٹیوں میں رہے پھر ۱۹۴۵ء میں مستعفی ہوکر تحریکِ پاکستان کے حامی بن گئے اور مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ پہلی پاکستان بھارت جنگ کے دوران 'خبر نامۂ مکران' کا اجرا کیا اور ایک سائیکلو اسٹائل ہفت روزہ جاری کیا۔ چونکہ مکران میں طباعت کی سہولت مہیا نہ تھی اور نہ کوئی پریس تھا۔ اس لیئے دورانِ جنگ اس خبرنامے نے نہایت اہم خدمات انجام دیں اور بعد میں بھی نکلتا رہا۔ گویا ہوتے ہیں:-

اُمت تئی گناہگاریں یا شاہِ مدینہؐ
درگاہءِ اُمیت داریں یا شاہِ مدینہؐ
فریادءِ برس میگامرچی تو بگر دستءَ
شرمندہ آں تئی دیما یا شاہِ مدینہؐ
دربارءَ رسیت قومی تئی دعامان سحرگاہی
ناں خالقءِ دربارءَ یا دشاہ مدینہؐ

ترجمہ:-

(تیری اُمت کے گناہگاروں کو شاہ مدینہؐ تیرا ہی سہارا ہے۔ تیری درگاہ ہی کے اُمیدوار ہیں)
(ہماری فریاد پہ دستگیری فرما اور ہمیں مزید شرمسار نہ کر)
(قومی تیری دُعائے سحرگاہی ضرور مقبول ہوگی۔ اور خدا و رسولؐ کے دربار سے مدد ملے گی)

Marfat.com

حضرت مولانا محمدؒ فاضل دُرخانی کے نبیرہ میں سے عبدالباقی دُرخانی اور عبدالغفور درخانی نغزگو شعرا ہیں۔ ان کی نعتیں علی الترتیب حاضر ہیں۔

عبدالباقیؒ درخانی

اولانی اولیں ہستے محمد مصطفیٰؐ
آخرانی آخریں ہستے محمد مصطفیٰؐ
بادشاہِ دین اور دیں ہستے محمد مصطفیٰؐ
واجہء فخر زہیں ہستے محمد مصطفیٰؐ

ترجمہ:۔

(آپؐ اولین سے بھی اوّل ہیں اے محمد مصطفیٰؐ۔ اور آپؐ ہی آخرین سے آخر ہیں اے محمد مصطفیٰؐ)

(آپؐ شاہ دین بھی ہیں اور دین بھی۔ آپؐ ہی زمین کے لیے باعث افتخار ہیں اے محمد مصطفیٰؐ)

عبدالغفورؒ درخانی

کل نبیاں چہ بلندیں شان اے ختم النبیؐ
کل گشتت محبوب رب العالمین صدمرحبا
قبر و قیامت پل صراط سکرات مشکل منزلت
بیوسیں عبدالغفوریں دل جنزیں صدمرحبا

ترجمہ:۔

(سارے انبیاء سے آپؐ کا مرتبہ اے ختم المرسل بلند ہے۔ سب آپؐ کو محبوب ربّ العالمین کہتے ہیں)

(قبر، قیامت، پل صراط اور عالم سکرات بہت ہی مشکل مرحلے ہیں۔ بیچارے عبدالغفور کو آپؐ ہی کی آس ہے)۔

حاجی محمود مومن بزدار ڈیرہ غازی خاں میں بھارتی کے مقام کے باسی ہیں۔ آپ کا پیشہ درس و تدریس ہے۔ نعت بہت اچھی کہتے ہیں۔

گناہوں باز، حیرانان
دل مَیں موںجھا، پریشانان
بہ تئی نام ءِ پڑھغ زانان
محمدؐ یارسول اللہ
اے مومن باز ڈکھی ئیں
وتی جرماں وت ءِ سئی ایں
دلاسا ٹیک یک تھئی ئیں
محمدؐ یارسول اللہ

ترجمہ:۔

(گناہ بے شمار ہیں، حیراں ہوں۔ دل مغموم اور میں پریشان ہوں۔ صرف تیرے نام کا ورد آتا ہے، محمدؐ یارسول اللہ)
(مومن بہت ہی غمزدہ ہے۔ اپنے گناہوں سے خود آگاہ ہے۔ سہارا صرف آپؐ ہی کا ہے۔ محمدؐ یارسول اللہ

محمد حسین عاجز

منی دل بہ بیتیں فدائے محمدؐ
سرءَ داراں ہر دم ھوائے محمدؐ
تمنا ہمیش انت در دل خدایا
کناں ورد ھر دم ثنائے محمدؐ

ترجمہ:۔

(میرا دل محمدؐ کے نام پر فدا ہو۔ میرے دل میں صرف محمدؐ ہی کی آرزو ہے)

Marfat.com

(اے خدا میرے دل کی تمنا پوری فرما۔ میں ہر دم محمدؐ ہی کی ثنا کا ورد کروں)

عبدالحکیم حق گو ۱۹۱۲ء میں کراچی میں پیدا ہوئے۔ سندھ کے مختلف مدارس میں زیرِ تعلیم رہے۔ اور "ملا" کا امتحان پاس کرنے کے بعد "مدرسہ احرار الاسلام" کراچی میں درسِ نظامیہ کی تکمیل کی۔ ۱۹۷۲ء میں کراچی میں وفات پائی۔

حق گو عربی و فارسی اور اردو میں تبحر رکھتے تھے۔ اٹھارہ برس کی عمر سے شعر گوئی شروع کی۔ پہلے اردو اور فارسی میں شعر کہتے تھے پھر جب ریڈیو پاکستان (کراچی) سے بلوچی پروگرام شروع ہوا تو انھوں نے بلوچی کی جانب توجہ کی۔ صف اوّل کے بلوچی شعرا میں شمار کیے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں:۔

درودءَ بوانت تمام ہر بر صلوٰۃ ربی علیٰ محمدؐ
پہ نام ءَ کل کائنات ءِ رہبر صلوٰۃ ربی علیٰ محمدؐ
حبیب خالق، خدائے اکبر محمدیں پیغ نیستے دَاوَر
مدام پہ نامے درود دربر صلوٰۃ رَبی علیٰ محمدؐ

ترجمہ:۔

(درود مل کر پڑھیں ہر دم درود پڑھتا ہے رب محمدؐ پر۔ وہ تمام کائنات کا رہنما ہے درود اس پر رب کی طرف سے)

(وہ خالق، خدائے اکبر کا حبیب ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔ اُسی کا نام یاد رکھیئے اور درود پڑھیے۔ درود پڑھتا ہے رب خود اُن کا)

عبدالمجید سوَرابی

آیۂ وَالشمس نشاں تئی چہرہ ءِ
سورۂ وَاللیل دلیل تئی چوٹو ءِ

لہ مہمات بلوچستان، حصہ دوم، ص ۲۷۲۔

Marfat.com

فدا یہ تئی دریں گالاں یا نبیؐ
ننک تئی شرقامتیں قدءِ نبیؐ

ترجمہ:-

(آیۂ والشمس آپ کے جمال جہانتاب کی نشانی - اور سورۂ واللیل
آپ کے گیسوؤں کی تعبیر)
(قربان اس دُرگفتاری پر اے نبیؐ - فدا جاؤں تیرے قامتِ زیبا
پر اے نبیؐ)

عطا شاد تربت[1] (مکران) میں "سنگانی سر" موضع میں پیدا ہوا۔ سن پیدائش ۱۹۳۸ رہے۔ تربت سے میٹرک اور کوئٹہ سے بی۔ اے کیا۔ ۱۹۶۵ء میں ریڈیو سے وابستہ ہوا۔ پھر انفارمیشن آفیسر اور ڈائرکٹر اطلاعات بنا۔ اور اب پاکستان آرٹس کونسل بلوچستان کا ریذیڈنٹ ڈائرکٹر ہے۔ اردو بلوچی کے سربرآوردہ شعرا میں سے ہے۔ کہتا ہے۔

دل آیاں من کہ تئی مہرءِ نظر بیت
گناہگاراں گناہگارءِ گزر بیت
عطا اے دل کہ راہ اِنت تہترینءِ
بہشتءِ منزلءِ لوٹیت کہ سر بہت

ترجمہ:-

(تیری اک نگہ کرم کو ترس رہا ہوں۔ گناہگار ہوں اور چاہتا ہوں
کہ گناہگار بخشا جائے)
(عطا یہ دل جو پاتال کی راہ ہے۔ چاہتا ہے کہ بہشت اس کے
منزل بنے)

---

[1] بلوچستان میں اُردو، ص، ۲۵۳۔

Marfat.com

بر محمدؐ مصطفیٰ ءَ صد درود و صد سلام
تاجدار ءَ انبیاء ءَ صد درود و صد سلام
صد درود و سلام پہ راہ ءِ حق راہ نشان
راہِ حق ءِ رہ نشان ءَ صد درود و صد سلام
شگرب و مغرب تئی مہرانی منت وار بی
دو جہان ءِ بادشاہ ءَ صد درود و صد سلام
نیک نیت نیک دل شر باطن و شر کرد کار
رحمت ءِ مہر ءِ دریا ءَ صد درود و صد سلام
بے کسانی دست گیر و بے وسانی خیر لوٹ
ہر کسے درد ءِ دوایا صد درود و صد سلام

ترجمہ:-

(محمدؐ مصطفیٰ پر صد درود و صد سلام ۔ نبیوں کے تاجدار پر صد درود و صد سلام)

(صد درود اور صد سلام حق کا راستہ دکھانے والے پر۔ راہِ حق کے راستہ کی جانب رہنمائی کرنے والے پر صد درود اور صد سلام)

(مشرق و مغرب تیرے مرہونِ منت ہیں ۔ دو جہاں کے بادشاہ پر صد درود و صد سلام)

(نیک نیت، نیک دِل، صاف باطن اور بہترین کام کے دھنی مہر و رحمت کے سمندر پر صد درود اور صد سلام)

(لاوارثوں کے ہاتھ تھامنے والے اور بے بسوں کی خیر چاہنے والے۔ ہر ایک کے درد کی دوا پر صد درود و صد سلام)

Marfat.com

انور صاحب خان چلم زئی بلوچ[1] بمقام پسنی ۴۴ ۱۹ء میں پیدا ہوا۔ میر صاحب خان مرحوم کا صاحبزادہ ہے۔ خوش فکر و خوش گلو شاعر ہے۔ آواز آتی ہے :۔

بدے منا عشقِ محمدؐی بدے،
منی دل ءَ نورانی نورے بدے
کدی بی بہاراں مدینہؐ بہاراں
ہماچار یارانی جاہ و دواراں

ترجمہ :۔

(مجھے عشقِ محمدؐی سے سرشار فرما۔ میرے دل کو نور سے منور کر دے)

(وہ گھڑی آجائے جب مدینہ کے بہاروں کی زیارت ہو۔ خلفائے راشدین کے منازل دیکھنے کو ملیں)

عبدالغنی پرواز تمپ مکران کا باسی ہے۔ آجکل کوئٹہ میں کیچی بیگ اسکول میں درس و تدریس میں مشغول ہے۔ ایم۔ اے، بلوچی فاضل، بی ایڈ تک تعلیم ہے۔ سید ہاشمی مرحوم کے مکتبۂ فکر سے تعلق ہے۔ کہتا ہے :۔

بیت انت امرہ لسنجیں شپاں چنتو ماھکاں
بیت انت چنتو روڑنا روچاں درہیں جہاں
تئی برکت ءَ ہرراہی اَنت منزل ءَ جاں
تئی منت انت سرجمیں دگنیاءِ زندماں
استار و ماہ و روچ تئی زیب و دروشم انت

---

[1] جہاتِ بلوچستان، جلد دوم، ص ۵۳۴۔

ترجمہ:-

(تجھ ہی سے ہمیشہ اندھیری راتوں میں چاندنی ہے۔
تجھ ہی سے اس جہان کا ہر گوشہ روشن ہے۔
تیری ہی برکت سے ہر راہی منزل آشنا ہوتا ہے۔
دنیا کی ہر ہست و بود تیری رحمتوں کی رہینِ منت ہے۔
سورج چاند ستاروں کے حسن کا تو ہی منبع ہے)

فضل حسین پنجگوری

بیابیا تو منی واجہ سردار مدینہ بیا
دلگیر کتہ واجہ سردار مدینہ بیا
ہردم من درود واناں تئی عشق جن بریاناں
شیدا گنوکاں من بیا شاہ مدینہ بیا

ترجمہ:-

(اے ہمارے آقا اے سردار مدینہ جلوہ فرما۔ ہم تیرے لئے دلگیر ہیں اے سردار مدینہ جلوہ فرما)
(ہم ہمیشہ تجھ پہ درود بھیجتے ہیں تیرے لئے بریاں ہیں۔ شیدا اور دیوانے ہیں یا شاہ مدینہ جلوہ فرما ہو)

حاجی فقیر محمد عنبر[1] بلوچ پسر پیر بخش علاقہ گرمکان ضلع پنجگور (مکران) میں ۸ فروری ۱۹۲۵ء کو پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم چتکان پنجگور میں حاصل کی۔ آپ بعض ممالک جیسے سعودی عرب، کویت، عراق، ایران، افغانستان وغیرہ کے دورے کر چکے ہیں۔ بلوچی کے علاوہ آپ دیگر سات زبانیں بول سکتے ہیں۔ جن میں براہوئی، اُردو، فارسی اور انگریزی

---

[1] مشرق، کوئٹہ، ۱۹ جولائی ۱۹۸۰ء

شامل ہیں۔ نیز بلوچی، براہوئی، اُردو، فارسی اور انگریزی لکھ پڑھ بھی سکتے ہیں۔ وہ زندگی بھر علم و ادب کی خدمت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں :۔

سرورے ہر دو سرا پاکیں رسولؐ
شافی ئے روزے جزا پاکیں رسولؐ
یو تگ ات پیداچہ کلاں پیسرا
بوت ختم الانبیاء پاکیں رسولؐ

ترجمہ :۔

(دونوں جہانوں کا سرور رسولِ پاکؐ ہے۔ شافع روزِ جزا رسولِ پاکؐ ہے)
(آپؐ کا نور اگرچہ ابتدائے ہستی سے ظہور پذیر ہوا۔ لیکن رسالت کا خاتمہ بھی آپؐ پر ہی ہوتا ہے)

غوث بخش صابر کو ۱۹۵۷ء سے بلوچی نثر و نظم سے سروکار ہے۔ قومی موضوعات پر زیادہ لکھا، قومی نغمے زیادہ کہے مگر نعت لکھنے میں بھی زمزمہ سنج رہا۔ فارسی، بلوچی، فاضل ہونے کے ساتھ بی۔ اے کی ڈگری حاصل کر چکا ہے۔ گویا ہیں :۔

تو منی جاں منی ایمانء رسولِ عربیؐ
بیز گوں تو منی درمانء رسولِ عربیؐ
لائقِ حمد و ثناء کہ خدا نازینتہ
عرش و کرسیء تو سلطانء رسولِ عربیؐ
تئیِ اخلاقء ستائیں کہ نگواہی دارور
شاہدِ اخلاقء تئی قرآن رسولِ عربیؐ

ترجمہ:۔

(تو مری جان میرا ایماں ہے رسولِ عربیؐ ۔ میں ہوں عاجز میرا
درماں ہے رسولِ عربیؐ)

(آپ ہیں لائق مدحت کہ کرے مدح خدا ۔ عرش کے تخت کا
سلطان ہے رسولِ عربیؐ)

(خُلق ایسا کہ ملی ہے نہ ملے اُس کی نظر ۔ شاہد اخلاق پہ قرآن ہے
رسولِ عربیؐ)

خُدائے رحیم حکیم[1] پسر وزیر محمد قبیلہ مینگل ذگر شاخ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اور پیشہ حکمت سے منسلک ہونے کی وجہ سے حکیم تخلص استعمال کرتے ہیں ۔ آپ ۱۹۲۴ء میں نوشکی ضلع چاغی میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم دینی مدارس میں حاصل کی ۔ اور قرآن مجید کے علاوہ احمد وال میں مولوی پیر محمد صاحب سے مروجہ تعلیم حاصل کی ۔ پھر نوشکی جاکر مزید دینی تعلیم کے سلسلے میں استاد العلماء علامہ مولوی غلام حیدر نوشکوی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ۔ مختلف حکماء سے مختلف مقامات پر علم طب سیکھا ۔ مئی ۱۹۶۰ء سے کوئٹہ میں مسکانی شفاخانے کے نام سے غریب عوام کی خدمت میں معروف ہیں ۔ زمانہ طالبعلمی (۱۹۴۱ء) میں شاعری کا شوق اپنے ایک اُستاد چودھری محمود صاحب کی محبت سے پیدا ہوا ۔ اُردو کے علاوہ بلوچی اور براہوئی شاعری کی جانب توجہ دی ۔ نظم اور نثر دونوں اصناف میں حمدیہ اور نعتیہ پہلو نمایاں نظر آتا ہے ۔

براہوئی شاعری میں "مدینہ مدینہ" اور بلوچی میں "خیالِ حکیم" ان کی کتابیں بالکل تیار ہیں ۔ آپ مولانا حضور بخش جتوئی سے بہت متاثر ہیں ۔

---

[1] روزنامہ مشرق، کوئٹہ، ۵ جولائی ۱۹۸۰ء حال ہی میں آپ اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں

Marfat.com

کہتے ہیں :۔

زبان ءَ محمدؐ دلائیں محمدؐ
منی ورد دورءِ دوائیں محمدؐ
منی سرپہ نام ءَ فدائیں محمدؐ
نہ منو کیں ایمان خطائیں محمدؐ

ترجمہ :۔

(میری زبان پر نہ صرف محمدؐ کا مبارک نام ہے بلکہ دل میں بھی یہی نام ہے۔ میرے درد کی دوا بھی مبارک نام ہے)
(میرا سر اس نام پر سو بار فدا ہو۔ جو نہ مانتا ہو اُس کا ایمان کمزور ہے)۔

آزاد جمالدینی کی شاعری سادگی اور سچائی سے بھرپور ہے[1]۔ وہ ہلکی پھلکی بحروں اور عام فہم زبان میں اپنے ماحول کی نہایت چابک دستی سے عکاسی کرتا چلا جاتا ہے۔ اور سچائی اور توانائی سے ایک ایسی منزل کا پتہ دیتا ہے جہاں دائمی اور عالمگیر محبت ہے۔

آزاد تکنیک اور موضوع کی ہم آہنگی سے ایک ایسا گہرا تاثر پیدا کرتا ہے کہ شعر سُننے والے کا دل اور دماغ متحرک ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس نے پابند شاعری بھی کی ہے اور آزاد بھی۔ اس کی بیشتر نظمیں کلاسیکل آہنگ والحان کی ہیں۔ اس کے کلام کا ایک مجموعہ مست ءِ توار (للکار) کے نام سے اُردو ترجمہ از انجم قزلباش کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ غزل کا ایک شعر

---

[1] تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند، چودھویں جلد، جلد دوم، ص ۴۰۲۔
بلوچستان میں اُردو، ص ، ۳۴۰۔
امروز، لاہور، ۱۸ ستمبر ۱۹۵۳ء۔

Marfat.com

یہ ہے:۔

سنگتاں اے وتی دیوان آر مروک ءِ آچ ءَ
اُف کنت روک ءِ کنت گس گس ءِ حنداں بروت

ترجمہ:۔

(ساتھیو! اپنی محفل کی بجھی ہوئی شمع کو روشن کر دو۔ تاکہ اس کی روشنی مسکراتی ہوئی گھر گھر پہنچ سکے)

نعتیہ اشعار ملاحظہ فرمائیے:۔

مبات ہچ درچہ چوشیں آدمی ذات
کہ اللہ ءَ وتی دوست ءَ را بخشات
کمال ءِ واجہ تاں عرش ءَ شرف ذات
بلغ العلیٰ بکمالہٖ
وتی گوں رنگ وسکہ و جمال ءَ
اے تہاریکیں جہان ءَ پہ کمال ءَ
شپ را روچ کت روشن خیال ءَ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ

ترجمہ:۔

(کسی بشر میں یہ عظمت نہیں، جو اللہ نے اپنے محبوب کو بخشی۔ صاحب کمال کی عرش پر تعظیم کی۔ بلغ العلیٰ بکمالہٖ)
(اپنے رنگ روپ حسن وجمال سے، اس تاریک جہان کو منوّر فرمایا۔ رات کو اپنے پاکیزہ خیالوں سے دن میں بدل ڈالا۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ)

ملک محمد رمضان بلوچ لہڑی[۱] کے رہنے والے ہیں اور ڈومکی قبیلہ کی

---

[۱] بلوچستان میں اُردو، ڈ، ص ۴۹۳، ۴۹۴۔
الیم مستونگ، ۱۷ اگست ۱۹۶۶، ص ۷۔

Marfat.com

بالاچھانی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ والد کا نام بارج خان تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قصبہ لہڑی کے پرائمری سکول میں پائی۔ بعد میں دینی تعلیم بھی حاصل کی۔ سنِ پیدائش ۱۹۲۲ء ہے۔ آپ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۶ء تک سابقہ ریاست قلات کی ملازمت میں رہے۔ "ریاست قلات میں اصلاحات کے لیئے بے چینی" کے عنوان سے ۱۹۴۶ء میں ایک پمفلٹ شائع کیا، جس میں مقامی سیاست پر تنقید کے بعد مطالبۂ پاکستان کی مکمل حمایت کی گئی تھی۔

ملک صاحب قلات میں ملازمت کے دوران ابتدائی ایام میں انجمن اسلامیہ مستونگ کے سیکرٹری رہے۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد ہفت روزہ "الحق" سبی کی ادارت میں آئے۔ انہی دنوں آپ نے پاکستان کی پُرزور حمایت کی۔ بعد ازاں ماہنامہ "معلم" سریاب کوئٹہ اور ہفت روزہ "تنظیم" کوئٹہ کی ادارت سے منسلک رہے۔ آپ نے ۱۹۵۴ء میں اپنا اخبار "ساربان" مستونگ سے جاری کیا۔ جواب تک باقاعدگی سے منظرِ عام پر آرہا ہے۔ آپ اُس میں موقع و محل کے مطابق آنحضرت صلعم کی سیرت طیبہ سے متعلق مضامین اور نظمیں[1] شائع کرتے رہتے ہیں۔ اسی موضوع پر عام جلسوں میں بڑی شستہ اُردو میں تقریریں کرتے ہیں۔ آپ نے علامہ اقبال کی معروف تصنیف "بالِ جبریل" کا بھی منظوم بلوچی ترجمہ کیا ہے۔ آپ کا ایک قطعہ ہے

طوفان کی موجوں سے گزرنا سیکھو + اسلام کے ناموس پہ مرنا سیکھو
ہر سیلِ حوادث سے ملاؤ پنجہ + خورشید کی مانند اُبھرنا سیکھو

---

[1] ۔ساربان، ۲۱ نومبر ۱۹۷۴ء کے شمارہ میں شاہ انصار الٰہ آبادی کی نعت درج ہے پہلا اور آخری شعر:

دوری مدینہ سے وہ جاں پہ بن آئی ہے + بے زندگی جیتا ہوں اسرکار دہائی ہے
اللہ رے رنگینی نعت شہ والا کی + مدحت کے بہانے سے جنت اُتر آئی ہے

نعتیہ اشعار :-

نام تھئی جہ اسمِ اعظم کم نہ ایں
دردُ دوروخ ءِ دوائیں یا رسولؐ
ما گنہ گاروں شہ حدّ ءَ گوستغیں
مارا تھئی جیل و طمائیں یا رسولؐ

ترجمہ :-

(آپؐ کا نامِ مبارک اسم اعظم سے کم نہیں ۔ جو ہر دُکھ درد کی دوا ہے اے ہمارے آقا)

(ہم گناہگار ہیں اور حد سے گزرے ۔ ہمیں آپؐ ہی کا آسرا ہے یا رسولؐ)

قاضی عبدالرحیم صابر خلف الرشید[ل] قاضی دین محمد، پسنی بندر (مکران) میں پیدا ہوئے ۔ مڈل تک تعلیم پسنی میں ہی پائی ۔ بعد میں کراچی پہنچے ۔ مزید تعلیم کے بعد وہیں مدرسی اختیار کی ۔ اردو شاعری کی ابتدا ۱۹۲۸ء میں ہوئی ۔ ۱۹۴۸ء سے بلوچی اور فارسی میں بھی شعر کہنے لگے ۔ ۱۹۳۹ء سے اُردو میں لکھنا شروع کیا اور تصنیف و تالیف کا آغاز ۱۹۵۹ء میں ہوا ۔

آپ نے متعدد تعلیمی سندات حاصل کیں ۔ جن میں اسلامیات کی سند بالخصوص قابلِ ذکر ہے ۔ نظامتِ تعلیمات کراچی نے مصر کے ایک اُستاد کو مامور کیا تھا ۔ جس نے اسلامیات کا درس دیکر وقتِ مقررہ پر امتحانات لیئے اور سند عطا کی ۔

ل ۔ { تاریخِ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند، چودھویں جلد، جلد دوم، ص ۴۰۴ ۔
بلوچستان میں اُردو، ص ص، ۱۵۳ تا ۱۵۶ ۔
مہماتِ بلوچستان، حصّہ دوم ص ص، ۵۰۵ تا ۵۰۷ ۔

صابر صاحب اب تک مصروفِ عمل ہیں۔ "بلوچی ادبی بورڈ" کراچی جوکہ ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ اس کے آپ جنرل سیکرٹری ہیں اور پندرہ روزہ "صدائے بلوچ" جوکہ بورڈ کے زیرِ اہتمام جاری ہے، کے نگران ہیں۔

آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

۱۔ بلوچستان کی وادیوں میں (اُردو) بلوچی رومانوی اور تاریخی داستانوں پر مشتمل۔ ۱۹۵۹ء ــ ۱۹۷۴ء۔

۲۔ سیرِ مکران، حصہ اوّل (اُردو) سفرنامہ (چشم دید حالات) پر مشتمل کتابچہ

۳۔ بلوچستان کے جانباز (اُردو) بلوچوں کے بعض تاریخی کارنامے ۱۹۶۰ء

۴۔ دو جہانءِ سردار (بلوچی) سیرتِ پاک ــ ۱۹۶۶ء۔

۵۔ صابرءِ گفتار (بلوچی) بلوچی اشعار کا مجموعہ اُردو ترجمہ کے ساتھ ــ ۱۹۶۶ء۔

۶۔ سیرِ مکران حصہ دوم (اُردو) سفرنامہ (کتابچہ)۔

۷۔ مکران تاریخ کے آئینے میں (اُردو) ضلع مکران سے متعلق نوادر اور تاریخی دستاویزات ــ ۱۹۶۷ء۔

۸۔ دو دوست یک منزل (بلوچی) پاک و ایران دوستی پر مبنی ایک باتصویر مجموعہ (فارسی چاشنی کے ساتھ)

صابر صاحب بلوچوں کے ایک ممتاز اور نامور ادیب، شاعر اور مصنّف ہیں۔ قدیم رنگ میں شعر کہتے ہیں لیکن انفرادیت پھر بھی قائم رہتی ہے۔ حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہو چکے ہیں۔

آپ کی ایک زیادہ ہی اہم تصنیف دو جہانءِ سردار (بلوچی نثر) سیرتِ پاک سے متعلق ہے۔ سنِ اشاعت ۱۹۶۶ء صفحات ۱۹۲۔ ہدیہ اڑھائی روپے شائع کردہ قاضی عبدالرحیم صابر ریکسر لائن لیاری کوارٹرز کراچی۔

Marfat.com

اس کتاب میں حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم کی حیاتِ طیّبہ، تعلیمات، اخلاق اور کردار کو پیش کیا گیا ہے۔ اندازِ بیان دلکش، شگفتہ اور توانا ہے۔ افادیت اظہر من الشمس ہے۔ کتاب کی چھپائی آفسٹ پر ہوئی ہے کتابت مناسب ہے۔

سیرت طیّبہ پر بلوچی نثر میں بہت کم لکھا گیا ہے۔ جو سرمایہ بھی موجود ہے۔ اُس میں اس کتاب کی حیثیت منفرد ہے۔ ویسے یہ سیرتِ رسولؐ پر بلوچی زبان میں پہلی تالیف ہے۔

صابرءِ گفتار میں سے ایک دو شعر ملاحظہ ہوں۔

پہ تئی محبوبءَ صابر بات قُربان
گوں تو ربءَ منی یکیں سوال اِنت

ترجمہ:۔

(تیرے محبوب، سرکار دو عالمؐ پر صابر قربان ہو جائے۔ اے رب! تجھ سے بس ایک ہی سوال ہے)

محبت چِدو دیمءَ صابر نہ بیت انت
کہ من سجدہءِ بے ریا لوٹگا یاں !

ترجمہ:۔

(اس سے بڑھ کر صابر محبت اور کیا ہوگی کہ میں سجدۂ بے ریا مانگ رہا ہوں)

نعتیہ اشعار خوب ہیں ملاحظہ کیجئے:۔

زبانءِ سرائیں مدینہ مدینہ
خیالءِ تہائیں مدینہ مدینہ
تسلی دئے بیقراریں دلانءَ
دُعاو شفائیں مدینہ مدینہ

Marfat.com

نگہنداں مں صابر دیار حبیب ءَ
گوں رب ءَ دُعائیں مدینہ مدینہ

ترجمہ :-

(وِرد زباں ہے مدینہ مدینہ - خیالوں کی جاں ہے مدینہ مدینہ)
(قرار آئے جس سے دلِ مُضطرب کو - دُعا و شفا ہے مدینہ مدینہ)
(یہ حسرت ہے صابر کہ دیکھوں حرم کو - خُدا سے دُعا ہے مدینہ مدینہ)

پہ درّیں مدینہ یا سک بے قراراں
شلنت ارس چمانی من نشستہ چاراں
ہما سبز و بے درویں گنبدءَ را
بگنداں مدینہ ءِ باغ و بہاراں
وگہ ہچ علاج ءِ ضرورت من ءَ نیست
اگرچہ جہاں ءَ غماں بڈو باراں
منی آرزو ، خواہش و مدعا انت
حضورءِ درءِ خاکاں چماں بداران
مدینہ یا جاگہ بدہ صابرءَ را
بخشیں مہربانی کنگ تو ہزاراں

ترجمہ :-

(مدینہ منورہ کے لیئے بہت بے چین ہوں - آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور میں بیٹھا دیکھ رہا ہوں)

Marfat.com

(وہ سبز اور بے مثال گنبد۔ کاش میں مدینہ کے باغ و بہار
دیکھ لوں)
(مجھے کسی علاج و معالجے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگرچہ دنیاوی غموں کا
کافی بوجھ مجھ پہ ہے)
(میری خواہش اور آرزو بس یہی ہے۔ کہ حضور کے روضۂ پُر نور
کی مٹی کو آنکھوں کا سُرمہ بنالوں)
(خدایا مدینہ میں صابر کو جگہ دیجئے۔ کیونکہ ایسی مہربانیاں تونے
بہت کی ہیں)

مُروّت پہر بندیت ءُ شرافت نازیہ توکنت
رسُول ءِ پاک واللہ اے رسالت نازیہ توکنت
فقیرانی شہنشاہ ءِ نبیّانی امام ءِ تو
غلام تئی صاحب ءِ شان انت امامت نازیہ توکنت
ترا اللہ ءِ پاک ءَ رحمۃً لِلعالَمِین کرتگ
خداوت شاہد انت آقا کہ رحمت نازیہ توکنت
چہ تئی لطف و عنایت ءَ غلاماں کت جہانبانی
ترا زیب اِنت جہانبانی حکومت نازیہ توکنت
خُدا ءِ جند ءِ فرمان اِنت کہ دُنیا پہ تو جوڑ بیتگ
نبیؐ شان ءَ خُداوت زانت مشیّت نازیہ توکنت
مُلاقات ءِ شپ ءَ حاصل کتہ تو بخشش ءِ وعدہ
شفیع المذنبین ءِ تو شفاعت نازیہ توکنت
چہ آپا کیں درءَ صابر نہ رُوت ہیچ برکسّ خالی
حبیب ءِ خالق ءِ اکبر سخاوت نازیہ توکنت

منظوم اردو ترجمہ از صابرؔ:۔

(مروت فخر کرتی ہے شرافت تُم پہ نازاں ہے رسولِ پاک واللہ یہ رسالت تم پہ نازاں ہے)

(فقیروں کے شہنشاہ ہو امام الانبیاء ہو تم۔ تیرے خُدام ذیشاں ہیں امامت تم پہ نازاں ہے)

(لقب ہے رحمۃ للعالمین اللہ کی جانب سے۔ خدائے پاک شاہد ہے کہ رحمت تم پہ نازاں ہے)

(تیرے الطاف سے کی ہے غلاموں نے جہانبانی۔ تمہیں شایاں جہانبانی حکومت تم پہ نازاں ہے)

(خدا نے صاف فرمایا تیری خاطر بنی دنیا۔ تیرا درجہ وہی جانے مشیت تم پہ نازاں ہے)

(شبِ معراج حاصل ہوگئی ہے وعدہ بخشش۔ شفیع المذنبین ہو تم شفاعت تم پہ نازاں ہے)

(نہ جائے گا کوئی صابرؔ درِ سرکار سے خالی۔ حبیبِ خالقِ اکبر سخاوت تم پہ نازاں ہے)

قاضی عبدالرحیم صابرؔ اُردو میں بھی گویا ہوتے ہیں:۔

وہی سارے نبیوں کے سرتاج ہیں
وہی صاحبِ تاج و معراج ہیں
شفاعت کی سب اُن کے محتاج ہیں
چمکتا رہے گا سدا اُن کا نام

پڑھو ان پہ لاکھوں درود و سلام

پیر محمد زبیرانی خلف الرشید لعل محمد ۱۹۲۵ء کے لگ بھگ بمقام دشت عمر ڈھورا (ضلع قلات) میں پیدا ہوئے۔ آبائی پیشہ زمینداری تھا۔ خانہ بدوشانہ

Marfat.com

زندگی کے مطابق چھ ماہ اسی دشت میں گزارتے اور چھ ماہ ایری نامی بستی (ضلع کچھی) میں قیام پذیر ہوتے۔ ناظرہ قرآنِ پاک پڑھنے کے بعد بلوچستان کے مدرسوں میں مروجہ فارسی کی درسی کتابیں کریمائے سعدی سے لے کر بہارِ دانش تک پڑھیں۔ بعد ازاں مولوی عبدالحلیم سے فنِ کتابت سیکھا اور ۱۹۴۶ء میں عزیزیہ پریس کوئٹہ میں کاتب کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔ کچھ عرصہ کراچی میں بھی گزارا۔ ۱۹۵۰ء سے کوئٹہ کے مختلف پریسوں اور جریدوں میں کتابت کر رہے ہیں۔

۱۹۵۵ء سے شعر و ادب کے میدان میں خاصا کام کیا ہے۔ ریڈیو سے بھی ان کے اشعار وغیرہ نشر ہوتے رہتے ہیں۔ براہوئی اُردو آسان گرامر، گلدستۂ غوثیہ وغیرہ (سوانح غوث الاعظمؒ) اور کریمائے سعدی بلوچی میں ہتگیں لال (دو کتابیں قدیم بلوچی اشعار پر مشتمل۔ مطبوعہ بلوچی اکیڈمی کوئٹہ) چھپ چکی ہیں[1]۔ کئی کتابوں (ارمغانِ حجاز کا منظوم براہوئی ترجمہ براہوئی ضرب الامثال اور محاورے۔ خالص براہوئی الفاظ کا مجموعہ۔ بلوچی براہوئی مشترکہ الفاظ کا مجموعہ۔ بلوچی، براہوئی کلام کے مجموعے وغیرہ) کے مسودے طباعت کے منتظر ہیں۔ آپ کو نعت گوئی سے خصوصی شغف ہے۔ بلوچی اور براہوئی کا نعتیہ کلام ملاحظہ کیجئے:

تئی نام پاکیں ذکرِیں زوانءِ
آرام جانیں دِلءِ ناتوانءِ
در در کفوکاں کوکاں کنوخاں
شعث روح زاری کنوخاں

---

[1] پیر محمد زبیرانی کا ایک ترجمہ کردہ کتابچہ "براہوئی گچین" (کلام اقبال) حکومت پاکستان بارڈر پبلسٹی آرگنائزیشن کوئٹہ نے ۱۹۷۸ء میں شائع کیا تھا۔ ضخامت ۸۰ صفحات اس میں علامہ اقبال کی پانچ نعتوں کا براہوئی میں ترجمہ موجود ہے۔

Marfat.com

اشکن محمدؐ اشکن محمدؐ

ترجمہ:-

(تیرا مطہر و طیّب نام وردِ زباں ہے۔ یہی دل ناتواں کے لیئے آرام و راحت ہے۔ میں در در جبیں سائی کرتا فریاد کر رہا ہوں یہی صبح و شام میری عاجزانہ صدا ہے۔ محمدؐ پیارے سُن ہماری درخواست)

بباں قربان من پہ تئی پہ نام ءَ
حمانام ءَ پہ قربان صد براما
قرآن ءِ زیب و زینت نام تئی ئن
ثنا تئی ئن من اے پاکیں کلام ءَ
نبی آنی سرو سر بر محمدؐ
محمدؐ ہست اللہ ءِ کلام ءَ
من ایدا کپتگاں درداں من ناراں
بدے راہی ہمن جھنٹر ءِ سلام ءَ
من ءَ نیادیں وتی پاکیں گلی ءَ
کہ بندہ مں وتی اود ءَ کُتام ءَ
مناں چارزی حما روش ءِ محمدؐ
بگواریں مئی سرا مہر ءِ رگام ءَ

شہ وابا و پتگھیناں سار داتہ ءِ
ھمادم تو کہ جت دین ءِ دمام ءَ
مَن ءَ درکار واجہ کنت روشے
مدائی دل ھمے استن گلاما

بگینہ بیرل ءَ بے واک پیری
محمدؐ یل مدئے ھنچو گلام ءَ

ترجمہ :-

(میں تیرے نام پہ قربان جاؤں ۔ اُسی نام پر میں صدہا بار قربان)

(نام و نامی آپؐ کا قرآن کی خوبصورتی ہے ۔ آپؐ کی ثنا اِسی پاک کلام میں ہے)

(نبیوں کے سرتاج ہیں محمدؐ ۔ نام محمدؐ اللہ کے پاک کلام میں ہے)

(میں یہاں دردوں کی وجہ سے بڑا چلّا رہا ہوں ۔ میرے واسطے مہربانی کا پیغام بھیجئے)

(مجھے اپنے پاک آستانے پہ بٹھائیے ۔ کہ میں وہاں پر اپنا آشیانہ بنالوں)

(میں اُس دن کا منتظر ہوں یا محمدؐ ۔ برسا دیجئے مجھ پہ مہربانی کی بارش)

(خواب میں سوئے ہوؤں کو جگا دیا ۔ جس وقت آپؐ نے دین کا ڈنکا بجایا)

(اُمید ہے کہ آقا مجھ پر نظر کرم فرمائیں گے ۔ ہمیشہ دل اسی خوشی میں ہے)

(بیچارے بیرل کو پیری اور مزدوری نے گھیر رکھا ہے (اے محمد مصطفیٰ) اپنے غلام کو یونہی مت چھوڑئے)

Marfat.com

براہوئی نعتیہ اشعار:-

مریو قرباں پناں نایا محمدؐ
بریو تموؔ ذر انا یا محمدؐ،

خنونا گنبدِ خڑ کان ھڑدے
مریو ھڑدے گُرانا یا محمدؐ،

کرف دیدارِ تے نادا غلام ءِ
ھرک پاکا قرآن ءَ یا محمدؐ

حوال ءِ اُمّتی ناؔ سُربہ تینا
خراب ءِ حال دانا یا محمدؐ

ھراتم ناپِن ءِ داخفک بنگو
صلات ایستر پنانا یا محمدؐ

ارے سختی دما دم ننکہ ھڑدے
بلاک ءُ اُمتا تا یا محمدؐ

ارے دا پیرلِ ءِ نئے پیں وسیلہ
نے آن پین دیرِ ءِ دانا یا محمدؐ

ترجمہ:-

(میں قربان جاؤں تیرے نامِ گرامی پر یا محمدؐ-تیرے آستاں پہ جبیں سائی کروں یا محمدؐ)

(تیرے سبز گنبد کو نزدیک سے روز دیکھا کروں۔ روز تیرے نزدیک رہتا ہی رہوں یا محمدؐ)

(اپنا دیدار کراؤ اس غلام کو۔ قرآنِ عظیم الشان کا واسطہ ہے تجھے یا محمدؐ)

(خبرگیری کر اپنی اُمّت کی۔ بُری ہے حالت اس کی یا محمدؐ)

Marfat.com

(جب بھی تیرے نام نامی کو یہ کان سُن لیں ۔ (تو اُسوقت) صلوٰۃ وسلام
آپ کے نام گرامی پر بھیجیں یا محمدؐ)

(سختیاں ہیں ساعت درساعت روز ہمارے لیئے ۔ بلائیں ہیں
تیری اُمّت پہ یا محمدؐ)

(اس بیرل بیچارے کا کوئی وسیلہ ہی نہیں ۔ تجھ بن اور کون ہے
اس کا یا محمدؐ)

عبدالرحمٰن غور سبّی[1] سے کوئی آٹھ میل دور "کُچھ ولہاری خاں" میں منشی لال خاں بلوچ کے ہاں تولد ہوئے ۔ بچپن ہی سے علم و ادب سے شغف تھا ۔ چنانچہ ۱۹۴۵ء میں بمقام سبّی "ادارۂ ادب بلوچستان" کی بنا ڈالی گئی تو آپ نے اس میں سرگرمی سے حصّہ لیا ۔ بعد میں اس ادارے کے زیرِ اہتمام آپ کی چند کتابیں شائع ہوئیں ۔ آپ مختلف اوقات میں معلّم میثاق الحق، اتحاد، نعرۂ حق، زمانہ، قاصد، ساربان، نوائے وطن اور صبح نو وغیرہ میں مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے ۔ آج کل سبّی کی پبلک لائبریری کے انچارج ہیں ۔

غور کا پہلا مجموعۂ کلام فروری ۱۹۴۹ء میں "پھندے" کے نام سے چھپا ۔ دوسرا مجموعہ "متاعِ بُردہ" ۱۹۶۷ء میں طباعت کے زیور سے مزین ہُوا ۔ وہ "نذرانۂ عقیدت" بارگاہِ رسالت مآب میں کے تحت گویا ہوتے ہیں :-

مری حیات کا حاصل ہے دیدۂ گریاں + حضور! آج یہی اشک بار لایا ہوں
جہاں کا درد ہے سرمایۂ حیات مرا + ستم زدہ ہوں، دلِ غمگسار لایا ہوں
مجھے ملال ہے، میں باعثِ سکون نہ بنا + دلِ غریب کی غمگیں پکار لایا ہوں

---

[1] بلوچستان میں اردو، ص ۲۳۳ ۔

بلوچی میں کہتے ہیں :-

جوانیں مقام انت شہ انبیاء
نہ لیسہ دگہ کے رُتبہ رضاء
ہما ہنی جمال ءَ جہان انت روشن
آں حق ءِ حدیقہ آں رحمت خداء

ترجمہ :-

(سب سے اول مقام مقام مُصطفیٰ ہے۔ کسی اور کو یہ رُتبہ رضا نہیں ملا ہے)

(اُسی کے جمال سے جہان منور ہے۔ وہ حق کا باغ وہ خُدا کی رحمت ہے)

مولانا عبدالغفور احسن غارانی بلوچ ولد مولوی شیر محمد کا مجموعۂ کلام "گلدستۂ عبدالغفور" بزبان بلوچی ۱۹۶۹ء / ۱۳۸۸ھ میں منظرِ عام پر آیا۔ کل صفحات ۴۸ ہیں۔ چند نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

تُون گنین تعریف احمد مُصطفیٰ مختار من
مُصطفاؤ مُجتباؤ، انبیاء سرکار من
گر مبُو نین مُصطفیٰ بیتک نبوت اہل جہان
بُوآن تو قرآن سیل کن دیبستگُن اظہار من
نام من عبدالغفور وہم تخلص شد غفور
تکیہ دارِن بر شفاعت شافع فُجّار من

ترجمہ :-

(تیری تعریف میں رطب اللسان ہوں ہیں۔ تم سردار انبیاء یا محمدؐ مُصطفیٰ)

(اگر محمدؐ مُصطفیٰ نہ ہوتے تو یہ جہان بھی نہ ہوتا یہی نقطہ مجھے

Marfat.com

قرآن نے سمجھایا ہے)

(نام ہے عبدالغفور اور تخلص بھی غفور۔ تیرا ہی آسرا ہو شفاعت مُصطفیٰ)

ایک اور مجموعۂ کلام "گفتارِ احسن" بزبان بلوچی قلات پریس کوئٹہ سے چھپا ہے۔ کل صفحات ۶۴ ہیں۔ مولانا عبدالغفور نے اپنا تخلص غفور کی بجائے احسن رکھ لیا ہے۔ چند نعتیہ شعر یہ ہیں:-

آہتگن من تی کہ شہرا یا محمدؐ مُصطفیٰ
کپتگن من تی کنارا یا محمدؐ مُصطفیٰ
پہ نکرتن من اطاعت نون پشیمان بُوتگن
بیل یکن بمن خدا را یا محمدؐ مُصطفیٰ
زرتگن آ ہتن گناہان من خطا وارن رُسولؐ
رحمتے نونِ بیت اشارا یا محمدؐ مُصطفیٰ

ترجمہ:-

(میں تیرے شہر میں آیا ہوں یا محمد مُصطفیٰؐ۔ اور تیرے ہی کنارے آ لگا ہوں یا محمد مُصطفیٰؐ)

(تیری اطاعت نہیں کی اس پر پشیمان ہوں۔ ہو نگاہ لُطف میری طرف یا محمد مُصطفیٰؐ)

(میں گناہوں کے بوجھ سے پُشت خمیدہ حاضر ہوا ہوں۔ لُطف و درگزر کا ہو اشارا یا محمد مُصطفیٰؐ)

میر عنایت اللہ قومی

چراغ ءِ تو دین ءِ محمد تئی نامیں
تو قاصد خداءِ اوماتئی غلامیں
ہمو دۆ ببر تو وتی عاشق ءَ را
اِداں قومی ءِ زندگی تا تمامیں

Marfat.com

ترجمہ :-

(آپؐ دین کے چراغ ہیں محمدؐ آپ کا نام ہے ۔آپؐ خدا کے پیغمبر ہیں اور ہم آپؐ کے غلام ہیں)

(ہمیں بھی اپنے عشّاق کو وہیں لے جائیے ۔ تو بھی یہاں ہماری زندگیاں ناتمام ہیں)

نصرت اللہ شیدا

رحمت اللعالمین صل علیٰ،
آسمان ءَ تاں زمیں صل علیٰ
نوراللہ نور دُنیا نُور کُل
تئی لقب نور خدا صل علیٰ

ترجمہ :-

(آپؐ جہانوں کے لیئے رحمت ہیں صل علیٰ ۔ آسمان و زمین سب پر احاطہ کیئے ہے صل علیٰ)

(آپؐ خدا کے نور دنیا کے لیئے نور اور کل کے لیئے نور ہیں ۔ نور خدا آپؐ کا لقب ہے صل علیٰ)

محمدؐ اسحاق بزدار

لائخیں صفتاں اول پاکیں خُدا
شو پدیغ ءَ برز نئی ثنا ئیں رسولؐ
رحمت اللعالمین این تئی لقب
رحمتے پاک رحمانیں رسولؐ

ترجمہ :-

(لائق مدح سب سے پہلے حق تعالیٰ کی ذات ہے ۔ پھر ستائش کے لائق ہیں رسول پاکؐ)

Marfat.com

(آپؐ کا لقب رحمت اللعالمین ہے۔ آپؐ کی شان یہ ہے کہ آپ خدا کی رحمت ہیں)

فیض بخشاپوری (جو "غالب سندھ" کہلاتے ہیں[1])

محمدؐ مصطفیٰ امیں نورِ یزداںؑ
محمدؐ کعبہ و قبلہ و ایماں
محمدؐ مصطفیٰ ایں فیض رحمت
محمدؐ سرور و سرکار و سلطاں

ترجمہ:۔

(محمدؐ مصطفیٰ ہے نور یزداں۔ محمدؐ کعبہ و قبلہ و ایماں)
(محمدؐ مصطفیٰ ہے فیض رحمت۔ محمدؐ سرور و سرکار و سلطاں)

خدا رحیم بیتابؒ

اے شاہ عرب بشکن عرض انت بہ لباں تا
اُمت اے تئی کشتی غرق بوتہ بہ عصیاں تا
بیتابؔ گشیت ایماں لنت حمد و ثنائے تا
مومن نہ بیٔ زیاں قول انت قرآن ءِ تا

ترجمہ:۔

(اے شاہِ عرب ہمارے لبوں کی عرضداشت سن۔ اُمت کی کشتی غرق عصیاں ہو رہی ہے)

(بیتاب آپؐ کی حمد و ثنا میں محو ہے۔ کیوں کہ مومن کی سعی قرآن کے مطابق غارت نہیں ہوتی)

---

[1] بلوچستان میں اُردو، ص ۱۶۶۔

Marfat.com

اثیر عبدالقادر شاہوانی خلف الرشید میاں خاں کلی حسنی، میاں غنڈی تحصیل مستونگ (ڈویژن قلات) میں ۱۴ جون ۱۹۳۹ء کو پیدا ہوا۔ ایم اے فاضل بلوچی ہے۔ چند سال سے بحیثیت ایڈیٹر اولس بلوچی اوراحوال براہوئی کام کر رہے ہیں۔ اُردو اور بلوچی میں چند کتابیں بھی لکھی ہیں۔ مختلف رسائل واخبارات میں مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ بلوچی اور براہوئی میں نعتیہ کلام موجود ہے۔ مثلاً

سرزرتہ مہرءِ روشنی
شمال چاریں کنڈ فی
کُلاں سَہ برز شان نی
عرش ءِ سَرا سَر نام نی
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

ترجمہ:۔

(مہر و محبت کی اُبھری ہے روشنی۔ چاروں سمت پھیلی ہے روشنی سب سے اُونچی ہے شان اُس کی۔ عرش پہ ہے اس کا نام نامی۔ صلّ علیٰ صل علیٰ)

سلام اوڑاکہ او نورے خُدا مس
سلام اوڑاکہ او غمنا دوا مس
سلام اوڑاکہ دُنیا دا فدائے تن
درود اوڑاکہ او ننکن وسیلا مس
سلام اوڑاکہ او خیرالبشر مس
درود اوڑاکہ او ننکن شفامس

ترجمہ:۔

(سلام اس پر جو نورِ خُدا بن کر آیا۔ سلام اس پر جو درد مندوں

Marfat.com

کی دوا بن کر آیا)

(سلام اُس پر جس کے دنیا والے فدائی ہیں۔ درود اس پر جو ہمارا وسیلہ بن کر آیا)

(سلام اُس پر جو خیر البشر بن کر آیا۔ درود اس پر جو ہماری شفا بن کر آیا)

مشہور فنکار / گلوکار خمیسا خاں بلوچی کا شاعر بھی ہے نعتیہ کلام ملاحظہ کیجئے:۔

ماگستاں چہ حقّاں اَش کناں مومناں
لکھ سی قرآنِ ظاھر پہ عالمان

بلے حرص و جوفواں اے دُنیا دروغناں
ماگستان چہ حقّان اَش کنان شاھومنان

ماکہ نورِ نبیؐ شانِ تعریفا کنتاں
لکھ سی قرآنِ ظاہر پہ عالمان

خیرات دستِ خود رسان اے کلا ہموانانتے
کل جمع بیاں ہمودا قیامت سامان ہاں
ماگشان چہ حقان اَس کناں شاموِمناں
لکھ سی قرآں ظاہر پہ عالمان

حُکم پاکِ خُدا ئے چار چیزے بار فرض نا
نماز۔ روشک۔ حج۔ زکات اے چیکا ماکئے فرض نا
ماگشاں چہ حقان۔ اش کناں مومناں
ماکہ نورِ نبی شانِ تعریفا کناں لکھی قرآنِ ظاہر پہ عالمان
محشر دوش اول اڑنا بیول بی چپسرا نیک و بد
ترکڑی تول بی۔ ماگشان چہ حقان اش کنان مومنان

Marfat.com

لِکھ سی قرآن ظاہر پہ عالمان
نام مَیں خمیسا نور نبی نادمان قیامتاں ئیں کناں شفاع
گڈ تومیں فریاد ناں ۔ ماگشاں چہ حقّان ۔ اش کناں مومناں
ظاہر پہ عالمان

ترجمہ :۔

(میں حقیقت کہہ رہا ہوں ۔ سنو مومنو ۔ قرآن شریف میں لکھا ہے اور عالموں پر ظاہر ہے)

(حرص اور جوئے یعنی دنیاوی لالچ کو چھوڑ دو ۔ کیونکہ یہ جھوٹ کا جہان ہے)

(میں حضور نبی کریمؐ کی تعریف کرتا ہوں ۔ کیونکہ قرآن شریف میں لکھی ہے ۔ جو عالموں پر ظاہر ہے)

(خیرات اپنے ہاتھ سے دینا سب سے بہتر ہے اور سب جمع ہوں گے ۔ اس جگہ اور قیامت کے دن مَیں حقیقت بیان کر رہا ہوں ۔ سنو مومنو ۔)

(اللہ تعالیٰ کے حکم پر چار چیزیں فرض ہوئیں ۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ ۔ یہ تمام چیزیں ہم پر فرض ہیں ۔ اس لیئے میں حقیقت بیان کر رہا ہوں ۔ کیونکہ قرآن مجید میں لکھا ہے)

(محشر کے دن ہم سے پوچھا جائے گا ۔ پھر نیکی و بدی ترازو میں تولی جائے ں ۔ قرآن پاک میں لکھا ہے ۔ جو عالموں پر ظاہر ہے)

(میرا نام خمیسا ہے ۔ میں نور نبی کا خادم ہوں ۔ تاکہ قیامت کے دن میری شفاعت فرما دیں ۔ میری یہی فریاد ہے)

Marfat.com

میر مٹھا خاں مری کا ہان[۱]، علاقہ مری میں ۱۹۱۲ء میں بھادانی زئی گزن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد معلمی کا پیشہ اختیار کیا۔ پھر منسٹریل سروس سے وابستہ ہوئے اور بتدریج ترقی کرتے ہوئے سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں ریٹائر ہوئے۔ ان دنوں ایک 'کول کمپنی' سے وابستہ ہیں۔ علم وادب اور خصوصًا شاعری سے شروع ہی سے شغف تھا۔ ریٹائر ہونے کے بعد 'بلوچی اکیڈمی' کوئٹہ سے وابستہ رہے۔ اُن کی تصنیف 'مست توکلی' (بلوچی) 'بلوچی اکیڈمی' کوئٹہ نے شائع کی۔

میر مٹھا خاں مری نے ایک کتاب "سیرت النبیؐ" (بلوچی) مرتب کی ہے۔ جو ۲۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے حکومت پاکستان، وزارتِ اطلاعات و نشریات نظامت مطبوعات کوئٹہ نے جولائی ۱۹۸۱ء میں شائع کیا ہے۔

بلوچی نثر میں سیرتُ النبیؐ سے متعلق یہ دوسری کتاب ہے۔ پہلی قاضی عبدالرحیم صابر کی "دوجہان ءَ سردار" تھی۔ اس کا انداز بھی وہی ہے۔ جو غلام نبی راہی کے 'سیرتُ النبیؐ' کے ترجمے کا ہے۔ اس میں بھی مولانا شبلی' علامہ سید سُلیمان ندوی کی معرکۃ الآرا "سیرتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" سے مختلف عنوانات کے تحت بلوچی میں ترجمے کیے گئے ہیں۔ ترجمہ رواں' دلپذیر اور متاثر کن ہے۔ اس سے صرف بلوچی جاننے والے قارئین پوری طرح مستفید ہوسکیں گے۔ بلوچیات میں یہ ایک قابلِ توصیف اضافہ ہے۔ افادیت کے اعتبار سے آخرت کا توشہ متصوّر ہوگا۔

۱۔ جامع فہرست مطبوعات پاکستان بلوچی، براہوئی مع تعارف مُصنّفین ص ۶۵۔

باب چہارم

پشتو کے نعت گو شعرا

پشتو زبان میں نعت گوئی[1] کو اتنی ہی اہمیت حاصل ہے جتنی کہ عربی، فارسی یا اردو میں ہے۔ اور یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ پشتو میں نعت گوئی کی تاریخ قریب قریب مذہب اسلام کی تاریخ سے وابستہ ہے۔

تذکروں کے حوالے سے پشتو زبان میں جو پہلی حمد[2] سامنے آتی ہے وہ ژوب کے بیٹ نیکہ کی ہے۔ (ان کا ذکر اسی تذکرہ میں پہلے بھی آیا ہے اور وہیں حمدیہ اشعار بھی درج ہیں)

بیٹ نیکہ کے ایک نامور بیٹے اسمٰعیل سٹربنی اور ایک نامور شاعر ملک یار غرشین کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اور نمونہ کلام بھی پیش کیا گیا ہے۔

---

[1] "رفعنا لک ذکرک" پشتو نعت گوئی - ایک جائزہ، سید عابد شاہ عابد (قلمی) (فیچر کی صورت میں ریڈیو پاکستان کوئٹہ سے نشر شدہ)

[2] بقول سید عابد شاہ عابد (ص ۱۴) پشتو شاعری میں نعت گوئی پشتون شعرا کا خاصا رہا ہے، لیکن بد قسمتی سے پشتو کی کلاسیکی شاعری میں نعت کا حصہ بہت ہی کم ہم تک پہنچا ہے۔"

Marfat.com

پیر محمد کاکڑ کا مولد کان مہترزئی تحصیل مسلم باغ ضلع ژوب[1] تھا۔ وادیٔ ژوب کاکڑ قبیلہ کا مسکن ہے۔ تاریخ ولادت کا صحیح علم نہیں ہوتا صرف اندازے سے ۱۱۲۰ھ / ۱۷۰۸ء متعین کر سکتے ہیں کیونکہ آپ احمد شاہ بابا کے ہمعصر تھے اور اُس کے وقت میں شعر کہتے تھے۔ احمد شاہ بابا کے بیٹے شہزادہ سلیمان کے اُستاد بھی مقرر ہوئے۔ احمد شاہ بابا ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۷ء میں تخت نشین ہوئے۔ اُن دنوں آپ کی علمیت کا خاصا شہرہ تھا۔ قیاس چاہتا ہے کہ اُس زمانے میں آپ کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ ہوگی اس لیے آپ کی تاریخ پیدائش ۱۱۲۰ھ مقرر کی جا سکتی ہے۔

عبدالصمد دُرانی لکھتے ہیں کہ اُسے (پیر محمد کاکڑ) "کسے غر" (ژوب) کی سرزمین سے بے حد محبت تھی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ایک طرح کی پاکستانی قومیت کا تصور پیر محمد کاکڑ کے کلام میں موجود ہے۔ وہ آج سے تقریباً تین سو سال پہلے کشمیر اور لاہور کو اپنا وطن اور قندھار کو "دبل هیواد" (پرایا دیس) کا نام دیتا ہے[2] قندھار کے قیام کے دنوں میں بارہا اُسے وطن کی یاد ستاتی ہے۔ اور وہ پُرنم آنکھوں سے ژوب کو یاد کر کے کہتا ہے:۔

مونږ له هیواده تنها راغلی یُو
دبنر طوطیان یو په دام وتلی یُو
غمازه ظلم را باندی بس کړه
دښو یارانو فراق نښتلی یُو

---

[1] ۔ بلوچستان، ملک صالح محمد خاں لہڑی، کوئٹہ ۱۹۵۵ء ص ۵۶۔

[2] ۔ ثقافت اور ادب وادی بولان میں، کوئٹہ، ۱۹۶۶ء ص ۲۰

ترجمہ :-

(ہم اپنے وطن سے تنہا آئے ہیں۔ باغ کے طوطی ہیں جو دام میں گرفتار ہوئے ہیں)

(اے غماز اپنا ظلم اب ختم کر۔ اچھے دوستوں کے فراق نے ہمیں زخمی کیا ہے)

آپ ۱۱۹۶ھ / ۱۷۸۱ء تک زندہ رہے۔ ٹھیک تاریخ وفات کا علم نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۰۳ھ / ۱۷۸۸ء سے پیشتر رحلت فرمائی۔ کیونکہ اسی سال اُن کے شاگرد ابراہیم خان کاکڑ نے دیوان کو نقل کیا۔ اور خاتمہ پر پیر محمد کو اس طرح یاد کیا ہے جس سے اُن کی وفات ظاہر ہوتی ہے۔

پیر محمد کاکڑ خود اپنے پشتو دیوان کی تکمیل کی تاریخ کو یوں بیان کرتے ہیں :-

زر سل شپبز توی کلونه
دہجرت تیر شوی ودنه
ما انشاء دعشق دیوان کړ
په پښتو می ښه بیان کړ
په دے طمع چه یادګار شی
بیا منشور په مرد یار شی

ترجمہ :-

(ہجرت کے گیارہ سو چھیانوے سال گزرے تھے)

(کہ میں نے عشق کے دیوان کی تحریر مکمل کرلی۔ اس دیوان کو میں نے اچھی پشتو میں قلمبند کیا ہے)

(اور محض یہ خواہش دامنگیر تھی۔ کہ یہ ہر گھر میں پھیلے اور میری

Marfat.com

یادگار کے طور پر یاد رہے)

مولانا رومیؒ نے اپنی شہرہ آفاق مثنوی میں 'نے' کو جس پیرائے میں پیش کیا ہے۔ اُس کے اتباع میں پیر محمد نے اپنے فراق کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

جُدائی پہ غم شریک کرم د غمجنو
دھر چاپہ غارہ ژار مرلکہ نئے

ترجمہ:-

(ہجر و فراق نے مجھے ہر درد مند دل کا شریکِ غم بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ میں شخص کے ساتھ 'نے' کی طرح رو دیتا ہوں)

جیسے "دامغانی" کے دیوان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُس میں غم کا ایک بیت بھی نہیں ویسے ہی پیر محمد کے تمام شعروں میں خوشی اور سرور کا کوئی شعر مشکل سے ہی پایا جاتا ہے۔ اُن کے دیوان میں "یاروں کے فراق" کے تذکرے عام ہیں۔ اُن کا کلام جُدائی، فراق اور غم کا آئینہ دار ہے۔ بقول اُن کے "جب میں ہجر میں غزل کہتا ہوں تو میرے آنسوؤں سے کاغذ گیلا ہو جاتا ہے اور قلم جل جاتا ہے۔"

وہ غم کو مسخر کرتے ہیں اور مختلف مقامات پر اخلاقی درس بھی دیتے ہیں جیسے وارث کے ہاتھ کی زیادہ خیرات سے اپنے ہاتھ کی تھوڑی خیرات بہتر ہے۔ محتاج ہو کر بھی انسان کو سجدہ مت کر، کیونکہ اس سے تیرے ایمان میں خلل پڑ جائے گا۔ ہاتھ کے کمائے ہوئے تھوڑے کھانے پر قناعت اچھی ہے۔ بے عذر گدائی سے تو خدا بچائے رکھے۔ پیر محمد کے پشتو اشعار سے اس وقت کے حالات پر بھی روشنی پڑتی ہے جیسے

باریک خط د بنگلی مخ پہ صفحہ زیب کا
کاتب کبنی پر کشمیری کاغذ هموار خط

Marfat.com

ترجمہ :-

(گویا باریک خط خوبصورت چہرے کے صفحے پر ایسے زینت بخشتا ہے ۔ جیسے کاتب کشمیری کاغذ پر ہموار خط کھینچتا ہے ۔اس شعر سے کشمیری کاغذ کی شہرت کا پتہ چلتا ہے)

پیر محمد اپنے اصلی وطن (صوفیوں کے نزدیک روحانی عالم) کا ذکر ایسے کرتے ہیں : "جب سے مجھے اس مُلک کی عظمت کا علم ہوا ہے ۔میں ہر وقت اُس کی آرزو کرتا ہوں میں ایک قطرے کی مانند صاف و شفاف آیا تھا ۔ اب سیلاب (دنیاوی آلائش) سے میرا چہرہ گرد و غبار سے پُر ہے ۔ مجھے دریا (دریائے معرفت) سے نکالا گیا ۔ اب مچھلی کی طرح خشکی پر تڑپ رہا ہوں ۔ میں اپنے دوست سے آمنے سامنے رازکی باتیں کر رہا ہوں ۔مگر اس کو دیکھ نہیں سکتا ، سُورج کا نور میرے لیئے بغیر حجاب کے حجاب بنا ہوا ہے ۔"

مَیں ہی کہنے کو مناسب نہیں سمجھتے ، کہتے ہیں : اے پیر محمد ! جب میں مَیں اپنے کو کہتا ہوں تو یہ کہنا عشق میں خطاوار خیال کرتا ہوں"

اپنی خودداری کا یوں اظہار کرتے ہیں "نہ میں ایک مکھی ہوں کہ چھلکے پر چمٹوں اور نہ ہی مَیں کسی کی دعوت کا انتظار کرتا ہوں"

پیر محمد نے پشتو کے علاوہ فارسی میں بھی اپنے خیالات کو پیش کیا وہ پشتو میں بھی گاہے بگاہے فارسی اور عربی الفاظ استعمال کرتے ہیں ۔پشتو کے شاعر حمید بابا خالص پشتو کے الفاظ بروئے کار لاتے تھے اور کاظم شیدا عربی اور فارسی کے الفاظ استعمال کرتے تھے ۔مگر پیر محمد درمیانی راہ پر گامزن نظر آتے ہیں [۱]۔

---

[۱] - دیوان پیر محمد کاکڑ ، عبدالروف بینوا ، کابل ، ۱۳۲۵ ، دیباچہ ص ۱ تا ۵ ۔

Marfat.com

آپ کا پشتو زبان کی ترقی میں ممتاز حصہ ہے۔ یہ پہلے ادیب تھے۔ جنہوں نے پشتو زبان کی گرامر "معرفت الافغانی" کے نام سے تحریر کی۔ آپ نے احمد شاہ بابا کے ارشاد پر ایک تاریخ بھی پشتو میں رقم کی تھی جس کا ایک نسخہ امیر عبدالرحمٰن کے دربار میں موجود تھا مگر بعد میں وہ محفوظ نہ رہ سکا۔

پیر محمد کاکڑ اساتذہ میں رحمٰن بابا کے صوفیانہ اور انسانیت دوست کلام سے بیحد متاثر تھے۔ پیشتر ازیں پیر محمد کے جو اشعار پیش کیے جا چکے ہیں۔ اُن سے اس امر کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے۔ بہرحال پیر محمد کاکڑ اپنے کلام کی ندرت کے باعث پہچانے جاتے ہیں۔ پیر محمد کاکڑ کے مجموعۂ کلام میں جو نعت شامل ہے اُس کے چند شعر یہ ہیں:۔

اول نور کہ دَ رسول نہ وائے پیدا
روشنائی بہ پیدا نہ ؤ وہ پر دُنیا
پہ ظاہر محمدؐ ختم النبییّن دیٔ
پہ معنیٰ ئی مقدم دِیٔ تر ھر چا
محمدؐ دیٔ شیریار دَ دوا ہرو کونو
بے لہ خدایہ محتاج نہ دِیٔ دَ ھیچا
کوم عاصی بہ وِی نومید لہ مغفرتہ
چہ شفیع لری ھم دَہ غوندی پیشوا
کہ ھر خو پہ عصیان دوب زہ پیر محمدؐ یم
لہ نبی دَ اشفاعت کرم تمنّا

ترجمہ:۔

(اگر محمدؐ کا نور پیدا نہ ہوتا۔ تو اس دُنیا پہ اللہ روشنی نہ کرتا)

Marfat.com

(ظاہر میں محمدؐ ختم النبیین ہیں۔ اور معنیٰ میں سب سے مقدم ہیں)
(محمدؐ دونوں جہانوں کے شہریار ہیں۔ وہ سوائے اللہ کے اور کسی
کے محتاج نہیں)
(کوئی بھی گنہ گار ان کی رحمت سے نا اُمید نہیں۔ کہ محمد شافع بھی ہیں
اور پیشوا بھی)
(میں جتنا بھی غرقِ عصیاں ہوں۔ پیر محمدؐ مجھے نبی کی شفاعت
کی تمنا ہے)

اِسی دور کے شاعر احمد شاہ ابدالی بھی ہیں جو صاحبِ دیوان شاعر ہیں۔ اُن کی نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

پہ رسُول می زیرہ ناز یږی
کل اُمتٔ پرې هوسیږی
چې پہ موږ بہ ورحمیږی
فریاد رس یا مُصطفیٰ!

ترجمہ:۔

(میرا دل رسول پر نازاں ہے۔ اور تمام اُمت اُنہی پر فخر
کرتی ہے)
(وہ ہم پر مہربان ہوگا۔ یا مُصطفیٰؐ فریاد رسی کر)

اسی زمانے میں کسے غر (ژوب) کے علاقے کے ایک قادر الکلام شاعر شمسُ الدین کاکڑ ہو گزرے ہیں۔ اُن کے چند نعتیہ شعر یہ ہیں[لہ]۔

کہ مطلب دے دیٔ وصال دَ محمدؐ
تل پہ زړہ کښے سرہ خیال دَ محمدؐ

لہ۔ اولس پشتو کوئٹہ، خصوصی نمبر ۱۹۶۸ء

Marfat.com

آئینہ کړه د زړه شرګے دو نه ګوره
قوربہ او وینے ہر حال کے محمدؐ
د هر ګل حسن بہ ستاد شرکو خارشی
کہ دے ولیدے جمال د محمدؐ
سر درود مخ طلب د عدد مکړه
ژبہ وچہ کړه پہ سوال د محمدؐ
چہ سیوزمئ ے دانګیده دہ د حسن
لمہ پہ حسن کلہ سیال د محمدؐ
سہ کوشره مي روان کړه تشنہ لبہ
خو نصیب بی کړه زلال د محمدؐ
خدائے رانجہ ذ شمس الدین کړه نفع فاؤن
نرقدم چہ دی پائما ام د محمدؐ

ترجمہ :-

(اگر تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب چاہتا ہے۔ تو ہمیشہ انہی کا خیال دل میں جاگزیں رکھ)

(دل کی آنکھ کو آئینہ بنا کر دیکھ تو تجھے، یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے نظر آئیں گے)

(اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال دیکھ لے۔ تو دوسرے تمام پھولوں کا حسن تیری آنکھ کا کانٹا بن جائے گا (تجھے کھٹکے گا)

(تو درود پڑھ کر اور حساب لگا کر دعائیں مت مانگ۔ بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ورد کرتے ہوئے اپنی زبان خشک کرلے (سکھادے)

Marfat.com

(چاند جس سورج کے حسن اور تابانی کا حاشیہ بردار ہے۔ وہ
سُورج بھی حضرت محمد صلعم کے سامنے ہیچ ہے)
(تو مجھے آپ کوثر سے بے شک پیاسا ہی لوٹا دے۔ لیکن محمدؐ
کی قدم بوسی مجھے ضرور نصیب ہو)
(خُدا نے شمس الدین کی آنکھوں کے لیئے وہ خاک بھی سُرمہ بنا
دی۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تلے پائمال ہوئی)

مُلا جان محمد[1] کاکڑ ضلع ژوب کے رہنے والے تھے۔ شاہ شجاع کے زمانے میں یہ قادر الکلام صوفی شاعر تحصیلِ علم کی خاطر بنوں صوبہ سرحد گئے تھے۔ اور وہاں انہوں نے حضرت میاں محمد عمر چمکنی کی مریدی اختیار کی تھی۔ اس کا ذکر انہوں نے اپنے اس قلمی دیوان میں کیا ہے جو حافظ خان محمد کے کتب خانہ میں تھا وہ خود لکھتے ہیں:

تحت بعون اللہ تعالیٰ فی یوم الخمیس وقت ضحیٰ من ید جان محمد نسخہ ھذا ۱۲۱۵ھ ق فی شہر ربیع الاول فی فصل نوروز تصنیف وکتابت از دست جان محمد شفاعت خواہ محمد و تعالیٰ احد در زمانہ شاہ شجاع در جماعت اخوندزادہ شیر محمد اوستاد نادر ملک بنوں ایام طالب علمی شاگرد او بودم در آں جا حضرت شیخ سلیمان سنکڑے ماو مذہب من حنفی واز نسل کاکڑ و ملک من ژوب۔

۱۲۱۴ھ / ۱۷۹۹ء میں انہوں نے اپنی غزلیات کا مجموعہ "جلبدین" کے نام ردیف وار مرتب کیا تھا۔ ملا جان محمد کے اس ۳۵۸ صفحات اور تقریباً چار ہزار اشعار پر مشتمل قلمی دیوان کی ابتدا اس شعر سے ہوتی ہے:۔

---

[1] تذکرہ صوفیائے بلوچستان، ص ۷۲، ۷۳۔

Marfat.com

ابتدا و انتہا دئ رب زما ،

آفرین دھر پیدا دئ رب زما

ترجمہ:۔

(ابتدا و انتہا مرے رب کے لئے ہے ، ہر شے کی آفرینش مرے خدا نے کی ہے)

حلیدین ابھی تک دیکھنے میں نہیں آیا البتہ اس مجموعے کے بارے میں خود انہوں نے ۱۲۱۵ ھ/ ۱۸۰۰ء کے دیوان میں یہ اشعار کہے ہیں:۔

ماچہ دا دیوان تصنیف بعون اللہ کړ

یو لبا بل پہ حلیئدین دئ مسما

حلیدین پہ یو کال پس وو تر دا ورانذی

پہ تاریخ دفیئر نکیئا نو دغزا

ترجمہ:۔

(میں نے بعون اللہ یہ دیوان لکھا۔ اس کے علاوہ میرا ایک اور دیوان بھی ہے جو حلیدین سے مسمٰی ہے)

(حلیدین ، انگریزوں سے جہاد کے دوران اس تصنیف سے ایک سال قبل مرتب ہوا)

گمان اغلب ہے کہ وہ تحصیل علم کے بعد اپنے دین مُبین اِسلام کی تعلیمات کی تبلیغ کے لئے واپس ژوب آگئے ہوں گے ۔ بلوچستان میں ان قلمی نسخوں کا وجود اس گمان کی بین دلیل ہے ۔

نعت شریف جان محمد کاکڑ مرحوم

۱۔ کہ قدم نہ دے وُھلے پیشوا زما ۔ پہ دنیا نہ دے راغلئ پیشوا زما

۲۔ دجہان بوئی بہ ہیجانہ وُولیدلے ۔ کہ چا نہ دے لیدلے پیشوا زما

Marfat.com

۳۔ دَلولاک تاج ئے پہ سر باندے ورکنبوۓ ۔ پہ نبہ ناز باندے نازولے پیشوا زما
۴۔ ہیچ زوئی درہ تر ځاۓ نہ رسیری ۔ هغو ځائے چہ ونیوئے پیشوا زما
۵۔ ہیچ جوف خطرہ ئے نستہ پہ عقبیٰ کنبے ۔ حقیقہ چا چہ منلی پیشوا زما
۶۔ کہ څوک وائی تر بنا غلیو پہ دنیا کنبے ۔ تر بنا غلو ډیرے بنا غلے پیشوا زما

ترجمہ:۔

(اگر میرے پیشوا (محمدؐ) دنیا میں تشریف نہ لاتے ۔ یا اگر اس دُنیا میں میرے پیشوا نہ آتے)

(اس دنیا کی کوئی چیز بھی کوئی نہ دیکھتا ۔ اگر کسی نے میرے پیشوا (محمدؐ) کو نہ دیکھا ہوتا)

(لولاک کا تاج ان کے سر پر رکھ کر ۔ (خدا نے) میرے پیشوا کی خوب ناز برداری کی)

(کوئی بھی شخص اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا ۔ جو مقام میرے آقا کو حاصل ہے)

(اس شخص کو عقبیٰ (آخرت) کا کوئی اندیشہ نہیں ۔ جس نے میرے آقا کو تسلیم کر لیا)

(اگر کوئی دُنیا میں کسی معتبر کی بات کرتا ہے ۔ تو میرے پیشوا (آقا) سے زیادہ پیشوا دُنیا میں کوئی نہیں)

علامہ عبدالعلی اخوندزادہ[1]، مُلا عبدالخالق اخوندزادہ کے صاحبزادے تھے ۔ اُن کے دادا مُلا عبدالرحمٰن اخوندزادہ اپنے وقت کے متبحر عالم تھے آپ ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء میں پشین کے خانوزئی نامی گاؤں میں پیدا ہوئے

---

[1] علامہ عبدالعلی، حافظ خان محمد، گلستان کوئٹہ جنوری ۱۹۵۷ء ص ۱۲۔

یہ گاؤں کوئٹہ سے مسلم باغ جاتے ہوئے سڑک کے بائیں جانب پڑتا ہے گاؤں کے لوگ بڑے باہمت اور علم دوست واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے برسوں پہلے بندات تعمیر کر کے اپنے گاؤں کو وہ سرسبزی اور شادابی بخشی ہے جو آج اس دیہہ کو میسر ہے۔

اُن کا تعلق کاکڑ قبیلہ سے تھا۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی۔ خود کہتے ہیں :۔

"میں ابھی بچہ ہی تھا کہ والد محترم نے داعیٔ اجل کو لبیک کہی۔ میں نے اپنے چچا مُلا عبدالقادر اخوندزادہ سے تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ کچھ عرصہ بعد مُلا عبدالقادر اخوندزادہ ترکستان چلے گئے۔ جاتے وقت انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ تم قندھار جا کر حصول علم کی سعی کرو۔"

آپ مزید تعلیم کے لیئے عازمِ قندھار ہوئے۔ جو اُس زمانے میں علماء اور شعرا کا مرکز تھا۔ آپ نے کچھ عرصہ تک وہیں تعلیم حاصل کی۔ مگر تکمیل علم سے قبل ہی وطن واپس لوٹ آئے۔

عبدالحی حبیبی لکھتا ہے: "یہ نوجوان کاکڑ قبیلے کے حساس دلوں کا نمائندہ تھا۔ جوانی کے ایام "کسے غر" کی شاداب وادیوں میں بسر کیئے تھے۔ کوژک کی پہاڑیوں کی زندگی بخش فضا میں سانس لی تھی۔ اور پشین کے حسین وجمیل خطے" میں سن شعور کو پہنچا تھا۔"

اسی زمانے میں بوستان کے رہنے والے جید علماء (مولوی محمد صدیق اور مولوی دوست محمد) دایو بند سے اپنے گاؤں واپس آئے تھے۔ اور متعدد طلبہ اُن کے حلقۂ تلمذ میں شامل تھے لہذا اخوندزادہ عبدالعلی نے بھی اُن کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیئے اور دستار فضیلت کے مستحق گردانے گئے۔ آپ کے اساتذہ آپ کی ذہانت اور لیاقت کے مداح تھے۔ حافظ خان محمد نے لکھا ہے کہ ایک بار میں نے اُن کے حافظے کے متعلق دریافت کیا تھا۔

Marfat.com

تو انہوں نے جواب دیا کہ عالمِ شباب میں امام صاحب جب فجر کی نماز میں طویل سورت پڑھتے تھے تو وہ سورت مجھے فوراً ہی یاد ہو جاتی" اور یوں قریباً سارا قرآن پاک انہیں حفظ تھا۔

حافظ خان محمد نے اس خطے کی ادبی تاریخ قلمبند کی ہے جو "دَ بے غر گلان" (کسے غر کے پھول) کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے علامہ عبدالعلی مرحوم کے بارے میں لکھا ہے[1] کہ:-

"ایک دن علامہ عبدالعلی میری دکان میں بیٹھے تھے۔ اور اُردو شعرا کے کلام کے مطالعے میں مصروف تھے۔ اسی دوران قدیم شعرا کے کلام پر رائے زنی اور تنقید شروع ہوئی، ایک شاعر کے ہاتھ میں مرزا عبدالقادر بیدل کا دیوان تھا، اُس نے غالب کے حوالے سے بتایا کہ بیدل بہت ہی مشکل پسند شاعر تھے۔ مگر میرے خیال میں بیدل مشکل پسند شاعر نہ تھے۔ اس پر علامہ عبدالعلی نے بیدل کا ایک شعر پڑھا اور پھر ایسے دلچسپ انداز میں اُس کی تشریح کی کہ اہلِ محفل عش عش کر اُٹھے اور سب لوگ لاجواب ہو گئے۔"

آپ عربی فارسی میں ید طولےٰ رکھتے تھے۔ پشتو آپ کی مادری زبان تھی۔ آپ کا دیوان شباب کی یادگار ہے۔ حافظ خان محمد نے آپ کے کلام کا انتخاب ۱۹۵۵ء میں "شاخِ گل" کے نام سے چھپوایا تھا۔ عبدالصمد دُرانی لکھتے ہیں کہ "شاخ گل" کی طباعت و اشاعت پشتو ادب کے جدید دَور میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس مختصر سے مجموعے کے مطالعے نے مقامی نوجوانوں کو اپنی مادری زبان میں شعر کہنے اور نثری ادب تخلیق کرنے کی ترغیب دی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج کوئٹہ ڈویژن کے

---

[1] - ثقافت اور ادب وادیٔ بولان میں، ص ۳۲ تا ۳۴ -

پچے پچے میں جتنے نوجوان شاعر نظر آتے ہیں وہ علامہ موصوف کے خوشہ چینوں میں نظر آتے ہیں۔

علامہ صاحب نے نوجوان جذبے کی عکاسی ان الفاظ میں کی ہے۔

ځوانئے په داسې شان ګلزار کړی
چه بهشت ورته حیران
ناشت په هسې شان مکان کښې
چه جنت ورته خجل دی

ترجمہ :۔

("یعنی جوانی وہ کہ جہاں پہنچے وہی جگہ ایسی گلزار بنے کہ جنت اسے دیکھ کر حیران ہو۔ اور جوانی جس مقام پر مکین ہو اُس کے سامنے جنت بھی خجل ہو")

محبوب کے ہونٹوں کو کوثر کے جام سے تشبیہ دیتے ہیں :۔

سرے شونډې دې جُدا کړے د عبدالعلي د لبو
بے نیازه جام دې توئ کړو د کوثر ولې له ما

ترجمہ :۔

(اے بے نیاز محبوب تم نے عبدالعلی کو اپنے سُرخ ہونٹوں سے محروم کر کے ایسا ستم ڈھایا گویا کوثر سے لبریز جام خاک پر اُنڈیل دیا ہو)

علامہ عبدالعلی کے پاس نزدو دور سے علماء آتے رہتے تھے۔ اور یوں علمی گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا۔ بلوچستان کے نواب اور سردار اپنے علاج کیلئے یا کسی پیچیدہ گتھی کو سلجھانے کیلئے علاّمہ عبدالعلی کے پاس آتے تھے۔

۱۳۴۹ھ (۱۹۳۰ء) کے لگ بھگ خانِ قلات نے آپ کو ریاست کا وزیر معارف اور قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ آپ نے دو تین سال تک اپنے فرائض

Marfat.com

بطریقِ احسن سرانجام دیئے ۔ بعد میں خانگی امور کے پیش نظر مستعفی ہو کر اپنے پیشۂ طب اور زمینداری کی جانب متوجہ ہوئے ۔

علامہ عبدالعلی کا عظیم کارنامہ معاشرے کی اصلاح تھا ۔ انہوں نے بُری رسوم اور قبیح عادات کے خلاف تقاریر کیں اور مباحثے کیئے ۔ اور اس میں وہ ایک حد تک کامیاب بھی ہوئے ۔

علامہ عبدالعلی نے عملی طور پر تحریکِ پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا ۔ قاضی محمد عیسیٰ اپنی تقریر "تحریکِ آزادی بلوچستان" میں کہتے ہیں [1]

"یہاں بے جا نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ میرے ہاتھوں پہلا شخص جس نے بلوچستان میں مسلم لیگ کی ممبری قبول کی وہ مرحوم اخوندزادہ عبدالعلی تھے ۔ علاوہ ازیں جدوجہد میں جو دورہ میں نے مسلم لیگ کے قیام کے لیئے کیا مرحوم اخوندزادہ نے میرا ساتھ دیا ۔"

جون ۱۹۴۳ء میں قائداعظم پہلی بار بلوچستان میں تشریف لائے تھے ۔ تو اُس موقع پر سب سے پہلے جس شخصیت نے قائداعظم کو محبت کے گہرے جذبات کے ساتھ خوش آمدید کہتے ہوئے ہاتھ ملایا وہ علامہ عبدالعلی اخوندزادہ تھے ۔ علامہ موصوف نے اس موقع پر قائداعظمؒ کی خدمت میں چند شعر بھی پیش کیئے تھے ۔ مگر افسوس کہ وہ اشعار دستیاب نہیں ہو سکے ۔ اُن کے ایک اور شعر کا مفہوم کچھ یوں ہے ۔[2]

"میرے وطن کا ہر کانٹا میرے لیئے پھول کی طرح نرم و نازک ہے ۔ لیکن اس کا ہر پھول وطن دشمنوں کے لیئے خارزار کی مانند ہے ۔"

---

[1] ۔ آہنگ، کراچی، ۷ ستمبر ۱۹۷۱ء ص ۱۸ ۔

[2] ۔ گُلزمین، سید عابد رضوی، کوئٹہ، ۱۹۷۸ء ص ۱۷، ۱۸ ۔

Marfat.com

قائداعظمؒ کی قیادت میں جب برصغیر کے مسلمانوں کی فعال ترین سیاسی تنظیم مسلم لیگ جدوجہد آزادی کے لیے سرگرم عمل تھی تو برِصغیر کے ہر حصّے کے مسلمانوں کے لیے یہ جماعت وطن دوستی اور اُمّتِ مسلمہ کی آزادی کی علامت کے طور پر ہر دل میں گھر چکی تھی چنانچہ اُس زمانے میں علامہ عبد العلی نے اس تنظیم کو ان الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا :۔

"مسلم لیگ اتفاق و اتحاد کی علامت ہے اور اس لحاظ سے یہ جماعت ہمارا دین اور ہمارا ایمان ہے۔"

آپ نے ۱۶ شوال ۱۳۶۴ھ (۱۹۴۴ء) کو عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کیا۔ حاجی مولوی عبدالقدوس گویا ہیں[1] :۔

شیخ ما عبدالعلیٰ از خانزائی + وصیتش این بود قرآن خوان زائی
آن کہ گریان از غم ایام بود + آنکہ نور دیدہ اش اسلام بود
آنکہ می دانست نورا از کہن + آنکہ می دانست انداز سخن

مُلا صالح محمد جو سورۃ یٰسین کے منظوم فارسی ترجمے کے مُصنف ہیں وہ عبدالعلی کے متعلق کہتے ہیں :۔

آخرہ زمانہ سوُہ ھر سرے ئے کرّی شاعری
کامل یو نہ ئِ وثیم مکرٔیو عبدالعلی

ترجمہ :۔

(کیا یہ قیامت کے قرب کی وجہ ہے کہ جس کو دیکھو وہ شاعر بنا ہوا ہے۔ مکران میں ایک بھی کامل شاعر نہیں سوائے عبدالعلی کے)

مُلا عبدالسلام مُصنّف "سوسن چمن" اپنے دیوان میں لکھتے ہیں ؎

---

[1] بلوچستان میں فارسی شاعری ص ۲۰۵۔

خوشحال خان پہ تول تر تولہ خٹک ڈیروندی
ھم عبدالعلی پہ واڑہ کاکڑی بس

ترجمہ:۔

(خوشحال خان خٹک اپنے وزن (مراد بہادری، تدبر اور لیاقت) کے اعتبار سے تمام خٹک قوم پر بھاری ہے اور عبدالعلی تمام کاکڑوں کے لیئے کافی ہے گویا اُن کی موجودگی میں کاکڑوں کو کوئی غم نہیں)

علامہ عبدالعلی کے ذاتی کُتب خانہ میں بہت سے قلمی نوادرات تھے۔ اُن میں سے ایک کتاب پٹہ خزانہ (پوشیدہ خزانہ) بھی تھی جو عبدالحی حبیبی نے شائع کرائی۔ آپ نے فارسی زبان میں بیدل کے دیوان کی شرح لکھی تھی جو غیر مطبوعہ رہی۔ علاوہ ازیں آپ نے عربی اور فارسی میں کئی مقالے بھی لکھے۔ جو مذہبی، ادبی اور نفسیاتی اُمور کے بارے میں تھے۔ وہ بھی شائع نہ ہوئے۔

حافظ آدم خان مرحوم نے علامہ عبدالعلی کی زیرِ سرکردگی ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں پشتو کی ایک مفصل نعت ترتیب دینی شروع کی تھی۔ اس کام میں دس عالموں کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ خاصا کام کیا گیا لیکن منصوبہ پھر بھی تشنۂ تکمیل ہی رہا۔

'بلوچستان' میں مندرج ہے[1] "آپ نے شاعری میں شیریں بیانی میں ایک جدت پیدا کر کے فارسی اور پشتو پر بڑا احسان کیا ہے۔ آپ کے کلام میں معرفت و عرفانِ الٰہی کے نئے نئے باب کھلتے تھے۔ اور پند و نصائح میں سعدی اور حافظ شیرازی کا تتبع پایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کے کلام پر ان ہر دو کی شاعری کا گمان ہوتا ہے۔"

---

[1] ۔"بلوچستان" ص ۵۵

Marfat.com

عبدالصمد دُرانی لکھتے ہیں[1] کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں پُر درد دل اور روشن دماغ کے ساتھ پُرسوز آواز بھی عطا کی تھی۔ چنانچہ جب وہ خوش الحانی سے اپنے اشعار پڑھتے۔ تو ان شعروں کے سوز و گداز سے سینوں میں دل تڑپ تڑپ اُٹھتے۔ اکثر آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے۔"

علامہ عبدالعلی اخوندزادہ کے چند نعتیہ اشعار یہ ہیں:۔

هغه څوک چه شفیع دَ محشر دې
پرے سلام و درود اکبر دې
چه اُمت دَده خیر الامم دې
خُدائے بللے دَی خیرُ البشر دې
دَ عبدالعلی لاس سنا کریوان دې
بے توشے دَ یخوا سخت سفر دې

ترجمہ:۔

(وہ ذات جو شفیعِ محشر ہے۔ اُس پر بہت بہت درود و سلام)
(اُس کی اُمت بہترین اُمت ہے۔ اور اُسے خُدائے عظیم نے خیرالبشر کا نام دیا ہے)
(عبدالعلی کے ہاتھ آپؐ کے دامن میں (امداد کے لیئے) پھیلائے ہوئے ہیں)

چودھویں[2] صدی ہجری پشتو شاعری کی تابندہ صدی کے طور سے اپنی شناخت کراتی ہے۔ اس دور میں شروع سے لے کر اب تک پشتو زبان نے شاعری کے زمرے میں جس انداز سے ترقی کی ہے، وہ اپنی مثال

---

[1] ثقافت اور ادب وادیٔ بولان میں، ص ۳۲

[2] "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" (پشتو نعت گوئی، ایک جائزہ) سید عابد شاہ عابد (قلمی) صفحے ۳۳، ۳۴

Marfat.com

آپ ہے۔

جہاں شاعری کی دوسرے اصناف کو اس دور میں ترقی نصیب ہوئی ہے وہاں نعت گوئی بھی قابلِ ذکر ہے۔ اور پھر آج کے زمانہ میں پشتو شاعری پر جدّت کا جو اثر غالب ہے وہ شاعری کی ہر صنف میں آشکارا ہے۔ گرچہ ہر شاعر اپنا اپنا اندازِ بیاں رکھتا ہے، لیکن اس کے باوجود اُس کی نظر اپنے تمام ماحول کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

نعت گوئی کے حوالے سے اس دور میں ایسا کوئی شاعر تو سامنے نہیں آتا جو مکمل طور پر نعت گو شاعر ہو لیکن اپنے طور پر نعت گوئی کا حق تقریباً ہر ایک نے ادا کیا ہے۔

سید محمد رسول فریادی[1] تحصیلِ پشین کے علاقہ کانگلزئی کے سادات میں سے ہیں۔ اُن کے والد سید شربت شاہ ہیں۔ زیادہ تر تعلیم اپنے گاؤں میں پائی۔ اچھے شعر کہتے ہیں اور ترنم سے پڑھتے ہیں۔ ان کا کلام بہت مقبول ہے فریادی اکثر و بیشتر مشاعروں اور ریڈیو پر اپنا کلام سناتے ہیں۔ کئی مقامی رسالوں میں بھی اُن کی بہت سی چیزیں چھپی ہیں۔

والہانہ انداز میں نعت کہتے ہیں۔ اور خوب کہتے ہیں۔
"تحفہ دَدرُود و سَلام"[2] ملاحظہ کیجئے:۔

تُحفہ دَدرُود و سَلام

پر تا دَدرُود و سَلام وائیم هزار واره نبیؐ
خیر الابراره نبیؐ

---

[1] ۔ ثقافت اور ادب وادئ بولان میں، ص ۴۵۔

[2] ۔ اولس پشتو کوئٹہ، جولائی ۱۹۶۶ء۔

Marfat.com

داشتا په روئ سره خالق لتوله دُنیا کړه پیدا
ته خو باعث د کائینات سوے حبیبِ خُدا
اللہ خدائ کړله ښکاره داشنا دپاره نبیؐ
خیرالابراره نبیؐ

ته چه پیدا سوے نو تیاره د جهالت ورکه سوه
امن و امان سُو سلسله د هلاکت وړکه سوه
دَ مساوات ډیوه دی بله کړه سرداره نبیؐ
خیرالابراره نبیؐ

ته په قرآن کښے په طاها او په یاسین یادیږے
محبُوبْ دَ ربْ جؐ ے رحمۃً اللعالمین یادیږے
خلقِ عظیم باری درکړے رئ مختیاره نبیؐ
خیرالابراره نبیؐ

ته منتخب کړے په خپل فضل سره ربُّ الودودؐ
خاصه رتبه دَ شفاعت دی سوه مقام محمُود
بیشکه فخرِ موجُودات سوے نازبرداره نبیؐ
خیرالابراره نبیؐ

بېرتا وئیلے ربؐ په خپله دئ درود و سلام
ته سوے په حقه په اقصیٰ کښے دنبیا نو اِمام
دانبیا دَ مقتدا سوے رازداره نبیؐ
خیرالابراره نبیؐ

په هغه شپه سوے دَ معراج په رازو نیاز مشرف
دَ مرحبا نارے وهلے فرشتو هر طرف

Marfat.com

ترمنتهیٰ دی جبرائیل و وجلوه دازه نبیؐ،
خیرالابراره نبیؐ

اَعلیٰ نسب فخرِ عرب طاھٰا لقبُ رُسولہؐ
د دوارو کونو شهنشاه محبُوبُ درب رُسولہؐ
ختم پرتا سُورسالت نورالانواره نبیؐ،
خیرالابراره نبیؐ

زه قربانیږم به دربشرم تحفه درود و سلام
دشفاعت اُمیدِ رمه ستادَ دریمَ غُـلام
رته ئے شفیعُ المذنبین زمونږ غمخواره نبیؐ
خیرالابراره نبیؐ

ترجمہ :-

(نبی خیرالابرار آپ پر ہزار درود وسلام بھیجتا ہوں)
(اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے طفیل اس دنیا کو وجود بخشا، بلکہ ساری کائنات کے وجود کا باعث آپؐ ہیں اے خُدا کے حبیب !۔ (دراصل) اللہ نے اپنی خُدائی آپؐ کے وجود کے ذریعے ظاہر کر دی ہے)
(جب آپؐ کا ظہور ہوا تو جہالت کے اندھیرے ختم ہوئے۔ امن اور سلامتی کا دور شروع ہوا اور ہلاکت آفرینی کا دور تمام ہوا۔ آپؐ نے مساوات کا چراغ جلایا۔ لہٰذا ہمارے سردار آپ بہترین خلائق میں ہیں)
(آپؐ کو قرآن نے طٰہٰ اور یاسین کے پاک ناموں سے یاد کیا۔ آپؐ اللہ کے حبیب اور تمام جہانوں کے لیئے باعثِ رحمت ہیں۔ پروردگار نے آپؐ کو خُلقِ عظیم پر پیدا کیا۔ اے ہمارے بااختیار پیغبر آپؐ اللہ کی بہترین تخلیق ہیں)
(آپؐ کو رب الودود نے اپنے فضل سے مُنتخب کیا۔ آپؐ کو اللہ نے

مقام محمود عطا فرمایا اور شافع اُمت کا رُتبہ بخشا۔ آپؐ تمام عالم موجودات کے لیئے باعثِ فخر ہیں۔ اللہ خود آپؐ کا ناز بردار ہے اور آپؐ اچھی ہستیوں میں بہترین (تخلیق خدا) ہیں)

(خدا وند کریم نے خود آپؐ پر درود وسلام بھیجا ہے۔ آپؐ کو مسجد اقصیٰ میں انبیائے کرام کی امامت کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپؐ اللہ کے رازداں ہیں اور آپؐ اللہ کی بہترین خلائق میں سے ہیں)

(اُس شب (یعنی معراج) آپؐ اللہ کے راز و نیاز سے مشرف ہوئے۔ ملائک ہر سو مرحبا (درود) کے ترانے گا رہے تھے۔ جبریل امین کو منتہیٰ تک آپؐ کے ساتھ ہم رکابی کا شرف حاصل ہوا۔ یا نبی آپؐ اللہ کی بہترین مخلوق ہیں)

(اے عالی نسب، فخر عرب، طٰہٰ لقب پیغمبر، آپؐ دونوں جہانوں کے بادشاہ ہیں۔ اور اللہ کے محبوب بھی۔ آپؐ پر رسالت کا سلسلہ ختم ہوا۔ آپؐ نورالانوار ہیں)

(میں فریادی درود وسلام کا تحفہ بھیج رہا ہوں۔ آپؐ کے در کا یہ غلام شفاعت کا اُمیدوار ہے۔ آپؐ ہمارے غمخوار اور گناہگاروں کے شفاعت کنندہ ہیں۔ آپؐ اللہ کی بہترین مخلوق میں سے بہترین ہیں) (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سُلطان محمد صابر[1] ۱۹۲۵ء میں کوئٹہ کے قریبی گاؤں نیچاری میں پیدا ہوئے۔ اور کوئٹہ شہر میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کے آباؤ اجداد غزنی کے مشہور علم دوست خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ گھرانہ امیر عبدالرحمٰن خاں کے عہد میں افغانستان چھوڑ کر پاکستان میں آباد ہوا۔ تعلیم سے فراغت کے

---

[1] ثقافت وادب وادیٔ بولان میں، ص ۴۶ تا ۴۸۔

Marfat.com

بعد آپ بہت عرصے تک محکمہ نشر و اشاعت کے مقامی دفتر میں اُردو ٹائپسٹ اور مقالہ نویس رہے۔ تیس بتیس سال سے علمی و ادبی کاموں میں مصروف ہیں آپ کے کلام کا ابتدائی حصہ کوئٹہ کے رسالہ "پشتو" میں چھپتا رہا ہے۔ آپ "هیواد" کے مدیر ہیں۔ صابر نے ہر موضوع پر شعر کہے ہیں۔ آپ کے کلام کی سب سے بڑی خوبی سادگی اور روانی ہے۔ آپ کے چند نعتیہ شعر یہ ہیں:-

نوم دے لنم اخستئ زه له ادبه
ذکر ستا په کائنات کښے پس له ربه

نه هر چیرے وو نه به څوک وي پیدا سوئے
که نه نه وائے پاس په عرش باندے کوکبه

لکه شم په لامکان کښے جلوه گر ئے
معطر په تا جهان دئے بوالعجبه

له ازله لا ترا دسه دے مدهوشه
پاچې څنبلې دې شراب ستاله مشربه

څره پلاچه نو به دکا زم شي ماته
په څه ستر ګو باندے درسم تر شربه

سرتا پایه د ګناه په سیند کښے دوب یم
نه مي خلاص که له دے قهره او غضبه

صابر ستا په شفاعت ده تکیه کړے
یا شفیع المذنبین عالی نسبه

ترجمہ:-

(میں از روئے ادب آپ کا نام نہیں لے سکتا۔ بجز اس کے کہ کائنات میں خدا کے بعد آپ کا ہی نام آتا ہے)

(کچھ بھی موجود نہ ہوتا اور کوئی بھی ہوتا۔ اگر اے کوکب ستارے، عرش پر آپ کا ظہور نہ ہوتا)

(آپؐ لامکان میں خوشبو کی طرح جلوہ گر ہیں۔ آپؐ کی خوشبو سے تمام جہان اس طرح معطر ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے)

(جس کسی نے آپؐ کے مشرب سے شراب پی۔ وہ ازل سے ابھی تک مدہوش ہے)

(میں جب بھی توبہ کرتا ہوں تو وہ ٹوٹ جاتی ہے۔ ایسی حالت میں میں یثرب تک کس منہ سے آؤں)

(میں سر سے پاؤں تک گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوں۔ تو مجھے اس قہر اور غضب سے نجات دلا)

(اے شفیع المذنبین اور عالی نسب! صابر صرف تیری شفاعت پر ہی تکیہ کیئے ہوئے ہے)

نعت شریف

سرور سودائی

نہ می ویرہ لہ دوزخ سئی، نہ لہ اورہ، لہ سکرو ڈکو،
جو بہ نہ راتہ جنت کڑے، لے شہ زورہ، لہ سکرو ڈکو
کوندے میرا دے مخ می سوزشی دا گلاب غوندے لہ خوندہ
لٹری خان تہ درنژدے کڑہ، نور می گورہ لہ سکرو ڈکو،
لامی تہ خاورے ایرے کڑہ بہ وجود کینے می مہ پلورہ
لامی بتپ کڑہ پہ لاسو کینے منخ می ترغورہ لہ سکرو ڈکو،
تو غسیر نہ پشیمانی میں ستا تر در دہ رسیدلے
پہ آمان باندے ساتہ تہ داسرتورہ لہ سکرو ڈکو
د حجاز خاورہ راتجہ کڑہ تہ زما د ہندوستر تو،
بیا می راولہ پہ خوا کینے تہ ترکورہ لہ سکرو ڈکو

Marfat.com

دَ حجاز دَ بادار پخوبنه په نظر ساته سرورہ
دئے بہ نا ساتی یا ورکمه زما ورو وژه له سکروتو

ترجمہ:-

(نہ تو مجھے دوزخ کا ڈر ہے ، نہ آگ اور نہ کسی انگارے کا۔ کیوں کہ
تو شہ زور ہے اور میرے لیئے تو انگاروں سے بھی جنت بنا دے گا)
(مجھے انگاروں سے بچا کر اپنے قریب کر لے ، ممکن ہے اس طرح تیرے
وِصال سے میرا پژمردہ چہرہ گلاب کی طرح کھل پڑے)
(یا تو تو مجھے میرے جسم کی دھنکی میں مزید دُھن اور مجھے خود ہی خاک
میں ملا کر خاک کر دے اور یا مجھے اپنے ہاتھوں میں چھپا لے اور میرے
چہرے کو انگاروں سے بچا لے)
(میری پریشان حال پشیمانی تیرے در تک پہنچ تو گئی ہے۔ اَب تو
اسے اپنی امان میں رکھ اور اس بے چاری کو انگاروں (آگ) سے
بچائے رکھ)
(تو میری اندھی آنکھوں کے لیئے حجاز کی خاک سُرمہ بنا دے اور پھر مجھے
پہلو میں پکڑ انگاروں سے بچا کر میرے گھر تک چھوڑ جا)
(اے سرور تو حجاز کے آقا کے قدموں کے نشان نظر میں رکھ اور
میرے بھائی یقین رکھ کہ وہ بھی تجھے انگاروں (آگ اور دوزخ) سے
محفوظ رکھے گا)

سرور سودائی

—•—

دیزاند غولی دگمرئے کہنہ ولو کنبے گورہ ګرځم۔
لځے لینے بم راوتلئے، په اغزو کنبے گورہ ګرځم۔
سرتاپایه دَ پنبیا نه، دَ پنبیانی بے وسه اونیکه
ستا په پلو به کله لوګیژم په نبرو کنبے گورہ ګرځم۔

Marfat.com

ستا تر دربه کله رسم، سلامت زه مقدّره
په بام څو کښې کله ورک سم په کمڅو کښې ګوره ګرځم
هره لیښه مې ځي بې ځایه، اے درویزه خښته واوره
ما بې لارې اوس په لار که زه تیارو کښې ګوره ګرځم۔
لار او کیله پیر لاس واکه د ژوندون په سمندر کښې۔
د قطرې غوندې بې وزله په څپو کښې ګوره ګرځم۔
لکه واوره ځکې څوکې زما ځا دلوړيئے کہ باداره
دا او بو په څېر تیه پرتم په شیلو کښې ګوره ګرځم

ترجمہ :۔

(میں اُجاڑ گھر کا فرد کھنڈروں میں بھٹک رہا ہوں ۔ اور دیکھ میں گھر سے ننگے پَیر نکل کر آیا ہوں اور کانٹوں میں پھر رہا ہوں)

(میں سرتاپا پشیماں حال پشیمانی کا بے بس آنسو ہوں اور دیکھ اس اُمید پر پلکوں پر اٹکا ہوا ہوں کہ ترے قدموں کے نشان پر کب گروں گا)

(مَیں کبھی خوبصورت چہروں اور کبھی زلفوں کی لٹوں میں اُلجھا ہوا، سوچتا ہوں کہ اے آقا میں ان چیزوں سے سلامت نکل کر تیرے در تک کب پہنچوں گا)

(اے روشنی کے مالک سُن، میرا ہر قدم راستے سے دور پڑ رہا ہے دیکھ میں اندھیروں میں بھٹک رہا ہوں تو مجھے راہ راست پر لے آ۔ (ہدایت عطا فرما)۔

(زندگی کے اتنے بڑے سمندر میں تو مجھے صحیح راستہ بتا دے دیکھ میں ایک بے بس قطرے کی طرح بڑی بڑی موجوں میں بھٹک رہا ہوں)

(اے آقا ۔ برف کی طرح اُونچے پہاڑوں کی چوٹیاں میرا مسکن

Marfat.com

بنادے۔ دیکھ میں وادیوں میں بہنے والے پانی کی طرح پتھروں سے
اپنا سر مار رہا ہوں)

محمد عبداللہ ذاکر
پشین

—•—

څوك به كړي درپېش دعقيدت ښكلي ګلونه ډير
ستا د در په خاورو څو قربان شولو سرونه ډير

ستا له ښكلي مخه پاك الله دُنيا آباده كړه
هسې په جهان كښې پيدا شوي صورتونه ډير

يو ستا په نامه بې دايمان دُنيا آباده ده
نه منم كه پېش كړي واعظان راته نمونه ډير

ستا در په پرې نه ږدم كه شته من يمه كه خوار يمه
ما د حاسدانو قبول كړي پليغورونه ډير

لافې منافق هم بري دېينې خوږې پېژنې
چاچه په مينه باندې خوړلي دي زخمونه ډير

يار دې كه اغيار دې خود عوٰى دلاس نيوې كوي
شپه او ورځې دي پورته ستا دربار ته لاسونه ډير

ستا دُور په خاورو كښې كه پروت يمه نو خو بتن يمه
نه مې دي پكار كه بې له تا دي جنتونه ډير

بې ستا له محفله په جهان كښې محفل نه وينم
هسې وائي خلق چه نور هم شته محفلونه ډير

هيڅ عمل زه نه لرم خو ستا په مينه پائمه
ستا د مينې اور به راستي كړي دوزخونه ډير

اے دربِ حبيبؐ په دربار كښې مې قبول كړه خپل
ما په دغه باب كښې هميشه كړي سوالونه ډير

Marfat.com

ہے چہ ستاؐ دمینے یو دار وځښی نو بے خوده شي
څه کاندِ چه بیا به څوك طلب كا شرابو نه ډیر

دغه یو حکمت دے بس چه ستاؐ په لار روان دي څوك
نشته په جهان کښ که څوك وائي حکمتونه ډیر

دغه یو ثواب دے چه په مینه ستاؐ قربان شي سر
مے به لټوں کړي که څوك غواړي ثوابونه ډیر

هر څه به بنکاري ویني که ستاؐ کتاب تر لاسه کړي
هیڅ به معلوم نه کړي که څوك کوري کتابونه ډیر

هر جهان بے ځیل دے که په دغه راز خبر شي څوك
ستاؐ تر هر قدم لاند آباد دي جهانونه ډیر۔

ستاؐ فکر باغ دے هغه باغ چه خزان نه لري،
مے خو جوړ کړي فلسفیانو دي باغونه ډیر

مینه د رسولؐ مینه د خدا یے ده که پوهیږي څوك
دغه دے یو راز په دین کښ نشته دے رازونه ډیر

دا یو ہے ارمان دے چه په خوب کښ دے دیدار وکړم
نشته په دے ژوندکښ بے رسوله ارمانونه ډیر

چا چه دا رحمت للعالمين ته اوريدلي ...
... [illegible]

چا چه دار ټلے انسان بیا د عرش ته پورته که
تل دِ وي ذاکره په هغهؐ مے سلامونه ډیر

ترجمہ :۔

(حضور! کون آپ کے حضور عقیدتوں کے پھول پیش کرنے کی جسارت کرسکتا ہے جب کہ (وہاں تو معیار یہ ہے کہ) لوگ وہاں (بارگاہِ رسالت) کی مٹی کے عوض اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی روایات قائم کر چکے ہیں)

Marfat.com

(اس دُنیا میں اور بھی ہستیاں پیدا ہوئی ہیں۔مگر صرف آپ کے چہرۂ انور کے طفیل خداوند جہاں نے اس خرابے کو رونق بخشی ہے)
(آپؐ کا اسم گرامی میرے لیئے باعث دولت ایماں ہے۔ واعظ اگر تیرے نام کے علاوہ کوئی اور نام پیش کرنے کی حماقت کرتا ہے تو میں اُسے کب مانتا ہوں)
(آپؐ کے در مبارک کو (ہستی اور نیستی) کسی بھی حالت میں نہ چھوڑوں گا، میں نے اس سلسلے میں حاسدوں کی طرف سے ہر طرح طنز و تشنیع کو قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہے)
(منافق بھی حضورؐ کی محبت کا مدعی بنا پھرتا ہے مگر حضور پر یہ بات عیاں ہے کہ راہ محبت میں سینوں پر کس نے زخم کھائے ہیں)
(اپنے اور پرائے سب آنجنابؐ کی طرف (پیروی کے لیئے) ہاتھ اُٹھانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔(میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ) دن اور رات لاتعداد دست سوال دراز ہوتے ہیں تو صرف اور صرف آپؐ کے دربار میں)
(اگر میں در محترم کی مٹی بن جاؤں تو اسے سعادت (و فلاح) دوجہاں سمجھوں۔ تیرے بغیر میں جنت میں رہنے کا بھی تصور نہیں کرسکتا)
(محفل (معرفت) اگر دُنیا میں کوئی ہے بھی تو ہم اسے کہاں مانتے ہیں۔ لوگوں کا یہ دعوے فضول ہے کہ اور بھی محفلیں موجود ہو سکتی ہیں)
(اپنے عمل کے لحاظ سے میں کسی سرخروئی کا مستحق نہیں۔ہاں حضورؐ کی محبت کے سہارے زندہ ہوں۔ اور اگر یہی گرمی آپؐ کے طفیل برقرار رہی تو (محبت کی یہ حرارت) کئی دوزخوں کو جلا کر راکھ کر دے گی)
(حضورؐ ایک طویل مُدت سے دربار رسالت میں شرف باریابی کے

Marfat.com

اجازت کا متمنی ہوں کاش آپؐ کی ذات گرامی اسے شرفِ قبولیت بخش دے)

(آپؐ کی محبت کی شراب پینے والا دونوں جہانوں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس بے خودی کے بعد کوئی اور شراب پینے کی کیا ضرورت ہے)

("دانائی" آپؐ کی پیروی اختیار کرنے کا نام ہے۔ اسکے علاوہ اور "حکمتیں" تلاش کرنا دانائی کے خلاف ہے)

(آپؐ کی محبت میں جان کا نذرانہ پیش کرنا واحد ثواب کا کام ہے۔ اس سے بڑھ کر ثواب تلاش کرنے والا انجام کار نامراد رہے گا)

(آپؐ کی کتاب مبارک جس کے ہاتھ آئے وہی "عالم" کہلاتا ہے۔ اس کتاب کو چھوڑ کر ڈھیروں کتابیں چاٹنے والا بھی جاہل ہی رہتا ہے)

(ہر ایک عالمؐ اس شخص کا اپنا ہے جو اس حقیقت سے واقف ہو جائے کہ قدم مبارک کے نیچے لاتعداد جہاں آباد ہیں)

(جو فکر (دین) آپؐ نے پیش کیا ہے صرف وہی لازوال ہے (خزاں اُس پر کبھی نہیں آسکتی)۔ فلسفیوں نے بھی بزعم خود خوشنما باغ تعمیر کیئے ہیں (لیکن وہ سراب کے سوا کچھ نہیں)

(سمجھنے کی بات یہ ہے کہ رسول کی محبت دراصل خدا کی محبت ہے۔ دین (اسلام) میں راز کی بات یہی ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی رازِ دین میں نہیں)

(حضور کیا ہی اچھا ہو کہ (عالمِ خواب میں ہی سہی) مشرف بہ زیارت ہو جاؤں۔ (آپؐ جانتے ہیں) اس سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی اور ارمان نہیں رکھتا)

(جس ہستئ مبارک کی وجہ سے یہ معزول شدہ (جس کی سرزنش کی گئی

تھی) انسان دوبارہ عرش معلیٰ تک رسائی حاصل کرسکا ہے ہیں (ذاکرا
اس پر ہمیشہ درود و سلام بھیجتا رہوں گا)

عبدالباری اسیر

محمدؐ علیہ السلامہ ستا قربان سمہ

درلیزم درود و سلامہ ستا قربان سمہ
جہالت و ظلمت ولاړه وستا په نور سره
ستا احسان پر خاص و عامہ ستا قربان سمہ
انس و جن و ملائک دی په عظمت قائل
یا دوئم دیپه هر کلامہ ستا قربان سمہ
شرمنده نمرو سپوږمۍ ستا د رخساره شه
حسن داره یې کلغامہ ستا قربان سمہ
ستا بے ذکره هر یو نموځ دامتیانو ستا،
کامل نه دئ ستا بے نامہ ستا قربان سمہ
زه اسیر دی نعت خوان په روز و شب یمه
یمه ستا د دور غلامہ ستا قربان سمہ

سپیدا چه شوے پرنوره شغله دارئے محمدؐ - غم خور زمونږ نبیؐ کل دلگزارئے محمدؐ
ثانی دِ تر مشرقه او مغربه نه وینم - شافع به شے پر سخته چې تاجدارئے محمدؐ
د پاک الله معشوق اعلیٰ نسب په الله کران - دغه په شان هر ځائے نه معلومدارئے محمدؐ
پیدا شو ستا په روئ سره زمین و آسمان تعله - دلوئ خدائے په دربار کښے نازبردارئے محمدؐ
په زمکه محمدؐ ئے په آسمان کښے ئے احمدؐ - په جم د انبیاؤ کښے سالارئے محمدؐ
په نه نیوئ نو موسره خالق کړے مشرف - عرب دی که عجم تهٔ ئے سردارئے محمدؐ

Marfat.com

عبدالباری اسیرؔ وائی اوصاف دی بیشمار
تر واړو خوبرو یانو حسن دارئے محمدؐ

ترجمہ:۔

(۱)

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تیرے در پر قربان ہوجاؤں ۔ میں اپنا سلام
اور درود پیش کرتا ہوں)
(آپؐ کے نور مبین کے طفیل جہالت اور ظلمت کا دور ختم ہوگیا۔ آپؐ کا
احسان ہر خاص و عام پر ہے میں آپؐ پر قربان ہوجاؤں)
(انسان، جنات اور فرشتے سب آپؐ کی عظمت کے قائل ہیں۔ میں ہر لمحہ
آپؐ کو یاد کرتا ہوں ۔ میں حضور کے قربان ہوجاؤں)
(آپؐ کے رُخ انور کے سامنے چاند۔ سُورج کی کوئی حیثیت نہیں۔ پھولوں
جیسی لطافت رکھنے والے حسین اور منوّر رُخ مبارک ۔ میں آپؐ کے قُربان
ہوجاؤں)
(اُمتِ مسلمہ کی ہر نماز آپؐ کے ذکر مبارک کے بغیر مکمل نہیں۔ میں آپکے
قربان ہوجاؤں)
(میں اسیر روز و شب حضور کی تعریف کرتا ہوں ۔ میں آپؐ کے در کا
غلام ہوں ۔ میں آپؐ کے قربان ہوجاؤں)

ترجمہ

(۲)

(آپؐ کی پیدائش دُنیا کے لیئے باعثِ نور ہے ۔ آپؐ ہمیشہ اُمتؐ کے
غمخوار رہے ہیں ۔ اور انسانیت کے باغ کے گل سرسبد ہیں)
(مشرق اور مغرب میں آپؐ کا کوئی ثانی نہیں ۔ آپؐ ہی حشر کے پرہیبت
مقام پہ ہماری سفارش کریں گے کیوں کہ آپؐ کو اس کا اختیار دیا
گیا ہے)
(آپؐ اللہ کے حبیب ہیں ۔ عالی نسب اور اللہ کے ہاں محترم ہیں۔

Marfat.com

سورج کی طرح آپؐ ہر مقام پر نور افشاں ہیں)

(آپؐ کی ذات کے طفیل زمین و آسمان کو وجود بخشا گیا۔ خداوند کریم کے ہاں آپؐ سے بڑھ کر کوئی حیثیت کا مالک نہیں)

(زمین پر آپ محمدؐ ہیں اور آسمانوں میں احمد۔ انبیاء کے قافلے کے آپؐ سالار ہیں)

(اللہ نے آپؐ کو ننانوے ناموں کا شرف بخشا ہے۔ آپؐ عرب ~~اور~~ عجم دونوں کے لیئے سردار بنائے گئے ہیں)

(باری اسیر کہتا ہے کہ آپؐ بے شمار اوصاف کے مالک ہیں۔ تمام حُسن و خوبی کے مُدّعی آپؐ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے)

عبیداللہ درویش درانی

کلبدلئ چہ ورباندی یخ شمال ستار بهار ئ ذئ
کہ اغزیئے دی اغزیئے نہ دئ پہ کلونو کنبے شمار دئ
دیبلوزئی پہ خبر بہ موی دنیا رو پہ منځ کښے لاره
پہ روت دکوم سپری پرمخ چہ ستاد پاک غولی غبار دئ
زماوستا تر منځ خالقہ! څومره ښکلے شان رشتہ ده
محمدؐ ستا هم دلدار ئ محمدؐ زما هم دِلدار دئ
چہ دزړه ونو پر آسمان ئیے ستا رمینی لمر ځلیږی
ستا دنوم پہ او بو باندی ځبل ایمان تہ مخ ورمینځی
درویش دغہ دستور دئ د درویش دغہ روزگار دئ
پہ رهغو باندی شپہ لننہ پرهغو مدام سحار دئ

ترجمہ:۔

(تیری طرف سے آنے والی سرد اور خوشبودار ہوا کے جھونکے۔۔نے اگر کسی کانٹے کو بھی چھوا ہے تو وہ کانٹا نہیں رہا بلکہ پھول بن گیا ہے)

(وہ شخص چاند کی طرح تاریکیوں میں اپنا راستہ بنا سکتا ہے۔ جس شخص کے

پھرے پر ترے درِ پاک کا غبار پڑ جائے)

(اے خالقِ کائنات ! تیرے اور میرے درمیان کتنا خوبصورت رشتہ قائم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ترا بھی محبوب ہے اور میرا بھی محبوب ہے)

(جن لوگوں کے دلوں کے آسمان پر تیری محبت کے سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں اُن پر رات کبھی نہیں آتی اور اُن پر ہمیشہ دن رہتا ہے)

(درویش کا یہی دستور اور یہی روزگار ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے ایمان کا چہرہ تیرے نام کے پانی سے دھوتا ہے)

الوالخیر حلاّند

نہ قرآن ئے محمدہ ھم قرآن تہ
لہ خدائی ورستہ ئے بے سارئے پہ فرقان تہ

انس وجن کبن دی ثانی نشتہ حبیبہ!
ملائکی ھم حیرانی دی ستا شان تہ

ستا د درپہ غلامی کبن برے پٹ ڈئے
تر جنت ڈئے غورہ ستا در مسلمان تہ

کمر حانولہ رپڑائیے تار نیکو کبن
دا کمل دین دیر تفسیرئے ترجمان تہ

سینہ لار د ہدایت دا ستا روندون ئیے
چہ خوک ولاڑ پر دغہ لار وائے رضوان تہ

ستا بنو ڈلے لار نہ ارد ڈئے انسان ارد ڈئے
پہ رفعت کہ ہر شو وخیزی آسمان تہ

دعا چاد پہ پیشانی زحل دا ستا دین ڈئے
ھر مسیح ھر لقمان ارد ڈئے ستا درمان ڈئے

Marfat.com

خالق هم داستا بیلتون ځلائ نه سو،
څکے وغوښتے په شپه د معراج ځان ته
برکت ستا د وجود دے کنه نن به
هم کعبه کښ خلک ښنکور وایه بتان ته
که ته نه وائ مدینه کښ خلګو څه غوښت
چه به تله په مینه میت عربستان ته
دَ خلاند دیمی تښے درخواست قبولِ کړه
خُدا به ما دربار نه بوزیے د جانان شه

(۲)

که خدائ یو دے ورسته ورانلے عدد نسته
نو څوک ده هم دُنیا زمن محمدؐ نسته
ما کافر مه ګنړی خلګو مسلمان نم،
فرق بے "میمه" د احد و احمد نسته
خالق ځیله خُدائ ستا په روئ ښکاره کړه
تر لولاک پورته بالا بنه سند نسته
چه له "قاب" وله "قوسینه" لا ور تیر سوے
لتا پورته بختور و اسعد نسته
داستا مینی می ځائ وتوئ په مزرکښ،
درقیب ډپاره ځائ د حسد نسته
چه په صُبح دمان ځانمه می ته چیر بکړیے
تر ما حلته څوک محتاج دمه د نسته
سر ځراند چه خالي لاس درکمره درسم،
کرم غوا مرم دکرم تو دی حد نسته

دا امید کچکول می واچوئے وشنگ نہ
داپہ دیے چہ دی سائل لرہ ردنستہ
داخوازہ خپلوان می نہ پیشژنی تبتی
ڈھلاؤنذ ھلنہ بے تابل بلانستہ

ترجمہ:-

(۱)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ ہی قرآن ہیں - اور خُدا کے بعد
کائنات میں آپؐ کا ہمسر کوئی نہیں)
(انس وجن میں اے حبیبؐ آپ کا کوئی ثانی نہیں - اور فرشتے بھی
آپؐ کی شان دیکھ کر حیران ہیں)
(تیرے در کی غلامی میں ہی مرنا فضیلت ہے کیونکہ مُسلمان کے لیئے
تیرا در جنت سے بھی افضل ہے)
(گمراہوں کے لیئے آپؐ اندھیروں میں روشنی ہیں - آپؐ اپنے مکمل دین
کی آپؐ ہی تفسیر اور ترجمان ہیں)
(آپؐ کا اسوۂ حسنہ ہدایت کا روشن راستہ اور کہکشاں ہے - جو بھی
اس راستہ پر چلا وہ رضوان تک پہنچ گیا)
(انسان ہر زمانے میں تری راہِ ہدایت کا محتاج ہے - خواہ وہ آسمان
کی رفعتوں تک ہی کیوں نہ پہنچ جائے)
(ہر شخص کی پریشانی کا حل تیرا دین ہے - اور دُنیا کا ہر مسیحا اور ہر
لُقمان (حکیم) آپؐ ہی کے درمان کا محتاج ہے)
(خالق (خدائے قدوس) بھی تیری جُدائی برداشت نہ کر سکتا - اور اسی
لیئے آپؐ کو اس نے معراج کی رات اپنے پاس بلوایا)
(یہ آپؐ ہی کی برکت ہے ورنہ آج بھی کعبہ میں لوگ انہی بتوں کے
سامنے سجدہ ریز ہوتے)

(اگر آپؐ نہ ہوتے تو لوگ مدینہ منورہ جاکر کیا کرتے۔ اور اس طرح
آپؐ کی محبت میں سرشار کون عرب جاتا)
(اے خدا تو زلاند کی آدھی رات کی یہ دُعا قبول فرما۔ اور اسے اپنے
محبُوب کے دربار لے جا)

(۲)

ترجمہ:۔
(اگر خُدا ایک ہے اور اُس کے ساتھ کوئی دوسرا نام نہیں ہے۔ تو پیارے
محمدؐ کا بھی کوئی ثانی نہیں ہے)
(اے لوگو مجھے کافر مت سمجھو میں مسلمان ہوں کیونکہ احد اور احمد
"میم" کے بغیر کوئی فرق نہیں)
(خالق کائنات نے تیری ہی بدولت اپنی خُدائی کا اظہار کیا اور لولاک
(عرش) سے بہتر کوئی سند نہیں)
(تجھ سے زیادہ بخت والا اور اسعد کوئی نہیں کیونکہ تو معراج کیوقت
"قاب" اور " قوسین" سے بھی آگے گزر گیا تھا)
(جب آپؐ کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہوگئی۔ تو اب رقیب کے
لئے میرے دل میں حسد کی کوئی جگہ نہیں)
(جس دن نفسا نفسی (آخرت) ہو تو اس دن آپؐ مجھے بھول مت
جانا کیونکہ مجھ سے زیادہ کوئی بھی آپؐ کی مدد کا محتاج نہیں ہے)
(جب میں سر جھکائے شرمندگی میں خالی ہاتھ آپؐ کے پاس آؤں۔ تو
آپؐ مجھ پر کرم کریں۔ کیونکہ آپؐ کے کرم کی کوئی حد ہی نہیں)
(میں نے اُمید کا کشکول (کاسۂ گدائی) اپنے کندھے پہ لٹکالیا ہے۔ کیونکہ
آپؐ کے در کے سوالی کا سوال رد نہیں ہوتا)
(یہ عزیز و اقارب انجان بن کر گزر رہے ہیں۔ اور زلاند کا وہاں آپؐ
کے سوا کوئی بھی شناسا نہیں ہے)

سہیل جعفر

ستا رحمتونہ بےحد دی د زندگی دپارہ
زما د غمجن زړه د قرار و خوشحال دپاره

زه په الفاظو ستا اوچت مقام ټاکلې نشم
ته د صفاتو یو دُنیا ما لیونی دپاره

په ماکره یوری یو ځل صغه اور د خپلې مینې
چې زه لمبه کړم ژوندون ستا د پیروی دپاره

نه می ملګری څوک د غم نه می سکون په نصیب
زه لږ قرار غوارم له تا نه د ځوانی دپاره

زه دا احساس په آئینه کښې ستا وجود لټوم
ستا تصور هم ماته ډیر د تنهائی دپاره

ترجمہ:-

(تیری رحمتیں زندگی کے لیئے بے حد و حساب ہیں۔ اور اسی طرح میرے رنجیدہ دل کی خوشی کے لیئے بھی کافی ہیں)

(میں الفاظ کے ذریعے تیرے اعلیٰ مقام کا تعین نہیں کر سکتا۔ تو مجھ پاگل کے لیئے صفات کی ایک دنیا ہے)

(اپنی محبت کی آگ میں ایک مرتبہ مجھے بھی جلا دو۔ تاکہ میں تیری پیروی کے لیئے اپنی زندگی راکھ کر دوں)

(نہ تو کوئی میرا غم کا ساتھی ہے اور نہ ہی مجھے سکون نصیب ہوتا ہے میں اپنی جوانی کے لیئے تجھ سے تھوڑا سکون مانگتا ہوں)

(میں اپنے احساس کے آئینے میں اپنا وجود تلاش کرتا ہوں۔ میری تنہائی میں تیرا تصور بھی میرے لیئے بہت کافی ہے)

زۀ گناهګار د ژوند ژوندون دے سلسلے ته حيران
د شپے یم ورځې ته د ورځې یم بیا شپے ته حیران
ستا د وصال په لاره خنډ پاتے زما زندګی
زۀ لیونئے داستا د دید دے مرحلے ته حیران
ستا رحمتونه ډیر خو زما په برخه سلګئ
د خپل احساس داندېښنو دے سلسلے ته حیران
ستا د عظمته صدقه زۀ یم د زړۀ په کور کښے
د خطاګانو ګرد وهلی آئینے ته حیران
ستا تصور همیشه راکړی مراوی ژوند ته تسکین
د لبسرلی باد وون زما د زړۀ غنچے ته حیران
په خطاګانو شرمنده یم څه وئیلائی نشم
زۀ ګناهګار په آخرت یم بهانے ته حیران
په ما سمیل هم یو نظر ستا دے کچه مینی
ترڅو به یمه زۀ د بخت توری تیارے ته حیران

ترجمہ:-

(میں گناہگار اپنی زندگی کے اس سلسلے پہ حیران ہوں کہ میں دن کو رات پر اور رات کو دن پر حیران ہوں)

(میری زندگی تیرے وصال کے راستے رکاوٹ ہے - اور میں پاگل تیری دید کے اس مرحلے پہ بہت حیران ہوتا ہوں)

(تیری رحمتیں بہت زیادہ ہیں لیکن میرے حصہ میں صرف سسکیاں آئی ہیں - میں اپنے احساس کے اندیشوں کے اس سلسلے پر بڑا حیراں ہوں)

(تیری عظمتوں کے صدقہ - میں اپنے دل کے مکان میں خطاؤں کی گرد سے زنگ آلود اور گرد آلود آئینہ دیکھ کر حیراں ہوں)

(تیرے تصور سے میری پژمردہ زندگی کو ہمیشہ سکون ملتا ہے۔ اور اسی کیفیت کے سبب آج کی بہار کی ہوا میرے دل کا غنچہ دیکھ کر حیران ہو رہی تھی)

(میں اپنی خطاؤں پر بہت شرمندہ ہوں لیکن کچھ کہہ بھی نہیں سکتا میں خطاکار حیران ہوں کہ روزِ آخرت بہانہ کیا کروں گا)

(مجھ سہیلؔ پر بھی تیری بے حد و حساب محبت کی ایک نظر رہے۔ میں کب تک یونہی اپنے بخت کی تاریکی پر حیران رہوں گا)

مقدس خان معصومؔ

اے د دوؤ کونو سردارہ تا نہ زار شم
ود قول امت غمخوارہ تا نہ زار شم
ولادت دیو رحمت وو محمدہ
ورحمت وکرد گارہ تا نہ زار شم
ولادت دِ مبارک وچہ راترا شوہ ،
پہ ھرہ بُت لہ ھر دیارہ تا نہ زار شم
ناگہانہ دار ہرا ښکلہ پیدا شوہ ،
ھیڅوک نہ وو جزدارہ تا نہ زار شم
راھبان و دُنیا وارہ وو پریشانہ
خبر نہ وو اسرارہ تا نہ زار شم
مال ئے دولت وحلیمے چہ زیاتید لو
مرتبہ دے شوہ آشکارہ تا نہ زار شم
ہے اولو بہ تو دوشکو کنبے پیدا شول
سرہ کلونہ ستا پہ لارہ تا نہ زار شم

Marfat.com

دا یتیم پہ پیغمبر د پاک اللہ دی
څوک خبر ومہ حسن دارہ تانہ زار شم

حفہ بے آب وگیہ دشتونہ وارہ
شول پہ تاگل وگلزارہ تانہ زار شم

مامعصوم باندے ورحم نظر او کرہ
ورنا وزرہ قرارہ تانہ زار شم

ترجمہ :-

(اے دو جہان کے سردار میں تیرے قربان جاؤں۔ اے تمام اُمت کے غمخوار میں تیرے قربان جاؤں)

(تری (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ولادت ایک رحمت تھی۔ اے کردگار کی رحمت کے مظہر میں ترے قربان جاؤں)

(تری ولادت مبارک تھی اس سے روشنی پھیل گئی۔ ہر سمت اور ہر مقام پر، میں ترے قربان جاؤں)

(ناگہاں یہ روشنی کیسے پیدا ہوئی۔ کسی کو بھی یہ معلوم نہ تھا، میں ترے قربان جاؤں)

(تمام دُنیا کے راہب حیران و پریشان تھے۔ کیونکہ انہیں یہ اسرار معلوم نہ تھے، میں ترے قربان جاؤں)

(حضرت حلیمہ بی بی کے مال و دولت میں اضافہ ہونے لگا۔ اور یُوں آپ کا مرتبہ ظاہر ہوا، میں ترے قربان جاؤں)

(بغیر پانی کے تپتے ریگستان میں کھل جاتے۔ پھُول آپ کے راستے میں، میں ترے قربان جاؤں)

(یہ یتیمؐ بھی اللہ کا پیغمبرؐ ہوگا اے حسین وجمیل کس کو یہ معلوم تھا، میں ترے قربان جاؤں)

Marfat.com

(وہ تمام بے آب وگیاہ دشت اور صحرا۔ تیری وجہ سے گلشن میں بدل گئے میں تیرے قربان جاؤں)

(مجھ معصوم پر رحم کی نظر کر۔ اے میرے دل کے قرار، میں تم پر قربان جاؤں)

کشکي عملي سي

سیال کاکڑ

تسبت و دلې پېنې نه راليږلي خپل استازي
خوهر استازي راسې چې دخپل وخت وليوازي
ولوی حضرت نبوو دنی به جاری وی تل تر تله
نا پوهان در ناپي دي چې نه مني دوي مازي
دا پيا وړی شخصيت خو په زړونو کي ځاي لري
چې تر څو پوري دنيا ده دنيابي یادوينه
دحضرت مینو دنی ور دره! خوړادي په زړه پوري
مسکيني يې دځان فو مينه آوازه په هر پوري
احاديث دنبي وايه په سرور رزو پسو للي
کتابو کې وايي ښکاري په آسمان کې لکه ستوری
تعليمات مې د محمدؐ و ما سیال ته رايه یادېږي
وام کشکي عملي سي چې زړګي دهر چا بنادېږي

ترجمہ:-

کاش اگر اس پر عمل کیا جائے

(مالک نے ہمیشہ اس دنیا میں اپنے پیغمبر بھیجے ہیں۔ اور ہر پیغمبر اپنے دور میں لاثانی ہوتا ہے)

(آنحضرت کی تعلیمات ہمیشہ جاری وساری رہیں گی۔ اس دنیا کے وہ لوگ نادان ہیں جو انہیں تسلیم نہیں کرتے)

Marfat.com

(اُس عظیم شخصیت کا مقام تو دلوں میں ہے۔جب تک دُنیا قائم ہے اُس
کا سکہ چلتا رہے گا)
(اے بھائی! آنحضرت کی تعلیمات بڑی دلکش ہیں۔ انہیں اپنے لیئے
غربت پسند تھی اور ان کا نام ہر سمت جاری تھا)
(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارک۔سنہری زیورات کی طرح
ہیں۔ جو کتابوں میں اس طرح نظر آتی ہیں جیسے آسمان پر ستارے)
(جب مستیاں کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات یاد آتی ہیں۔تو
وہ سوچتا ہے۔کہ کاش ان تعلیمات پر عمل ہو اور ہر شخص کا دِل
شاد ہو)

عبدالغفور پردیس

کلمہ جی پہ نامہ مسوہ داستا ورستہ۔ منتخب وہ کا ئبنا توبل څوک نستہ
بتخانہ بہ بیت اللہ مسوہ مشرف۔ فوقیت د ہر مافوق سوتر تاپستہ
پہ هیبت دی دہ کسری ماتری کمرے رنگی۔ سُلطانان دہ جہانان ستا سوزیردستہ
دہ توحید پہ تیغ دی وران حقہ بتان کړو۔ چی هر چائے دغدائی ورق لوستہ
ستا پہ هست سرہ پیدا وغہ هستی وہ۔ پہ ہر پابندی احسان دی داستا هستہ
چاچی نور ستا دہ مشعل څہ وانخست۔ پہ تیاروکښی لاتر اوسہ دی پابستہ
دہ معراج پہ حیلحیشا مشرف نہ سوے۔ دا مقام کلہ شائیزی وحرکستہ
دہ انصاف معیار دی هسی شان قائم کړ۔ جی تسلیم دی فلسفیانہ کړہ دانستہ
تا انسان انسانیت سرہ اشنا کی۔ وہ پردیس سرہ بایدچی وکړے مرستہ

ترجمہ:-
(پُورا کلمہ (طیبہ) آپؐ کے نام سے منسوب ہوا۔ کائنات میں تیرے سوا
کوئی دوسرا منتخب (خدا کا محبوب) نہیں ہے)
(بُت خانہ بیتُ اللہ شریف میں بدل گیا۔ اور ہر بلند وارفع کی فوقیت

Marfat.com

ترے بعد شمار ہونے لگی)

(تری ہیبت سے قیصر و کسریٰ کے محلات لرزنے لگے ۔ دُنیا کے تمام سُلطان (بادشاہ) تیرے مطیع ہو گئے)

(توحید کے تیغ سے تو نے وہ نشان مٹا دیئے ۔ جن کو لوگ خُدا سمجھ کر اُن کی تسبیح و ثنا کرتے تھے)

(ترے ہی ہونے (ہستی) سے یہ سب کچھ موجود ہے ۔ اور ہر موجود پر تیرا ہی احسان ہے (اُس کی ہستی یعنی وجود کے لیئے)

(جن لوگوں نے ترے چراغ سے روشنی حاصل نہیں کی ۔ وہ لوگ ابھی تک اندھیروں میں اسیر ہیں)

(معراج کی جسمانی کا شرف صرف تُجھے ہی حاصل ہوا ۔ یہ مقام ہر شخص کو کہاں نصیب ہوتا ہے)

(تو نے انصاف کا معیار کچھ اس طرح قائم کیا ۔ کہ فلسفیوں نے تیری دانائی تسلیم کر لی)

(تو نے انسان کو انسانیت سے مشرف کیا ۔ پردیس کو بھی خدا کرے تری امداد ، (کرم) میسر آئے)

درویش درّانی —●—

مسد غواړي ستمګرے مینه میرسته غواړي خواره مینه
زمانه بامی په زوړه ښن داستاله بناره مینه
کوي تلي چه زخمي سوے ستاریني په منزل کښي
دَ هغو سره جینه ! کوي هره لاره مینه
رقیبان په دوارهٔ لاسه بادوي والحاد خاوري
خُدائے دِ نه کاندي پرچنه دا زما امیدواره مینه

د نفرت د سوداګرو کاروبار ته تاوان پښېن سو
دا د دے دنیا بازار ته چه تا راوړه یاره مینه
چه څپل کسی ئے ونجکلی ستا د مخ په پلوشو دیٔ
و جبریل سره لرمه زهٔ په وا دلداره امینه

ترجمہ :-

(ٹھکی ماندی محبت مدد کی طلب گار ہے۔ غریب محبت امداد چاہتی ہے۔ زمانہ آج تیرے شہر سے محبت کو زبردستی نکال رہا ہے)
(جو پاؤں (تلوے) تیری محبت کی منزلوں میں زخم خوردہ ہیں۔ اے حبیب ! تجھ سے تو راستے بھی محبت کرتے ہیں)
(رقیب دونوں ہاتھوں سے الحاد کی خاک بکھیر رہے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ میرا شیشۂ محبت اس سے گرد آلود ہو)
(نفرت کے سوداگروں کے کاروبار کو اُس وقت نقصان پہنچا۔ اے محبوبؐ جب دُنیا کے بازار میں تو مہر و محبت لے آیا)
(جس نے اپنی آنکھیں تیرے چہرے کی کرنوں سے دھوئی ہیں۔ میں اُس جبریل سے اے محبوبؐ اسی لیئے محبت کرتا ہوں)

عمر گل عسکر۔

او سیزی می په ذره، ذہن و وجدان کښے محمدؐ
زما په فکر، خیال او په بیان کښے محمدؐ
دستور و په ځلکا کښے، دَ سپوږمئ په پلوشو کښے
دے شان کښے محمدؐ صم په آسمان کښے محمدؐ
انجیل دے که زبور دے که تورات که صحیفے دی
دَ هر دین په کتاب کښے په قرآن کښے محمدؐ

دستر گو پہ سرپا کینبے ھم دَ زړونو پہ درزا کینبے
حفت دے بیانیزی پہ ھر آن کینبے محمدؐ
آغاز دے ھم انجام دے، اولین ھم آخرین دے
سالار دے، دَ نبیانو پہ کاروان کینبے محمدؐ
مختار دے شہنشاہ دے پہ ھر څیز باندے حاکم دے
عسکرہ، پہ مکان، ھم لامکان کینبے محمدؐ

ترجمہ :-

(میرے دل و دماغ اور وجدان میں محمدؐ رہتے ہیں۔ اور میرے فکر، خیال اور بیان میں بھی وہی جلوہ آفریں ہیں)

(ستاروں کی جھلملاہٹ میں اور چاند کی کرنوں میں۔ اس صورت میں بھی محمد ہیں اور اس صورت میں بھی محمدؐ ہیں)

(خواہ انجیل ہو یا زبور، خواہ تورات ہو یا دُوسرے صحیفے۔ ہر مذہب میں اور قرآن میں محمدؐ ہی ہیں)

(آنکھ کے جھپکنے کے عمل اور دل کے دھڑکنے کے عمل میں۔ ہر لمحہ محمد کی تعریف و توصیف کا بیان ہوتا ہے)

(آغاز بھی وہی ہیں اور انجام بھی وہی، اولین بھی وہی اور آخرین بھی وہی۔ نبیوں کے کاروان کے سالار محمدؐ ہی ہیں)

(وہ مختار اور بادشاہ ہیں اور ہر شے پر حاکم ہیں۔ اے عسکر، مکان اور لامکان دونوں میں محمدؐ ہیں)

سید محمد گل شاہ خوستی ———•———

نازبردارہ دَ اللہ ئے مُبارکہ
دَ عالم دَ رحمٰ ردیزائے مُبارکہ

دَرُود پر تا باندے لنحپله الله وائی
ھَسے رنګه ئے اشنائے مبارکه

له الله چه پس دَ همه خدائی مختار ئے
ھسے رنګه لوئے باچائے مبارکه

هر یو څیز الله پیدا کړه ستا په وجه
نه باعث دَ کل اشیائے مبارکه

عرش، کرسی، فلک، زمین دی پیدا شوی
ستاله مخه دِلربائے مبارکه

نمر، سپوږمئ، ستوری ردنبان دی ستاله حسنه
لاثانی ئے زیبائے مبارکه

په صورت که آخرین ئے پیدا شوے
اولین خو په معنی ئے مبارکه

دَ لولاک تاج او معراج دے نصیب شوے
نازولے دَ مولائے مبارکه

هر عمل ستا دَ قرآن په مطابق وُو
چه هادی برحق پیدا لائے مبارکه

که نبی دے که ولی دے که عالم دے
دَ همه وا یرد آقائے مبارکه

که خاطی دے که عاصی دے که نیکے
منبه غمخور ته دَ هرچائے مبارکه

هم درمان مود دَرد وئے په دُنیا کښے
هم ملګرے ئے دَ عقبیٰ ئے مبارکه

چارہ کردے بے چارہ وَدیے رسولہ ؐ
دَدرمندو زڑو دوائے مبارکہ

ستاڑو نڑون زموږ دَ پارہ نمونہ دہ
یو ګوهرِ بے بہائے مبارکہ

ستا بہ مینہ بہ خدائے وبخښی اُمت ستا
قدرمن پہ کبریائے مبارکہ

ستا پہ مینہ تُم دوارہ جہانونہ
ولے نہ زما پیشوائے مبارکہ

دَرحمت عنایت وکړہ پہ ګل باندے
تہ خو بحرِ دَ عطائے مبارکہ

ترجمہ:۔

(آپ ؐ (مبارک) اللہ کے ناز بردار ہیں۔ اور آپ ؐ روئے زمین کی روشنی ہیں)۔

(خدا خود آپ ؐ پر درود بھیجتا ہے۔ آپ ؐ (مبارک) خدا کے وہ دوست ہیں)

(خدا کے بعد عام خدائی کے مختار ہیں۔ آپ ؐ وہ عظیم بادشاہ ہیں)

(دُنیا کی ہر چیز خُدا نے آپ ؐ کی وجہ سے پیدا کی۔ اور آپ ؐ ہی تمام اشیاء کے باعث ہیں)

(عرش، کرسی، اسمان اور زمین۔ آپ ؐ ہی کے طفیل پیدا ہوئے اے خُدا کے محبوب (مبارک)

(سورج، چاند، ستارے آپ ؐ ہی کے حُسن سے روشن ہیں۔ اور آپ ؐ اپنے حُسن میں لاثانی ہیں)

(آپ ؐ وجود (ظہور) کے لحاظ سے آخری (پیغمبر) ہیں۔ لیکن معنوی

Marfat.com

لحاظ سے اوّلین ہیں)

(لولاک کا تاج اور معراج کی سعادت صرف آپؐ کو نصیب ہوئی ہے کیونکہ آپؐ مولا (خدا) کے ناز بردار ہیں)

(آپؐ کا ہر عمل قرآن کے مطابق تھا۔ کیونکہ آپؐ (مبارک) ہادیٔ برحق ہیں)

(خواہ نبی ہو خواہ ولی ہو یا عالم ہو۔ آپؐ ان سب کے آقا ہیں)

(کوئی خطا کار ہو یا عاصی راندۂ درگاہ۔ آپؐ (مبارک) سب کے غمخوار ہیں)

(آپؐ دُنیا میں ہمارے تمام دکھوں کی دوا ہیں۔ اور عقبیٰ میں آپؐ ہمارے مددگار ہیں)

(اے رسُولؐ آپ ناداروں کے چارہ گر ہیں۔ اور دردمند دلوں کی دوا ہیں)

(آپؐ کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے۔ اور آپؐ ایک گوہر بے بہا ہیں)

(آپؐ کی محبت کی وجہ سے خدا آپؐ کی اُمت کو بخش دے گا۔ کیونکہ آپ خُدا کے پیارے ہیں)

(میں آپؐ کی محبت میں دو جہان حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ آپؐ (مبارک) ہی میرے پیشوا ہیں)

(محمد گل پر آپؐ رحمت کی عنایت کریں۔ کیونکہ آپؐ تو عطا کا بحر بے کنار ہیں)

سعید گوہر

ستاڈ وجود سرہ سہ دو مسرہ عقیدت پایم
چہ کہ ستائنہ یم نو عبث ہے ضرورت پایم

زۀ د خطا په کږو لارو، وار خطا لاروئے
هغه مومن یم چه په هیله د رحمت ئے پایم
زۀ د ګناه په ښار یه کښے سرګردان مسافر
شو به بے کوره په کوڅه د هدایت پایم
ته یو سحار ــــ د ځلانده نمر په پلوشو بانده ډک
زۀ یو څراغ ــــ د توری شپے په طوالت پایم
ستا د صورت په رعنائی و تازګی ته نه سوچ
لکه حیداره ــــ له ازله په حیرت پایم
زۀ یم دژمی سره وریځ ــــ وریځ هم دا اوری دشپے
ستا د جمال د نا وده نمر په حرارت پایم
ته د خوبونو منو زرو سکون یئے د زېلو راحت
او زۀ کوهر ــــ په خومره کرب او اذیت پایم

ترجمہ:-

(میں تیرے وجود (موجودگی) کے ساتھ اس عقیدت سے زندگی گزار رہا ہوں۔ کہ اگر آپؐ کا نہ ہوں (نہ بنا) تو پھر عبث اور بے کار زندگی گزار رہا ہوں)

(میں خطاؤں کی پرپیچ راہوں کا راہ گم کردہ مسافر ہوں۔ میں وہ مومن ہوں جو آپؐ کی رحمت کی اُمید پہ زندگی گزار رہا ہوں)

(میں گناہوں کے شہر میں سرگردان و پریشان پھرنے والا مُسافر کب تک اپنے گھر سے بے گھر صرف ہدایت کے رستوں میں زندہ رہوں گا)

(آپؐ تابناک سورج کی کرنوں سے معمور ایک صُبح کی طرح ہیں۔ اور میں ایک چراغ کی طرح اندھیری رات کی طوالت میں زندہ

Marfat.com

ہوں)

(میں آپؐ کے چہرے کی رعنائی اور تازگی کے بارے میں سوچتے ہوئے آئینے کی طرح روزِ ازل سے حیرتوں میں زندہ ہوں)

(میں سرما کے یخ بستہ دن، اور دن بھی کسی برفیلی رات کی طرح آپؐ کے جمال کی گرم دھوپ کی حرارت پر زندہ ہوں)

(آپؐ دُکھی دلوں کے لیئے سکون ہیں اور غم زدوں کے لیئے راحت اور ہیں گوہر۔ کس کرب اور کس اذیت میں زندگی گزار رہا ہوں)

عبدالکریم بریالئ

—•—

لے دُنیا بہ لاس بہ سرسم، زہ بہ ستا دربارتہ درسم
دَ وصال ھغہ ساعت می مقدر دے ستا لہ رویہ
اے دَ دوُو کونو عظمتہٗ، ستا دَ ذات لہ برکتہ
بریالئ نن دیرو دیرو فن بھتر دے ستا لہ رویہ

ترجمہ:۔

(میں دُنیا کو ترک کر کے آپؐ کے دربار پر آ جاؤں گا۔ وصال کا وہ لمحہ آپؐ کے طفیل میرا مقدر بن چکا ہے)

(اے دو جہانوں کی عظمت، تری ذات (ہستی) کی برکت سے بریالئے آج تیرے طفیل بہت سے لوگوں سے بہت بہتر ہے)

عبدالکریم بریالئ

—•—

ددے نکے تورے شپے پس روزنہ سحر پے ستا لہ رویہ
پہ عالم چہ دَ رحمت خپلے لمرِ دے ستا لہ رویہ
دَما بنام دَ دار رَاپسے دے دَ ھجران مار راپسے دے
پہ دے لوبو ځلو غرونو ما ځیگر دے ستا دَ پارہ

Marfat.com

کہ دَ هجر توره شپه شي که دَ بخت توره نیاره شي،
چه د درته دے څوک پروت دے منور دے ستا له رویه
زه به رسم تر مقصده، محمدهؐ! محمدهؐ
کهکشان زما دَ فکر رهگزر دے ستا له رویه
زه په خپله یو څوبے، زلیے دَ ژوندون دوبے
زما وجود هم تشنه لبو ته کوثر دے ستا له رویه

ترجمہ:-

(اس اندھیری رات کے بعد تیرے ہی طُفیل صبح کی روشنی ہے۔ کیونکہ تری رحمت کا سورج ترے ہی باعث دُنیا میں طلوع ہوا ہے)

(شام کا خوف اور ہجر کا وار (موقع) میرا پیچھا کر رہے ہیں۔ ان اُونچے اونچے پہاڑوں پر عصر کا وقت آپؐ ہی کے طفیل ہے)

(خواہ ہجر کی کالی رات ہو یا بخت کی تاریکی ہو۔ لیکن جو شخص آپؐ کے در تک پہنچ گیا وہ آپؐ کے طفیل منور (روشن ضمیر) ہو گیا)

(اے محمدؐ۔ میں ایک نہ ایک دن اپنی منزل (آپؐ تک) پہنچ جاؤں گا کیونکہ ترے طفیل کہکشاں میری فکر کی رہگزر ہے)

(میں خود پہاڑی چٹانوں سے رسنے والا پانی ہوں لیکن زندگی کی دُھوپ (گرمیوں کا موسم) میرے تعاقب میں ہے۔ اور میرا وجود پیاسے لوگوں کے لیۓ ترے طفیل آبِ کوثر ہے)

سعید گوہر

—●—

منبه پوهېږم زه مختورے امتحان یم ستا د پاره
خوبدے دي هم خبریے په خدائے گران یم ستا د پاره
د زیارت د دنګو غرونو سره وا ورښو څوکو باندے
خوږه یاره! اسپینه یاره! زاروان یم ستا د پاره

Marfat.com

زړه کیږې تا کې، کسې تا کې، احساس تاکې، پونډې تا کې
مسافر، په لوې لارے دڅپل ځان یم ستا د پاره
خبر نه یم اسلام څه دے ہاخو پدے کښے کلام څه دے؟
چه په دے غرضې وخت کښے، مسلمان یم ستا د پاره
ستا د پاره زه وېر غوټے، ہپښتنې درنه حجره یم
راځه! خلاصه دروازه دځپل مکان یم ستا د پاره
په تا د یارم چه هر څه یم، د جنت په ګلبه نه یم
خوله مې دکه شه په خاورو، که تاوان یم؟ ستا د پاره
ستا په حیله ګناه او کړم، زور زیاتے او خطا او کړم
زه ګوهر دومره سرکښه، په ایمان یم ستا د پاره

ترجمہ:-
(میں روسیاہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ کے لیئے امتحان ہوں۔ لیکن آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ کی وجہ سے ہیں خدا کا پیارا ہوں)
(میں زیارت کے اونچے پہاڑوں کی برفیلی چوٹیوں سے گزر کر اے پیارے دوست، خوبصورت دوست، آپ ہی کے لیئے آرہا ہوں)
(دل پر آبلے، آنکھوں پہ آبلے، احساس میں آبلے اور پیروں کے تلووں پر آبلے۔ میں اپنے آپ کے طویل راستے پر سفر کے لیئے مسافر (سفر میں) ہوں)
(مجھے معلوم نہیں کہ اسلام کیا ہے، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ میں خودغرضی کے اس دور میں بھی صرف آپ کے لیئے مسلمان ہوں)
(آپ کے لیئے میں کشادہ صحن (مہمان نوازی کیلیئے) اور پشتونوں کا باوقار حجرہ (مہمان خانہ) ہوں۔ آئیے میں آپ کے لیئے اپنے

گھر کا کھلا دروازہ (منتظر ہوں)

(میں جو کچھ بھی ہوں لیکن پھر بھی آپؐ پر فخر کرتا ہوں۔ مجھے جنت کی کوئی لالچ نہیں۔ میرے منہ میں خاک بھر جائے اگر میں آپؐ کیلئے کبھی نقصان کا باعث بنوں)

(میں آپؐ کی (رحمت) اُمید پر گناہ کرتا ہوں۔ زور و زیادتی اور خطا کرتا ہوں۔ میں گوہر ایمان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اتنا سرکش صرف آپؐ کے طفیل ہوں)

سلام

نذر محمدؐ نظر پانیزئی

دجہان تیارولہ مریئے، تہ دامن رڼ سحریئے، پہ رښتیا خیرالبشر یئے
تا تہ زما سلام سلام دئ

تہ رحمت العالمین یئے، اولین ھم آخرین یئے، ھم صادق یئے ھم آمین یئے
تا تہ زما سلام سلام دئ

ستا پیغام دی مینہ مینہ، ستادہ ہرہ خبرہ سپینہ، ھم تہ قند وہ د شرینہ
تا تہ زما سلام سلام دئ

رنځوراتو لہ درمل یئے، غریبانو سرہ مل یئے، تہ دینی بل مشل یئے
تا تہ زما سلام سلام دئ

پہ نړئ ځی دی ظہور سو، پہ کسرا باندی کور سور سو، دکعبے بتان چور چور سو
تا تہ زما سلام سلام دئ

تہ سردار یئے د نبیانو، تہ خاتم د رسولانو، تہ غمخوار د اُمتیانو
تا تہ زما سلام سلام دئ

تہ ظالم لرہ فنا یئے، بل مظلوم لرہ پناہ یئے، دخورانو ہمنوا یئے
تا تہ زما سلام سلام دئ

Marfat.com

یو محبوب وکردیگا دیئے، بل ددوکونو سردار یئے، زما روح لره قرار یئے
تا ته زما سلام سلام دی

ترجمہ :-

(آپ دنیا کے اندھیروں کے لیئے روشنی ہیں اور امن کی روشن صبح
آپ سچے خیر البشر ہیں - آپ پر میرا سلام)

(آپ رحمتہ العالمین ہیں، اولین بھی اور آخرین بھی - آپ صادق بھی
ہیں اور امین بھی، آپ پر میرا سلام)

(آپ کا پیغام محبت ہے اور آپ کی ہر بات سچی ہے اور قند سے
زیادہ شیریں بھی، آپ پر میرا سلام)

(آپ دکھی لوگوں کا مداوا اور غریبوں کے دوست ہیں - اور محبت
کی روشن شمع - آپ پر میرا سلام)

(جب دنیا میں آپ کا ظہور ہوا، تو کسریٰ کے گھر صف ماتم بچھ گئی -
کعبے کے بت چور چور ہو گئے - آپ پر میرا سلام)

(آپ نبیوں کے سردار اور خاتم المرسلین ہیں - آپ اپنی اُمت کے
غمخوار ہیں، آپ پر میرا سلام

(آپ ظالم کے لیئے فنا اور مظلوم کے لیئے پناہ ہیں - آپ نادار لوگوں
کے ہمنوا ہیں - آپ پر میرا سلام)

(آپ ایک طرف تو کردگار کے محبوب اور دوسری طرف کونین کے
سردار ہیں - میری روح کے لیئے قرار ہیں - آپ پر میرا سلام)

سید محمد رسول فریادی

لیبز مه تا ته اے محبوبه زه سلام د مینے
د خیال رویبار ته ورکوم دغه پیغام د مینے

Marfat.com

داچہ زۀ ژوندئے یم پۀ دُنیا یم سٙتا دٙ دید پۀ طمعہ
ډیر دِ تۀ نۀ دے دٙ معلوم دا سے مقام دٙ مینے

پۀ مینہ مینہ ورلیږم تحفہ دٙ درودو سلام
زۀ فریادی غوارم ساقی جانہ یو جام دٙ مینے

ترجمہ:۔

(اے محبوبؐ میں تجھ پر محبت کا سلام بھیجتا ہوں۔ اور اپنے خیال کے قاصد کو یہ پیغام بڑی محبت سے دے رہا ہوں)۔

(مَیں تو اس دُنیا میں تمہاری دید کی اُمید پر زندہ ہوں۔ لیکن بہت سے لوگوں کو محبت کا مقام معلوم نہیں ہے)

(مَیں بڑی محبت سے درود اور سلام کی سوغات بھیج رہا ہوں۔ لیکن اے ساقی میں فریادی محبت کے ایک جام کا طلب گار ہوں)

اے دخدائی پہ دررو ئیدارہ مبارکہ پس لہ خدا یہ کل اختیارہ مبارکہ
اے ترټولو نازو رداره مبارکہ اے زموږ دزړو قراره مبارکہ

اے ئے ترټولو نازولو نازو ئے لے
نور شہ نہ وُ تہ یو نور وے ئُلید لے

چہ تہ وے پر دُنیا وظلم راج وُ دهر چا ننګ و ناموس یکښې تاراج وُ
انسانان بہ ئے قتلول دذوی راج وُ وامرض وجهل واسې لاعلاج وُ

پہ خطره کی پہ رښتنیا انسانیت وُ
نہ پہ چا کی یو ذرّه صلاحیت وُ

هر طرف تہ توره شپہ وه غوریدلے بوانسان بہ دبل دینې تو یہ وُلے
او ژوندی بہ ئے خپلې لونړی ښخولے هم بہ غلو بہ سپینه ورځ لاری وهلے

Marfat.com

ھرطرف جنګ و جدل شر و فساد ؤ
چه هرڅه به چاکول پکښې آزاد ؤ
ته چه راغلے د کفارو غم به کور سو   به کعبه کښې بتان پرمخې نسکور سو
او چه ستا مبارک نور پر جهان خپور سو   فریادی ورک له جهانه ظلم و زور سو
یو دامن ګهواره دغه دُنیا سوه
جهل ورک سو پر هرچا باندې رنړا سوه

ترجمہ:۔

(اے خدا کے در پر سب سے معتبر (رسول مبارکؐ)، خُدا کے بعد سب سے بااختیار (رسول مبارکؐ)، اے سب کے زیادہ ناز بردار (رسول مبارکؐ) اور اے ہمارے دلوں کے قرار (رسول مبارکؐ) اے تمام ناز برداروں کے ناز بردار۔ کچھ بھی نہ تھا ایک آپؐ ایک نور تھے اور روشن تھے)

(جب آپؐ نہیں تھے تو دنیا پر ظلم کا راج تھا۔ جس میں ہر شخص کا ننگ وناموس تاراج تھا۔ انسانوں کو قتل کرنا اُن کا عام رواج تھا۔ اور جہل کا یہ مرض اُن میں اتنا عام تھا کہ لاعلاج تھا۔ انسانیت پرَحج خطرے میں تھی۔ نہ ہی کسی میں ایک ذرہ صلاحیت تھی)

(ھر طرف کالی رات چھائی ہوئی تھی۔ ایک انسان دوسرے کا خون بہا رہا تھا۔ وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ اور چور بھی دن دھاڑے راہزنی کرتے۔ ہر طرف جنگ وجدل اور شر وفساد تھا۔ جو شخص جو چاہتا وہی کرتا (مادر پدر آزاد تھا)

(جب آپؐ تشریف لائے تو کفار کے گھر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔

Marfat.com

کعبہ میں بت سر کے بل گر گئے۔ جب آپؐ کا مبارک نور دُنیا میں پھیلا
تو فریادی دُنیا سے ظلم اور زیادتی ختم ہوگئی۔ یہ دُنیا امن کا ایک گہوارہ
بن گئی۔ جہالت ختم ہوگئی اور ہر شخص روشنی سے منور ہوگیا)

سیّد عابد شاہ عابد پشتو اور اُردو کے نامور ادیب و شاعر ہیں۔ ان دنوں بلوچستان یونیورسٹی کے شعبہ پاکستانیات سے وابستہ ہیں۔ آپ کا کلام معیاری رسائل و جرائد میں چھپتا رہتا ہے۔ آپ نے پشتو میں نعتیہ اشعار بھی کہے ہیں۔

صاحبزادہ حمید اللہ کا تعلق پشین کے معروف علمی و روحانی خاندان "صاحبزادہ" سے ہے۔ آپ کے جدِّ امجد حضرت محمد عظیم صاحبزادہ اور والد بزرگوار علامہ صاحبزادہ عبدالرحمٰن (متوفی ۴ ستمبر ۱۹۶۹ء) کا شمار بلوچستان کے مشہور اہلِ حال اور اہلِ علم بزرگوں میں ہوتا ہے۔ حمید اللہ صاحب کئی کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں۔ آپ کی ذاتی لائبریری میں مطبوعہ کُتب کے علاوہ عربی، فارسی اور پشتو کے مخطوطات موجود ہیں۔ جن کی تعداد سو کے لگ بھگ ہے۔

آپ پشتو، اُردو، فارسی، عربی اور انگریزی میں شعر کہتے ہیں۔ پشتو میں نعتیہ کلام موجود ہے۔ آجکل ایک کتاب بعنوان "پشتو میں نعت گوئی" مرتب کر رہے ہیں۔

باب پنجم

فارسی گو شعرا کا نعتیہ کلام

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا قاضی نور محمد[1] گنج آبوی میر نصیر خاں نوری (متوفی ۱۲۰۸ھ/ ۱۷۹۴ء) اور احمد شاہ ابدالی کے ہمراہ جہاد میں شریک رہے[2] وہ آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس میں یوں نیاز کیشی کے پھول[3] پیش کرتے ہیں۔

فضائل کہ بود انبیا را تمام — ہمہ مجتمع شد در او والسلام
در گنج ہستی ازو باز شد — دلش مخزن گوہر راز شد
تن پاکش از ظلمت سایہ دور — ز پیشانیش نور حق در ظہور
چو ختم نبوت شدہ شان او — بود ختم قرآن برہان او

مُلا محمد حسن[3] قلات ڈویژن کے معروف قبیلہ بنگل زئی کی ایک شاخ بدوزئی

---

[1] قاضی صاحب نے ایک جید عالم، بے باک مورخ، قادر الکلام شاعر اور مجاہد کی حیثیت سے شہرت پائی۔ وہ علاقہ کچھی میں ایک مقام پر کماندار کی صورت میں بیرونی حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ بلوچستان میں فارسی شاعری ص ۵۲۔

[2] ۔ تحفۃ النصیر بلوچ (قلمی)۔

[3] ۔ تاریخ بلوچستان، ہتو رام، لاہور، ۱۹۰۷ء ص ص ۳۰۱ تا ۳۰۲۔ (بقیہ حاشیہ ۲۵۷ پر)

سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے جدِّ امجد علی خاں میر نصیر خان اوّل کے عہد میں اس کے ملازم تھے۔ جنہوں نے خان کے زمانۂ اسیری میں بھی خلوص اور وفا کیشی کا ثبوت دیا۔ خان کی رہائی کے بعد یہ انعام واکرام کے علاوہ "آغا" کے خطاب سے بھی نوازے گئے۔ آغا علی کا بیٹا عبدالرحمٰن مُدت تک کچھی کا نائب رہا۔ وہ علم کے زیور سے آراستہ تھا۔ اس کے تین بیٹے تھے جو زیرک اور مدبر تھے۔ اُن میں مُلّا محمد حسن نمایاں اور ممتاز شخصیت کے مالک تھے۔ مُلا محمد حسن کو والیانِ ریاست کا قرب حاصل ہوا۔ وہ خان محراب خان (المتوفی ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء) کے وزیر تعینات ہوئے۔ اور سیاست و تدبر کی بے پناہ صلاحیتوں کا ثبوت دیا۔ انہوں نے ساراوان اور جھالاوان کے سرداروں سے اپنی بیٹیوں کی شادیاں کیں اور اس طرح ریاست میں خاصا اقتدار حاصل کرلیا۔ نصیر خان دوم (۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء — ۱۲۷۴ھ/۱۲۵۷ء) ان کی بڑھتی ہوئی قوت اور سیاست سے خائف ہوگیا۔ چنانچہ اُس نے مُلّا محمد حسن کو قید میں ڈال دیا۔ اس قید میں انہوں نے اپنی جان ۵ رمضان المبارک ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۵ء کو جان آفرین کے سپرد کی۔ مولاداد[1] نے تاریخ وفات یوں بیان کی:

نوش فرمود جام مالامال — ازکف ساقی جنان حیدر
چون محمد حسن ورا بُد نام — شد حسن را غلام وھم چاکر
بود تاریخ پنجم از رمضان — در شب جمعہ بست رخت سفر
کرد افطار از نعیم جنان — در صف مقبلان پیغمبرؐ
شد شہید آن اسیر شہد کلام — رفت در خلد برلب کوثر
سال ترحیل او چو مولاداد — از خرد جست با دو دیدہ تر ۱۲۷۲ھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۶ کا)۔ بلوچستان میں فارسی شاعری، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ، ۱۹۶۸ء ص ۸۵

[1] دیوان مولاداد (قلمی) ص ص ۳۷۱، ۳۷۲۔

Marfat.com

گفت با آہ نالہ درگوشش کہ دو صفت از غفور ساز بدر

مُلّا محمد حسن نے جہاں اپنی اعلیٰ انتظامی قابلیتوں کا لوہا منوایا۔ وہاں علم و ادب اور شعر و سخن کی بزم آرائیوں کا سکہ بھی اپنے ہمعصروں کے دلوں پر بٹھایا۔ خوانین قلات کے درباری وقائع نگار اخوند محمد صدیق نے جو اُن کا ہمعصر تھا۔ ان کے سیاسی جوڑ توڑ کی تفصیل کے پہلو بہ پہلو ان کی علمی اور شاعرانہ عظمت کو بھی تسلیم کیا ہے[1]۔

آپ بیک وقت بلوچی، براہوئی، فارسی اور اُردو میں شعر گوئی کا ملکہ رکھتے تھے۔ آپ کے پانچ قلمی دیوان دستیاب ہوئے ہیں۔ اُن میں چار تو فارسی زبان میں ہیں۔ پانچویں قلمی نسخے کے دو حصے ہیں پہلا حصہ فارسی میں اور دوسرا حصہ اردو میں ہے۔ ہر دیوان میں نعتیہ اشعار موجود ہیں۔ چند ایک یہ ہیں :-

خلق و خالق ہمہ گویند ترا صلی اللہ
من ہمیگویمت صبح و مسا صلی اللہ
تو در آندم کہ بہفتم فلک و عرش شدی
جملہ گفتند ملایک کہ در آ صلی اللہ
من چہ گویم کہ بمدحت ہمہ جا میگویند
ہست این غلغلہ در ارض و سما صلی اللہ
یاری ام کن بجہان و زحسودان بُرہان
ہم خلاصہ کن از روز جزا صلی اللہ
حسن آوردہ شفیع بر درت آن شاہ نجف
بخش او را تو بآن شیر خدا صلی اللہ

---

[1] تاریخ بلوچستان (قلمی) اخوند محمد صدیق ۱۲ھ۔

ایک دوسرے مقام پر شاہ لولاک کا ذکر مبارک یوں کیا ہے :۔

یا الٰہی بجاہ درویشان — جا دھم در پناہ درویشان
ھر کہ منکر براہل فقر بود — سوزداز دو د آہ درویشان
شاہ لولاک احمد برحق — ہست او بادشاہ درویشان
بادشاہی بدلق شان پنہان — فقر فخری کلاہ درویشان
سرفرازی بدہر اگر خواہی — خاک شو خاک راہ درویشان
یا الٰہی حسن ہمی خواہد — رہبرش شو بہ راہ درویشان

مُلّا شیخ فاضل بارکزئی[1] خاندان کے امیروں اور حاکموں کے قاضی تھے۔ آپ نے "جنگ نامہ منظوم بارکزئی" رقم فرمایا ہے۔ اُن دنوں بارکزئی امیروں مسری خاں اور بختیار خاں کا زمانہ (اُنیسویں صدی کا قریباً نصفِ اوّل) تھا۔ اس جنگ نامہ کا خطی نسخہ سردار محمد خان بارکزئی (قریہ کرک نزد سیوی (سبّی) کے پاس موجود ہے۔

اس میں اللہ تعالیٰ کی ستائش، حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم پر درود کے بعد چار اولین خلفاء کا ذکرِ خیر ہے۔ چند شعر یہ ہیں :۔

بنام خداوند ھر دو جہان — کہ او پادشاہست وما بندگان
بنامش کنم نیز شیرین زبان — بذکرش دھم لذتی بر بیان
اگر وصف او تا بہ یوم القیام — نویسند ھرگز نگردد تمام
بیا فاضلا عجز در پیش آر — بفضل الٰہی شو اُمید وار
بگویم ھمہ وقت در صبح و شام — بروح محمد کہ خیرُ الاَنام
ازآن پس کنم وصف آن چار یار — کہ ھر یک پسندیدہ کردگار

---

[1] شعر فارسی در بلوچستان، ڈاکٹر انعام الحق کوثر۔ لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ص ۳۹ تا ۴۱۔

Marfat.com

علیم اللہ علیمؔ ۴ ذی قعد ۱۲۲۹ھ/۱۸۱۳ء کو پٹرنگ آباد نزد مستونگ میں مُلاّ فقیر محمد ابن قاضی مُلا غلام محمد ترینی کے گھر پیدا ہوئے۔ اور ۲۶ ربیع الاوّل ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء بمقام کانک اللہ کو پیارے ہوئے۔ پہلے دیوان "تحفۂ شیرین" میں ۲۷ ذی الحجہ ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء تک کا کلام درج ہے۔ حمد کے بعد شمائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار اس طرح کیا ہے[1][2]۔

کی توانم کرد وصف مُصطفیٰ — چونکہ باشد واصف حسنش خُدا
لیک بر اندازۂ ادراک خود — وصف گویم از رسول پاک خود
در ملاحت با صباحت بد قرین — جامع هر دو شده آن شاه دین
در نظر آمد مرا اندر کتاب — معجزه بسیار بودش بیحساب
هیچگه سایہ نبودش بر زمین — نوُر را سایہ نباشد بالیقین

بعد ازاں آنحضرت صلعم کے دس معجزوں کو شعر کا جامہ اوڑھایا ہے۔ جو علیم کے الفاظ میں "تحفہ ردی مومناں و تعویز جان عاشقان" ہے۔ عَلیم نے اپنے بیٹے مُلا ابو بکر کو شال کوٹ (کوئٹہ کا قدیم نام) ایک جید عالم مُلا احمد کی خدمت میں حصولِ علم کی خاطر بھیجا۔ خط نظم میں تحریر کیا۔ اُس میں سب سے پہلے باری تعالیٰ، نبی مکرم صلعم اور اصحاب کرام کا ذکر کیا ہے۔ علیم اپنے بارے میں کہتا ہے۔

بلی من شاعرم عاشق خُدا را
ثنا خوانم خُدا و مُصطفیٰ را

دوسرا دیوان، "دیوانِ علیم" کے نام سے بلوچی اکیڈمی کوئٹہ نے

---

[1] بلوچستان میں فارسی شاعری، ص ص ۱۱۹ تا ۱۴۸۔

[2] تحفۂ شیرین، علیم اللہ علیم، (قلمی) ورق ۲ ب۔

Marfat.com

جون ۱۹۷۳ء میں شائع کیا۔ ۲۴۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں متعدد غزلوں میں ہادیٔ اسلام آنحضرت صلعم کا ذکر مبارک پُرشکوہ انداز میں ملتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے:۔

تو آں حبیبی کہ دوست خواندت ، خدای اکبر بعزو شانت
بکرد پیدا جہاں برویت ، بداد عزت بآں کلامت

دلم ز مہر محمدؐ مدام در طلبی ست
اگر طلب نکنم محض کفر و بی ادبی ست

بخواہ ز حضرتِ او بہر من سہ چیز ای شاہ!
تن صحیح و گنہ بخشش سوم ایمان ست

پیمبرانِ دگر پاک و صاف ہمچو صدف
ترا میانِ صدف لولوئی زلالا کرد

بخشندہ ام خُداست دگر شافع اُم رُسولؐ
باشم اگرچہ غرقِ گنہ پائی تا بہ سر

ای دوستِ ربّ دادگرای تاجدار و تاجور
جملہ جہان زیر و زبر باشند ترا چون خاکِ در

گفتش چو ربّ العٰلمین لولاک ختم المرسلین
خادم درا رُوح الامین پیک صبا می زیبدش

Marfat.com

تمام خلق درین حیرت اند و بس در حمق
خدا ز نور ترا آفرید پا تا فرق

تراست نزدِ خدا قدر تا بآن حدّی
میانِ نامِ تو نامِ خداست میمی فرق

مشفقِ بہ حالِ اُمت و غم خوارِ عاصیاں
مجرم علیمؔ را نظرِ لطف کن بحال

ای دلبرِ شیرین کلام ، ای مہ رُخی بدرِ تمام
ای سیدِ خیرُ الانام ، من عاشقِ روی توام

من ازان روزی کہ شد بر فرقِ من فضلِ اِلٰہ
از تفخر بر سریرِ عرش می سایم کلاہ

اوّلینم این کہ براطوارِ انسان آفرید
داد ایمان ، داد قرآن ، پس بآن بنمود راہ

بعد ازانم در شمرد از اُمتانِ آن رسولؐ
کوست محبوبِ خُدا و جملہ عالم را پناہ

وصفِ آن محبوب خاصِ داوری را گویت
جُملہ پیغمبران در پیشِ او ہمچون سپاہ

فاطمہؓ خاتونِ جنت نورِ چشمِ مصطفیٰ
بر گناہانِ من بیچارہ گردد عذر خواہ

Marfat.com

مرزا احمد علی[1] احمد بن محمد حسین خاں کلاتی خداداد خان کے دور (۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء — ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء) میں پھولے پھلے۔ دربار میں مختلف اہم عہدوں (جیسے مدارالمہام سابقہ ریاست قلات) پر خدمات انجام دے کر اپنی لیاقت کا سکہ خاص و عام کے دلوں پر بٹھایا۔ نہایت خلیق، لائق، ذی علم اور سخنور ہونے کے پہلو بہ پہلو سخنوری کے قدردان بھی تھے۔

آپ نے ۲ ذیقعد ۱۳۱۲ھ (۱۸۹۴ء) کو وفات پائی اور کوئٹہ میں دفن ہوئے۔ احمد کے نعتیہ[2] کلام میں سے چند شعر پیش خدمت ہیں:۔

گلشن بشارت میدهد رنگ حنای پای تو
آب از رخ گل میبرد رخسارۂ زیبای تو
گر در چمن گردی چمان ای شاه خوبان جهان
سرو افتد از پا در زمان پیش قد رعنای تو
بی رویت ای آرام جان بود هر دو عالم بی نشان
شه زینت کون و مکان حسن جهان آرای تو
بر قامت موزون تو بر حسن روز افزون تو
ارض و فلک مفتون تو جن و ملک شیدای تو
تو جانی و مخلوق تن تو روح و عالم بدن
ای صد هزاران همچو من قربان خاک پای تو

---

[1] تکملہ مقالات الشعراء ص ۲۴۔
ہسٹری آف بلوچ ریس اینڈ بلوچستان ص ۲۰۹۔
بلوچستان میں فارسی شاعری ص ص ۱۴۹، ۱۵۰۔
[2] کوہسار، کوئٹہ، ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۷ء۔

چون بر فلک کردی گذر از غیر حق بستی نظر
حق گفت ما زاغ البصر بر نرگس شہلای تو
احمد بغیر از مدح تو دیگر ندارد گفتگو
شد زندگانی بخش او مہر قد و بالای تو

مرزا احمد علی اور علیم اللہ کے مابین محبت و اُلفت کی پینگیں استوار تھیں دونوں ایک دوسرے کو خط بھیجتے تھے۔ علیم نے اپنے دیوان "تحفۂ شیریں" میں اُن خطوں کو شامل کیا ہے۔ اور وہ غزلیں بھی موجود ہیں جو ایک دوسرے کو ارسال کرتے تھے۔ نعتیہ غزلیں بھی بھیجتے رہے۔ اُن میں سے مرزا احمد علی کے چند مزید نعتیہ[1] اشعار ملاحظہ کیجئے:-

ای شاہ پری رخان چالاک
وی ماہ سمنبران بی باک
از رشک رُخ تو گل بہ گلشن
بر خویش نمودہ پیرہن چاک
بر قد تو خلعت است زیبا
لولاک لما خلقت الافلاک
در وصف تو قاصر ست واللہ
تقدیر زبان عقل و ادراک
بنما رُخ دلکشا بہ احمد
ای صاحب تاج و تخت لولاک

خون شد جگر از زلف تو مشک ختنی را
رشک از در دندان تو در عدنی را

---

[1] شعر فارسی در بلوچستان ص ص ۷۱، ۷۲۔

Marfat.com

تنہا نہ من از جرعہ عشقت شدہ ام مست
این نشہ بسر آمدہ درویش و غنی را
ای خسرو خوبان کہ ز عشق رُخ شیرینت
فرہاد پذیرفت ھمان تیشہ زنی را
ای سرو چمان گر بچمی در چمنستان
از پا فگند رشک تو سرو چمنی را
گل چون نگرد نازکی و تازگی تو
ھرگز نکند دعوی نازک بدنی را
ای احمد اگر شعرِ شکر ریز تو بیند
طوطی نکند دعوی شکر شکنی را

میر مولاداد خاں[1] مُلّا محمد حسن براہوئی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ عام تعلیم اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ اور اپنے خاندان کی علمی و ادبی روایات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ آپ کے والد محترم اور نصیر خاں دوم کے مابین کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ جیل میں ڈال دیئے گئے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ بعد میں مولاداد خاں اور اللہ داد خاں وغیرہ کو بھی خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا[2]۔ میر مولاداد خاں نے ۱۹ ذیقعد ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء کو وفات پائی۔ آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ اُن کی یادگار صرف ایک دیوان ہے۔ جو شائع ہو چکا ہے۔

میر مولاداد خاں آنحضرت صلعم کی بارگاہ میں مختلف مقامات پر

---

[1]۔ بلوچستان میں فارسی شاعری ص ۱۵۹۔
[2]۔ تاریخ بلوچستان، ہتورام، ص ۳۰۲۔

Marfat.com

نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ چند اشعار یہ ہیں :-

شمس و قمر منور از انوار مصطفیٰ است

چرخ فلک معلق از اسرار مصطفیٰ است

چون بہ بینم روضۂ پاک ترا یا سیدا!

پس نمایم جان و دل را یا رسول اللہ فدا

قلب بی آرام مارا یا شفیع المذنبین،

مژدہ وصلت بہ بخشا تا شود تسکین مرا

کن تو روشن چشم از دیدار نور پاک خود،

این قدر مرگم امان بخشد کہ بینم مر ترا

خوشتر آن روز یکہ بینم روضات با چشم دل

از بسی شادی و فرحت گویمت صد مرحبا

این قدر می خواھم از حق تا بہ بخشد زندگی،

کر برای روضات جاروب سازم لحیۂ را

کن مس قلبم طلا یا سیدا از یک نظر،

خالق عالم نمودہ چون نگاھت کیمیا

این زبان نارسایم کیست تا وصفت کند

بس کہ در شان عظمت گفتہ یاسین کبریا

گرچہ بدکار و گنہ گارم ندارم باک ازان

یا محمد چون تو دارم در دو عالم پیشوا

کن بہ مولا داد مسکین یا رسول ہاشمی،

گنج ھا در زندگی ایمان گہ مرگش عطا

ایک غزل میں معراج کے واقعہ کو یوں بیان کرتے

Marfat.com

ہیں ؎

تعالیٰ اللہ شبِ نور است امشب
فلک را نوبت طور است امشب

پھر کہتے ہیں :-

شبِ معراج ختم المرسلینؐ است   بسا از گیسوی نور است امشب
برای ما گنہگاران اُمّت   نیازش نطق منظور است امشب
بحمد اللہ مولاداد عاجز   زجام مدح مخمور است امشب

مولاداد متعدد غزلوں میں حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری اُنسیت کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک غزل میں گویا ہیں ؎

مولا مرا بروضۂ پاکش رسان کہ من
مداح عزّ و جاہ و جلال محمدؐم

قصیدہ بہاریہ نعتیہ کا پہلا اور آخری بند ملاحظہ فرمائیے :-

رسید دوش بگوشم ندا بوقتِ سحر + کہ ای زبادۂ غفلت نهفتہ در بستر
کنون چو وقت مناجات و زاری و عجز است + تو خفتہ ہیچ نداری زچرخ نیلی خبر
زکنج خانۂ تاریک نہ قدم بیرون + نگر بصنع خداوند خالق اکبر

رسان بروضۂ پاکت کہ تا کنم آنجا + طواف آن در پاک تو جان دھم بر در
درآن زمان کہ شود جانم از جسد بیرون + بظلمت لحدم باچراغ ایمان بَر
بحال خستہ و رنجور بندہ مولاداد + تو یک نظر زرہ لطف سیدا بنگر

چہل سلام سید المرسلین بہ تتبع مولانا جامی علیہ الرحمۃ کا پہلا اور آخری شعر یہ ہے :-

السلام ای اختر برج نبوت راضیاء   السلام ای گوہر درج شرافت راجلا
من یکی از امتانم لیک مولاداد نام   با ہزاران عجز نزدت آمدم بہر سلام

Marfat.com

تقابل خوب ہے دیکھئے۔

اوج احمدؐ بر سما و موج موسیٰؑ بر زمین
ہر دو چون طور اندر ما این کجا و آن کجا

غوث بخش[1] متخلص بہ 'خاکی' قلات کے مکین تھے۔ جیکب آباد میونسپلٹی میں میر منشی رہے۔ ۱۳۲۵ھ (۱۹۰۷ء) میں عالم بقا کو سدھارے۔ بہائی نامی شاعر نے ان کی وفات پر ایک قطعہ کہا جس سے ان کے حالات کے سلسلہ میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاکی نے آنحضرت صلعم کی ذاتِ مبارک سے اپنی عقیدت کے اظہار کی خاطر سوز و گداز سے لبریز نعتیں لکھی ہیں۔ 'بہائی' کے اشعار پیشِ خدمت ہیں :-

ثنا گوی پیغمبر پاک دین	فصیح اللسان غوث بخش آنکہ بود
شب و روز از شوق غلغل کنان	چو بلبل بباغ ثنا و درود
بنعت نبی عمر خود صرف کرد	جز آنش نمیبود گفت و شنود
سرش بود خاک در آنجناب	تخلص از این وجہ "خاکیش" بود
بہائی نکو سال ایصال او	بہ "فارغ دلی" ھاتفم گفت زود

(۱۳۲۵ھ)

سید عظمت شاہ شاہد[2] فرزند سید رستم شاہ ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء میں مستونگ میں پیدا ہوئے۔ حضرت محمد صدیق نقشبندی مستونگی سے فیضیاب ہوئے۔ تکمیلِ تعلیم کی خاطر افغانستان کا سفر بھی کیا۔ آخر کار ایک قاری، شاعر، خوشنویس اور حافظ قرآن کی حیثیت سے شہرت پائی۔ مجاہدانہ شان کے مالک تھے۔ انگریز کی مخالفت میں پیش پیش رہتے تھے۔ ایک

لہ۔ تکملہ مقالات الشعراء، ص ۳۰۲۔

کہ۔ شعر فارسی در بلوچستان، ص ۱۰۲۔

Marfat.com

دفعہ مستونگ میں انگریزوں کے نمائندہ سے جنگ وجدال کے مرتکب ہوئے۔ قید عمر کی وجہ سے حیدر آباد سندھ کی جیل میں تھے۔ وہیں وفات پائی۔ ورثا نے میت حاصل کرکے مستونگ میں پیوند خاک کیا۔

قلمی دیوان بنام "مصنوعات بدیعۂ شاھد" بطورِ یادگار موجود ہے۔ جو عنفوانِ شباب میں ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء میں مکمل ہوا تھا اشرف انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گویا ہوتے ہیں[1]

چندانکہ چکد نور ز سیمای محمدؐ

پرتو دہ مہرست تجلای محمدؐ

شرمندہ و مردود خجل در دو جہانست — آنرا کہ نباشد بسرو سودای محمدؐ

بی حب پیمبر نتوان یافت خدا را — بشناس خدا را بہ تولای محمدؐ

کی میشود از طالع فرخونده[2] کہ شاھد — طوفی بکند گنبد خضرای محمدؐ

محمد صدیق پنجگوری ولد مُلا روشن اقوام کی ایک کتاب "ذخیرہ سلیمانی"[3] لاہور سے چھپی تھی۔ جو ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء کو مکمل ہوئی۔ اس میں کرسی نامۂ رسول مقبول صلعم بھی موجود ہے۔ آپ یوں آنحضرت صلعم کے حضور اظہارِ ارادت کرتے ہیں۔

بعد از ثنای یزدان وصف رسول گو + باشوق و اشتیاق ھزاران درود گو

از عطر او مشام جہان گشت مشکبو + وز قطرۂ محبت او زنگ دِل بشو

با در گہت سوالیم ای شاہ داد بخش

---

[1] مصنوعات بدیعۂ شاھد (قلمی) ص ۶ الف۔

[2] فرخندہ۔

[3] شعرِ فارسی در بلوچستان، ص ۱۰۸۔

Marfat.com

دل گدائی تو یا رسول اللہ | سر فدای تو یا رسول اللہ
شدہ ام مست میکنم نالہ | ازبرای تو یا رسول اللہ
رحم کن برمن ستم دیدہ | بیم جای تو یا رسول اللہ
درد دارم دوا نمیدانم | جز دوای تو یا رسول اللہ
سرمۂ چشم خویش میخواہم | خاکپای تو یا رسول اللہ
در دو عالم طمع همین دارم | من لقای تو یا رسول اللہ
چشم امید روز و شب دارم | بر عطای تو یا رسول اللہ
دل محمد صدیق خرم باد | از صفائی تو یا رسول اللہ

محمد عبداللہ حکیم[1] عشق و عرفان میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کلام سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے۔ کانڈل تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ (حدود چھاؤنی ایبٹ آباد) میں رہتے تھے۔ عرب، حبش، سوڈان، یمن اور ہندوستان کی سیاحت کے بعد بلوچستان آکر مستونگ میں مقیم ہوئے۔

آپ نے حج بیت اللہ سے مشرف ہونے اور تین سال تک عرب میں رہنے کے بعد ایک رسالہ 'گلدستۂ حکیم' عرف 'سفرِ حجاز' لکھا۔ جو ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اسے ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء میں شیخ الٰہی بخش و محمد جلال الدین تاجران کتب کشمیری بازار نے مطبع عزیزی لاہور سے طبع کروایا۔ اس میں آپ لکھتے ہیں کہ میں سن بلوغت میں پہنچنے سے پہلے ہی روضۂ رسولِ کریم کی زیارت کا شوق رکھتا تھا۔ جب زیارت سے بہرہ یاب ہوئے تو عمر سولہ سال کی تھی۔

آپ طالب علمی کے زمانے میں نرٹوپہ شہر میں جو چھچھ میں واقع ہے، اپنے ایک ساتھی آزاد گل کے ساتھ کتاب زلیخا پڑھتے تھے۔ دونوں کند ذہن تھے استاد

۱۔ ذخیرۂ سلیمانی ص۲۰۴۳۔

۲۔ گلدستۂ حکیم۔ ڈاکٹر عبداللہ خان حکیم ۱۰ مجریہ ۱۳۲۲ھ ص۶۰۵۔

Marfat.com

بھی تنگ آ گیا۔ ایک روز دونوں نے سُنا کہ اگر کوئی نماز عشاء کے بعد بلاناغہ ہزار بار درود شریف پڑھے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

ان دونوں نے اس پر عمل شروع کر دیا۔ دن کو سبق میں مصروف رہتے رات کو سونے سے پیشتر وظیفہ کرتے۔ آزاد گل فرشتہ سیرت، شب خیز اور پرہیزگار تھا۔ اسے حکیم سے اُلفت تھی۔ ایک روز آپ نے کہا کہ تو کیوں اپنے گھر نہیں جاتا، میرا وقت ضائع کرتا ہے۔ مجھ سے دور ہوجا تاکہ میں اکیلا سبق یاد کروں۔

آپ نے یہ باتیں دو تین بار آزاد گل سے کہیں، اس نے پروا نہ کی۔ آپ نے غصّے میں آکر کہ جاؤ۔ وہ نہ اُٹھا تو آپنے ایک لکڑی جو قریب پڑی تھی، اسکے سر پردے ماری۔ خون بہہ نکلا۔ آزاد گل نے کچھ نہ کہا۔ اُٹھا مسجد کے دروازے پر پہنچ کر توت کے پتے جلاکر راکھ زخم پر لگائی اور گھر چلا گیا گھر پہنچ کر والدین کو اصل بات نہ بتائی۔ پھر آپ کے پاس آیا لیکن آپ نے توجہ نہ کی اور اس طرح چند دن خفگی کی حالت میں گزر گئے۔

ایک رات آپ حسب معمول نماز عشاء کے بعد با وضو ہزار بار درود شریف پڑھ کر سو گئے۔ اچانک اذان کی آواز کانوں میں آئی۔ کسی نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اذان دے رہے ہیں۔ آپ خواب میں اپنی جگہ سے اُٹھے اور مسجد کے صحن میں چلے گئے۔ رسولِ کریم صلعم نے اذان مکمل فرمائی اور پھر آہستہ آہستہ اسی جانب تشریف لائے جہاں آپ کھڑے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ پاس ہی آزاد گل موجود ہے۔ اس وقت حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دو سیب تھے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو دے دیئے اور دونوں کی آپس میں صلح کرادی۔ اسی حالت میں عبداللہ خان حکیم نیند سے بیدار ہوئے۔

Marfat.com

صبح کا وقت قریب تھا۔ آپ وضو کر کے درود میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں مؤذن نے اذان دی۔ آزاد گل بھی معمول کے خلاف وقت سے پہلے پہنچا، وضو کر کے وظیفہ میں مصروف ہو گیا۔ نماز کے بعد آپ مسجد کے کونے میں کتاب لے کر بیٹھ گئے۔ ظاہر نظر کتاب پر تھی لیکن دل رات کے خواب کے تصور میں محو تھا۔ اسی اثنا میں آزاد گل آ گیا۔ اس کا چہرہ روشن اور شگفتہ تھا۔ کہنے لگا آج آپ بہت خوش معلوم ہوتے ہیں۔ آپ نے کہا تم بھی تو آج مسرت سے چہک رہے ہو۔ جواب دیا یہ تو آپ کا اثر ہے۔ اسی دوران آپ پھر رات کے واقعہ میں کھو گئے جس پر آزاد گل نے سمجھا کہ آپ ابھی تک ناراض ہیں۔ کہنے لگا آنحضرت صلعم نے رات ہماری صلح کرا دی تھی پھر ناراضی کا کیا سبب ہے؟ آپ نے پوچھا کیسے؟ آزاد گل نے سارا خواب بیان کیا۔ دونوں کے خواب میں سر مو فرق نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔

اس پر دونوں اُٹھے اور بغل گیر ہو گئے۔ بعد کی کیفیت کو حکیم کے الفاظ میں سُنیئے "اے برادران من، ازاں روز حالت ما ہر دو دگرگون شد و در کانون دل آتش عشق رسول کریم شعلہ زدن گرفت۔ بعد ازاں چند بار دگر ہم از دیدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شدم و در خواب حج ہم کردم گویا از طرف خداوند کریم این بشارت بود کہ یک روز ترا بر درگاہ خود و بر دربار حبیب خود خواہم آورد۔"

بعد ازاں آپ اور آزاد گل علیحدہ علیحدہ مقام پر چلے گئے۔ حتیٰ کہ ایک مدت کے بعد آپ مختلف مراحل طے کر کے ڈاکٹری کے عہدہ پر پہنچے۔ ان دنوں آپ کا جسم کام میں مشغول ہوتا تھا اور دل شب و روز حج اور زیارت روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تڑپتا رہتا تھا۔ مولانا جامی کی وہ غزل وردِ زبان رہتی جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے :-

کی بود یارب کہ رو در یثرب و بطحا کنم
گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم
جامی از جام وصالت خوردچون یک جرعہ ای
تا بصحرائے قیامت خویش را شیدا کنم

انہی دنوں آپ نے یہ غزل کہی تھی:۔

ای پیک پاکبازان بمدینہ گر در آئی
چہ شود کہ حال زارم بر مصطفیٰ نمائی
آشوب خون روان کن سوز دلم عیان کن
پیش نبی بیان کن در صورت گدائی
ای شاہ ہر دو عالم پرسان بکن زحالم
از حد گذشت دردم جان رفت از جدائی
مردم من از فراقت ماندہ بتن نہ طاقت
جانم فدا زنامت کہ تو جان جان مائی
دردی دگر ندارم پیش حکیم آیم
ما را بس است جانان دیدار تو دوائی

آپ ہر وقت بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ صلعم کی زیارت کے شوق میں بیقرار رہتے۔ حتیٰ کہ حکومت نے آپ کو دو سال یا اس سے کچھ زیادہ مدت کے لئے عرب بھیجنے کے بارے میں استفسار کیا۔ آپ ان دنوں شفاخانۂ سماسٹہ میں تعینات تھے۔ آپ کو اور کیا چاہیے تھا۔ فوراً تیار ہو کر روانہ ہو گئے۔ وہاں تین سال تک مقیم رہے۔ دو بار حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ آخر آب و دانہ کی کشش نے آپ کو مستونگ پہنچا دیا۔ خود لکھتے ہیں[1]۔ "آخر کار کشش آب و دانہ مرا بمستونگ آورد و در اینجا

[1] گلدستۂ حکیم۔ ڈاکٹر عبداللہ خان حکیم۔ لاہور ۱۳۲۲ھ ص ۴۳، ۴۴۔

Marfat.com

خدا وند کریم مراد گر دولت نصیب کردیعنی بیعت حضرت مولانا و مربی نا حضرت محمد صدیق صاحب نقشبندی کردم۔ اے اہل مستونگ بخت شما مبارک کہ دریائے فیض در شہر شما جاریست۔ اگر شما از فیض این دریائے رحمت محروم بمانید پس قصور بخت شما خواہد بود۔"

آپ مولانا حضرت محمد صدیق صاحب نقشبندی کی محبت سے خوب فیضیاب ہوئے۔ آپ نے مستونگ اور مستونگ کے علاقے کے مکینوں کی بڑی خدمت کی۔ لوگ آپ سے دینی اور دنیوی امور میں مستفیض ہوئے عام لوگوں کی بھلائی کے لیئے آپ نے کنواں بھی کھدوایا جو آج تک آپ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کو اپنے مرشد کامل سے جو قلبی اور روحانی تعلق تھا اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آپ کی ہر تصنیف میں حضرت محمد صدیق کا ذکرِ خیر ہے۔ جیسے [1]

بیا در خدمت پیرم اگر راہ خدا خواہی
سر خود را بپیچ از وی چو عشق مصطفیٰ خواہی
بنار عشق او مس تن خود را گداز اول
ز اکسیر وجود پاکِ او گر کیمیا خواہی
مبارک نام او نام محمد بر صدیق آمد
حکیم این پیشوا کافیست گر راہِ خدا خواہی

مناجات حکیم بانعت رسول کریم ۴۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں چھپی۔ فارسی نعتیہ اشعار کی تعداد ۱۳۸ ہے۔ طرز بیان توانا، شگفتہ اور متاثر کُن ہے۔ بات دل سے نکلتی ہے اور روح کو گھائل کر دیتی ہے۔ نعتیہ اشعار سے روح و قلب کی تسکین حاصل کیجئے اور راہِ

---

[1] مخمس محمود نامہ، ڈاکٹر عبداللہ خان حکیم۔ لاہور ۱۳۲۲ھ ص ۲۰

عمل پر گامزن ہوجائیے۔

ای رحمۃ للعالمین واللیل وصف موی تو
طٰہٰ و یٰسین نام تو والشمس ذکر روی تو
علم و حیا و ہم ادب از حد برون دادست رب
ای ذات تو فخر عرب خلق عظیم ہم خوی تو
ای نازنین ذوالمنن وی حق پرست و بُت شکن
بیشک توئی آقای من جای پناہ ہم کوی تو
وہ وہ قد دلجوی تو زشک کمان ابروی تو
ای مہ خجل از روی تو سنبل بہ رشک از موی تو
ھستی تو ختم المرسلین، معراج تو عرش برین
صد آفرین، صد آفرین، بر وقت بازوی تو
کردی کلامی با خدا ماندی در آنجا سالہا
یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ ھرجاست گفت وگوی تو
اکثر بگیسو بستہ اند بعضی بروی دلوانہ اند
جمعی زلب خون میخورند من کشتۂ ابروی تو
ای سرور پیغمبران، شیدای تو اھل جہان
ھم ابن حکیم ناتوان شد مبتلا بر روی تو

مولانا جامیؒ کے بیت پر حکیم کی مسدس کا پہلا اور آخری بند ملاحظہ کیجئے:-

خوش بود آن دم کہ دید گنبد خضرا کنم
سر کنم آنجا فدا، ھم شور و ھم غوغا کنم
بر نخیزم از درش فریاد تا فردا کنم
گر شود قسمت مرا دیدار آن آقا کنم

Marfat.com

کی بود یارب کہ روی در یثرب و بطحا کنم
گہ بمکہ منزل وگہ در مدینہ جا کنم

ای حکیم من بگو بیمار ہجران را دوا
من ندارم خواب و خور از درد عشقت سالہا
دیدہ گریان، سینہ بریان، ماندہ در رنج وعنا
ہمچو جامی ورد من این بیت ہر صبح و مسا
کی بود یا رب کہ روی در یثرب و بطحا کنم
گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

جناب خان بہادر قاضی محمد جلال الدین خان متخلص بہ وجزی (سی آئی ای)، وزیر اعظم سابقہ ریاست قلات کی نعتیہ غزل پر حکیم کی مخمس کا بند اول و آخر دیکھئے۔

می نطلبد زکسی حل مسائل سائل + ننویسد بکسی خط رسائل سائل
ترک دادہ است ہمہ کار و سائل سائل + دل شدہ است بدان شکل و شمائل مایل
در چنین کار شد از جملہ مشاغل شاغل

گرچہ آمد بجہان از ہمہ آخر وجزی + ہست شایان کہ بود بر ہمہ فاخر وجزی
شد ظفر مند حکیم اول و آخر وجزی + صانہ اللہ کہ در دور اواخر وجزی
آنچنان است کہ در عہد اوائل وائل

لہ۔ مناجات حکیم مع نعت رسول کریم ص ۴۲۔
قاضی موصوف کے فرزند ارجمند قاضی محمد عیسٰی خان بلوچستان کے اُن سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے جنہوں نے قیام پاکستان کے لیے قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ قاضی محمد جلال الدین کا کتب خانہ پشین میں ہے۔ اُس میں مطبوعہ کتب کے علاوہ متعدد بہت اچھے قلمی نسخے موجود ہیں۔

Marfat.com

مخمس محمود نامہ ۴۰ صفحات پر مبنی ہے۔ اسے محمد عبدالرشید عبدالعزیز نے بہاول پریس لاہور سے ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء میں زیورِ طبع سے آراستہ کیا۔ اس میں بھی پانچ نعتیں (۶۱ بیت) موجود ہیں۔ اشعار بہت دلکش و دل انگیز ہیں۔ حکیم ستائیش و توصیف محبوبِ خدا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں پیش کرتے ہیں۔

محبت بر حکیم زار بخشید،
چہ سان گویم صفتہای محمدؐ

حکیم ناتوان رادست گیرای مہربان حضرت
چواورا مبتلای خویش ای خیرالبشر کردی

گلشن حکیم ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے شیخ الٰہی بخش و محمد جلال الدین تاجران کتب کشمیری بازار لاہور نے ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ میں چھپوایا۔ اس میں مختلف عنوانات کے تحت رسول اکرم صلعم کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کیے ہیں۔ عنوانات یہ ہیں:۔

درمدح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، غزل نعتیہ، درصفت مزار رسول کریم صلعم چندیں غزل نعتیہ۔ در اظہار اشتیاق والتجا شفاعت، دربیان معراج خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔ پیام حکیم بدرگاہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ومخمس نعتیہ۔ چند نعتیہ اشعار درج ذیل ہیں:۔

محمد گل بوستان عربؐ حبیبِ خدا و قریشی نسبؐ
ندارم غمی پیشوایم چو اوست زدشمن چہ باکم چو اوست دوست
شفیع الورایا بروز جزا امام البرا پادشہ انبیاء
بیاران او باد از ما سلام کہ بودند درکار دین صبح و شام

Marfat.com

درآفتاب هجرو فراقش بسوختم + کی میرسم بسایۂ دیوار محمدؐ
رفت این مریض عشق بہ پیش حکیم گفت + یابی شفاز شربت دیدار محمدؐ

حکیم اسی مثنوی میں یوں دعا گو ہیں۔

بروز وشب وسال ومہ ای کریم + همین عرض دارد بہ پیشت حکیم
طفیل محمد شہ انبیاءؐ + گنہ ھای مارا ببخش ای خدا

ابوبکر مستونگی[1] علیم اللہ علیم کے فرزند ارجمند تھے۔ ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء میں وفات پائی اپنے والدِ محترم کی طرح ایک خوش بیان شاعر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں عقیدت کے پھول پیش کرنے میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ وہ بسا اوقات ایک ہی مقام پر پہلے اللہ کی توصیف بیان کر کے پھر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک فرماتے ہیں۔ جیسے :-

حمد و ثنای بی حد بر آن خدای بی چون
تصویر آدمی را ساز د ز لطف مدفون
کون و مکان دنیا روز پسین عقبے
از نور پاک احمد ظاہر نمود بیرون
از نرگسان مستت نیم نظر ببویم
گشتہ ز بعد دورت احوال ما دگرگون
مشتاق روی خوبت تنہا نہ این کمین است
سفلی و جملہ علوی خواھان شدند مجنون

---

[1] ۔ بولان نامہ، کوئٹہ، ص ۴۷
اولس بلوچی کوئٹہ ستمبر ۱۹۶۵ء
شعر فارسی در بلوچستان، ص ۱۲۹۔

بوبکر خاکسارت دارد، بدل تمنا
خوانش یکی سگانت زان لعل دُر مکنون

عابد شاہ عابدؔ[۱] کلی کرانی نزد کوئٹہ جو چشتی مودودی خاندانِ سادات کا مسکن ہے، میں ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سیّد کریم بخش تھے۔ جو اس دور کے تعلیمی معیار کے لحاظ سے خاصی مذہبی تعلیم کے حامل تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ وہ عابد شاہ کو بھی مذہبی تعلیم دلائیں گے مگر عابد شاہ ابھی چار پانچ سال کے تھے کہ وہ سایۂ پدری سے محروم ہو گئے بعد ازاں اُن کے ماموں آغا سیّد عمر شاہ جو سادات کرانی کے سردار تھے۔ اُن کے سرپرست مقرر ہوئے۔ سردار عمر شاہ نے بھی مذہبی تعلیم پائی تھی۔ جس کے باعث اُن کا گھریلو ماحول مذہبی انداز کا تھا جہاں عربی کے علاوہ فارسی اور اسلامی تاریخ وغیرہ سے بھی گہرا لگاؤ ظاہر ہوتا تھا۔ اسی ماحول میں عابد شاہ کی زندگی کی ابتداء ہوئی اور اسی کے نقوش اُن کے دل و دماغ پر آخری دم تک مُرتسم رہے۔

اُنیسویں صدی عیسوی کے آخر میں ہمارے دینی مدرسوں میں جو نصاب رائج تھا اُس سے عابد شاہ نے خاطر خواہ استفادہ کیا۔ فارسی شعرا کے دواوین بھی آپ کے زیرِ مُطالعہ رہے۔ مثنوی مولانائے روم سے آپ کو گہری دلچسپی تھی۔ اُس کے مطالب کو بڑے دلنشین انداز میں بیان کرتے تھے۔ اسی مطالعہ اور لگاؤ سے اُنہیں شعر کہنے کی تحریک ہوئی۔ گویا اُن کی فطرت میں شعر گوئی کا جذبہ ایسے پوشیدہ تھا جیسے چقماق میں آگ۔ چُنانچہ اُنہوں نے فارسی، اُردو اور براہوئی کو اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔—— آپ کی وفات ۲۱ اپریل ۱۹۴۹ء/ ۱۳۶۹ھ کو ہوئی تھی۔

۱۔ بلوچستان میں فارسی شاعری ص ص ۲۰۹ تا ۲۱۹۔

آپ کے مجموعہ کلام "گلزارِ عابد" کا ذکر آگے آئیگا۔ ایک اور یادگار "نماز بہ ترجمۂ منظوم فارسی" ہے۔ جسے ۱۹۱۴ء/۱۳۳۲ھ میں چودھری کرم داد نے مطبع اسلام بروس روڈ کوئٹہ سے طبع کرایا۔ اس ترجمے کے فارسی اشعار کی تعداد ۱۰۵ اور اُردو اشعار کی تعداد ۲۶ ہے۔ کل صفحات ۱۲ ہیں۔ منظوم ترجمہ سلیس و رواں ہے۔ سید عابد شاہ نے کوشش کی ہے کہ ترجمۂ نماز ایسا ہو کہ قاری کی رُوح عربی عبارات کے مطالب سے ہم آہنگ ہوجائے اور اُس کا دل باری تعالیٰ کے انوار اور نُور محمدی سے منور و تاباں ہوسکے۔ ترجمے کے بعض حصّے پیشِ خدمت ہیں:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔

کنم نیت ای رب من ذوالجلال — زبہر عبادت توئی باکمال
کنم رُخ بدرگاہ آن ذوالمنان — کہ کردہ است پیدا زمین آسمان
نیم مشرک و کافر بی یقین — منم مومن و مسلم پاک دین

اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔

زجملہ بزرگ است مارا خُدا — بہ اوصاف خود ہست کامل خُدا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام جہاندار مرسل رسل — کہ در بخشش و رحم برتر ز کُل

دُرُود شریف

خُدایا بہ احمد بود رحمتت — بہ آل محمد بود رحمتت
بزرگی و خوبی تراست ای خُدا — تراہست زیبند حمد و ثنا
بہ محمد و آل اش خُدایا تمام — فرستادہ بودی چہ برکت مدام
خلیل اللہ و آل او را تمام — فرستادہ بودی چہ برکت مدام

آخر میں سیّد عابد شاہ گویا ہوتے ہیں :-

بگویم خُدا حق ، محمدؐ بہ حق　　نکیرین آیند اگر بر سرم
بدل جان غلام محمدؐ شوم　　بہ ھر دو جہان من اگر عابدم

محمد صالح الشاکر[1] نے سورۂ یٰسین کی منظوم تفسیر بعنوان "النّور المُبین وَ الدر الثمین" حسب الایما نواب امیر حبیبُ اللہ خاں والی سابقہ ریاست خاران بلوچستان مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے طبع کرائی ۔ یہ منظوم تفسیر ۱۷ رجب المرجب ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء کو اختتام پذیر ہوئی تھی ۔ یہ ۲۴ صفحات (بڑا سائز) پر مبنی ہے ۔ منظوم تفسیر کے اشعار کی تعداد ۲۳۱، آنحضرت صلعم کے حضور مخمس کے اشعار کی تعداد ۱۷ ہے ۔ صالح کی آواز آتی ہے :-

یعنی ای خیر البشر ای سیّد انسان وجان
ای درون سینہ ات اسرار ربانی نہان
بر دلت ہمی آورد انوار وحی من ظہور
بر فشان بر جملہ عالم از عیان انوار نور
خواستم کاین منزل خاکی بتو گلشن کنم
ظلمت آباد زمین از شمع تو روشن کنم

وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ

بر کتاب پر ز حکمت ہا مرا سوگند باد
آنکہ رمزی زان بود در کھیعص
اینکہ ھستی ای محمد از گروہ مرسلین
لیک ممتازی بوصف رحمۃ للعالمین

---

[1] شعر فارسی در بلوچستان ، ص ص ۱۲۳ تا ۱۲۵ ۔

پس مکن درکار تبلیغ و رسالت شک وریب
خوان ھمہ عالم بسوی گلشن ایمان غیب

آخر میں صالح شاکر اپنا مدعا یوں بیان کرتے ہیں ؎

چشم را برپشت پا میدارم از شرم گناہ
در قیامت کن تو لیسین را برایم عذر خواہ

اس منظوم تفسیر کی افادیت واہمیت بہت زیادہ ہے۔ اشعار رواں اور توانا ہیں۔ لطف بیان قابل توصیف ہے۔

مُلا ولی محمد[لہ] پنجگوری پسر مُلا غلام محمد ملازئی تسپ (مکران) کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے اپنی مثنوی "مثنوی بہرام خان ثانی" ۱۰ محرم ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء کو مکمل کی۔ اُس میں وہ نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں گویا ہیں :-

ابد شاہیش بر شاھان شہنشاہ ،
نبی را دادہ او این تاج و دستگاہ
زاکرامش دو عالم گشت پیدا
کہ وصفش گشتہ در قرآن ھویدا
زیزدان وصف او مشہور گشتہ
جہان از برکتش معمور گشتہ
دعای عرض حاجاتی بگوییم
شود گر مستجاب این آرزو ہیم ،
چو وقت تنگی سکرات آید
مدد کن جان بہ آسانی بر آید

لہ۔ بلوچی دُنیا، مُلتان، مئی ۱۹۶۹ء۔
شعر فارسی در بلوچستان، ص ص ۱۲۵ تا ۱۲۸۔

Marfat.com

بہ محشر گرمی بازار آید،
زرحمت سایہ ای بر سر فزاید

سید غلام حیدر شاہ حنفی[۱] خاندان سادات چشتیہ کے باوقار بزرگ سید محمد زمان شاہ کے ہاں تیری مستونگ روڈ ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں دینی مدارس سے مذہبی تعلیم کی تحصیل کا آغاز کیا اور متعدد علماء سے فیضیاب ہوئے۔

گھر میں چھوٹا سا مطب تھا جس سے غریب مستفیض ہوتے تھے۔ سبّی میں جمعہ کے دن ۱۳ رجب ۱۳۷۱ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۱ء کو وفات پائی۔

بسا اوقات ذکر خداوندی میں گریہ و زاری سے بے ہوش ہو جاتے۔ عموماً جمعہ کو منبر پر کھڑے ہو کر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانہ عقیدت پیش کرتے۔ آواز میں بلا کا سوز تھا۔ اردو، فارسی عربی پر دسترس کے علاوہ بلوچی، پشتو، سندھی اور براہوی سے بھی کماحقہ واقف تھے انگریزی بھی روانی سے بول سکتے تھے۔ آپ کے قلمی دیوان کا نام "گلدستہ حنفی" ہے جو ۷ ذوالحجہ ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء کو مکمل ہوا۔ نعتیہ کلام ملاحظہ فرمائیے:۔

سیّد الامم انوار تو سبحان اللہ
پرتو خوبی رخسار تو سبحان اللہ
تاج لولاک بسر کردہ ای ختم رسل!
ہمہ گویند بدیدار تو سبحان اللہ

۱۔ بلوچستان میں فارسی شاعری، ص ص ۲۲۱، ۲۲۲۔
۲۔ گلدستہ حنفی قلمی ص ۲۔

Marfat.com

ازغم غفلت اُمت نبوده خواب شبی
واه بر دیدهٔ بیدار تو سُبحان اللہ
زیر انگشت ابوجہل حجر گشت گواه
کردن معجزه اظہار تو سُبحان اللہ
چون شب ہجر تو درگریہ مراد ید فلک
گفت زاین دیده خونبار تو سبحان اللہ
حنفی چون بوصال تو مشرف گردد
خواند از شوق بدر بار تو سُبحان اللہ

نعتِ بی نقطہ[1]:-

آه سردم کارگر گردد رشد مارا صدا
محو گردم سر دہم در راه اسم احمدا

نعت سرورِ عالم درجواب صد سلام سعدیؒ[2]

السلام ای محرم اسرار حق
السلام ای منزلت بام فلک
السلام ای کوی تو خلد بریں
السلام دربان تو رُوح الامین
السلام از ہمتت بلغ العلی
السلام از نورِ تو کشف الدجیٰ
السلام پیغمبر آخر زمان
السلام ای فخر جملہ اُمتان

---

[1] - گلدستہ حنفی، قلمی، ص ۵۔
[2] - ایضاً ص ۲۰۔

Marfat.com

سیدا فریادِ حنفی را شنو

هر زمان در سینہ دارد درد، نو

چار یارانِ نبی کا ذکرِ خیر:[1]

یک شفیع باشد من پیش تو آوردم چہار

سرنگون گشتم واز لطف زخاکم بردار

مخمس کے اس بند میں اُردو کا استعمال کیا ہے۔[2]

صبوحیان صبح و مسا خوانند با شوق این صدا

گویند با صدق و صفا تسبیح ہر شاہ و گدا

ہر جنس درفانی سرا دارند ہم این مدعا

دیروز در بوستان سرا ہمہ طوطیان خوش نوا

پڑھتے تھے نعتِ مصطفیٰ بلغ العلیٰ بکمالہٖ

سردار گل محمد خان زیب[3] مگسی فرزند سردار قیصر خان (برادرِ کلاں یوسف علی خان عزیز) ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء میں جھل مگسی میں پیدا ہوئے اور ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء میں وفات پائی۔ آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ علم و دانش کے حصول اور علمی و ادبی سرمایے کے مطالعے میں صرف کیا اور علمی مراکز سے دور بیٹھ کر علم کی شمع کو اس طرح روشن کیے رکھا کہ آج اسی کے طفیل زیب کا نام زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

یوں تو ذی ثروت سرداروں میں سے تھے لیکن عادات درویشانہ اور طبیعت قلندرانہ پائی تھی۔ دنیوی جاہ و جلال کی بجائے بے نیازی اور سادگی

---

[1] گلدستۂ حنفی، قلمی، ص ۴۵۔

[2] ایضاً ، ص ۳۰۔

[3] بلوچستان میں فارسی شاعری ص ص ۲۳۹، ۲۴۰

Marfat.com

کو اپنایا۔ بقول خود

مرادِ سلطنت را ترک کردم بہرِ درویشی
چو ابراہیم ادہم ملک و ساماں دادم و رفتم

زیب کے فارسی کلام پر مشتمل دو دیوان (پنج گلدستۂ زیب یعنی پنج دیوانِ فارسی، نولکشور، لکھنؤ، ۱۳۵۰ء۔ خزینۃ الاشعار یعنی مخمساتِ زیب، نولکشور لکھنؤ ۱۹۳۶ء) چھپ چکے ہیں۔ تیسرا فارسی دیوان ارمغانِ عاشقاں جو ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء میں مکمل ہوا اور ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ چوتھا قلمی دیوان اُردو مخمسات پر مبنی ہے۔ ان دواوین میں سے چیدہ چیدہ اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

مُتسع زیب کا پہلا بند[1] یہ ہے:۔

موسیٰ براہ مدین یوسف بچاہ بود + یونس بہ بطنِ حوت چو در ابر ماہ بود
نوح از فساد قوم بقریا دو آہ بود + ابنِ خلیل حاضرِ در ذبح گاہ بود
خود حضرتِ خلیل در آتش چو کاہ بود + یعقوب اشک ریز بشام و پگاہ بود
ایوب را صحت زعوارض تباہ بود + احمدؐ بغار از خطرِ خصم راہ بود
بر ھر کہ ہر چہ بود خدایش پناہ بود

مخمس بر غزل مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامیؒ کا پہلا بند[2]:۔

ای برتر از خلیل و کلیم و حبیب رب + ذاتت ظہورِ عالمِ اسباب را سبب
نعتِ تو بر زبان دلم از خدا وہب + روحی فداک ای صنم ابطحی لقب
آشوب تُرک شورِ عجم فتنۂ عرب

---

[1] ۔ پنج گلدستۂ زیب، ص ۱۲۸۔
[2] ۔ خزینۃ الاشعار، ص ۴۷۔

Marfat.com

مخمس بر غزل میرجان محمدؒ لوہرویؒ کا ابتدایہ[51]:-

کشند آهِ گروهِ خدا ازین مردم + بازه رفت سرِ ذکریا ازین مردم
چشیده زہر حسن مجتبیٰ ازین مردم + کشیده است جفا مصطفیٰ ازین مردم
دگر چه دید بگو مرتضیٰؑ ازین مردم

مخمس بر غزل مرزا احمد علی مستونگی (المتوفی ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء) کا آخری بند[52]:

غم و ہجر و کاہش دل ہمہ گشتہ جمع احمدؒ + بہ چمن چو زیب ریزد ز ملالِ دمع احمدؒ
بہ تمام ما سوا بت نہ نمود طمع احمدؒ + رُخ خود نما کہ دارد دل ہمچو شمع احمدؒ
بجمال آتشینت ہوسے گداز کردن

"ارمغانِ عاشقان" میں متعدد حدیثوں کا برمحل استعمال (جو اچھوتا بھی ہے) ملتا ہے[53] جیسے:

ازچرا ظالم شدی بر من بہ گفتار رقیب
یادکن الظلمۃ واعوانہا فی النار مرا

سُرمہ وقت خواب باید کرد در چشم ای عزیز
کامدہ بالکحل عند النوم قولِ مصطفیٰؐ

۵۱- خزینۃ الاشعار، ص ۲۴۷-
۵۲- ایضاً ، ص ۲۹۲-
۵۳- بلوچستان میں فارسی شاعری، ص ۲۵۵-
ارمغانِ عاشقان (قلمی) غزل نمبر ۲۲-

Marfat.com

دو نعتیہ شعر:-

چہ غم ابن زیب را یا مصطفیٰ کا نجا توئی یاور
در آنجا ھم چہ غم داریم چون تو درمیان باشی[1]

تاج ایران کہ خراج از ہمہ شاہان گیرد
میکند سجدہ بدستار رسول عربی[2]

زیب مگسی کے اُردو مخمسات میں سے جرأت کے اشعار پر مخمس کا ایک بند ملاحظہ فرمائیے[3]:

زہے شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ فخر ہمہ اُمت
رحیمے رحمت للعالمینے قلزم قدرت
چلی اُس کی نبوت سے ولایت نعمت اور برکت
سپہر معرفت حق کا ہے وہ مہر الوہیت
کہ جس کا دین روشن آئنہ ہے حق نمائی کا

مُلا اسمٰعیل[4] پسر مُلا اللہ بخش مکران کے بھل آباد گاؤں میں ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں تمپ سے دو میل کے قریب دور شمال کی طرف واقع ہے۔ درمیان میں دریائے نہنگ بل کھاتا ہوا گزرتا ہے

---

[1]- ارمغانِ عاشقان (قلمی) ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء غزل نمبر ۱۰۳۷
[2]- ایضاً ، غزل نمبر ۱۰۷۴
[3]- مخمسات زیب (اُردو) قلمی ورق ۶۸ ب -
[4]- بلوچستان میں فارسی شاعری ، ص ۲۶۳ -
شعر فارسی در بلوچستان ، ص ۱۷۸ -
مہماتِ بلوچستان حصہ دوم ، ص ۲۶۸ -

Marfat.com

پھل آباد تحصیل تمپ کا ایک خوبصورت اور بارونق گاؤں ہے۔ آپ کے والد بھی بہت اچھے شاعر تھے۔ آپ کا تعلق قبیلہ رند بلوچ سے ہے۔ آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے :۔

مُلا اسمٰعیل بن مُلا اللہ بخش بن غلام محمد بن سعیدین بن مُلا اسمٰعیل بن سیف الدین۔

آپ نے درسِ نظامیہ کی متداول کتابیں قاضی داد محمد صاحب نظر آبادی سے پڑھیں اور زندگی کا بیشتر حصہ وطن ہی میں گزارا۔ ذریعہ معاش کاشتکاری تھا اور آخری عمر میں آپ نے ایک دکان بھی کھول لی تھی۔ آپ کا شاعری سے لگاؤ فطری تھا۔ گھریلو ماحول بھی شعر و سخن کے لیئے سازگار تھا۔ آپ نے فارسی اور بلوچی دونوں زبانوں میں شعر کہے ہیں۔ چند نعتیہ اشعار یہ ہیں :۔

یا محمد مُصطفیٰ گردم فدای روی شما
کی شود آندم بیایم من بجان سوی شما
برگزیدت حق تعالیٰ از همه پیغمبران
هم به قرآن صفت "والشمس" از روی شما
نام تو حضرت محمد مُصطفیٰ سُلطان دین
کفر از عالم برون از زور بازوی شما
ذات پاک تو به بطحی در عرب کرده ظهور
زاں سبب آمد قرآن از به ابروی شما
حکم تو از شرق تا غرب جمله بر عالم رسید
گردن شاہان عالم زیر زانوی شما
هر دو عالم را قبائی ساختند از بهر تو
گشت کوتاه از برای قد دلجوی شما

اسمٰعیل اُمیدوار ھست از شفاعت روزِ حشر
تو شفیع المذنبینی من سگِ کوی شما

پروفیسر آغا صادق حسین صادق (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء تا ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۷ء) کا کلامِ فارسی کا مجموعہ "شاخ طوبیٰ" دوسری بار طاہرہ نقوی نے اسلامیہ پریس کوئٹہ سے چھپوایا۔ کل صفحات ۱۴۴ اور ہدیہ پانچ روپے ہے۔

نعت سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں آغا صادق کہتے ہیں :۔

ہادیٔ اقوامِ عالم مصطفیٰؐ است
مصلحِ اولادِ آدم مصطفیٰؐ است
صورتِ انسانیت آراستہ
سیرتِ اقوام را پیراستہ
او علافان را سلیمانی سپرد
چاکران را فرِّ سلطانی سپرد
بر یتیمان سایۂ شفقت نمود
بر غریبان دامنِ رحمت کشود

ذرّہ ام از تابشے ھمدم بساز
روح را از سوزِ عشق خود گداز

شبِ معراج نبویؐ

ملک آیۂ قاب قوسین خواندہ
چو ختم المرسلؐ سوئے افلاک آمد
فلک شد مقامِ سفر اللہ اللہ
مقاماتِ فخرِ بشرؐ اللہ اللہ

Marfat.com

سید ماہر علی شاہ[1] المتخلص بہ ماہر افغانی ۸ مارچ ۱۹۲۳ء کو پیدا ہوئے آپ کے والد بزرگوار سید محبوب علی شاہ ریٹائرڈ سول جج بلوچستان تھے وہ ۱۹۳۵ء کے زلزلے کے بعد لاہور گئے تھے۔ ماہر افغانی زیادہ عرصہ بلوچستان میں رہے ہیں۔ بیشتر عرصہ کوئٹہ میں رہے لیکن دو دو چار چار سال لورالائی سبی اور قلعہ سیف اللہ میں بھی والد کے ہمراہ گزارے۔ ۱۹۴۷ء سے کوئٹہ ہی میں سکونت پذیر ہیں۔ اس سے پہلے ملازمت کے سلسلے میں دہلی بھی رہے۔ وہاں ریڈیو کے علاوہ مشاعروں میں بھی شرکت فرمائی۔ اُردو شعر گوئی کا آغاز ۱۹۴۰ء میں ہُوا۔ بعد ازاں فارسی اور انگریزی میں بھی شعر کہنے لگے۔ دو سال تک روزنامہ "زمانہ" کوئٹہ سے وابستہ رہے اور روزانہ فکاہی مضامین یا انشائیے یا قطعات یا اخلاقیات سے متعلق مضامین لکھے۔ آپ کوئٹہ کی علمی اور ادبی سرگرمیوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ فارسی کے چند نعتیہ شعر ملاحظہ کیجئے :-

گلزار تازہ دم زصبائے محمدؐ است
ہر غنچہ مشک بیز ز پائے محمدؐ است
ہر شاخ پر ز گل شدہ مانند کہکشاں
ہر برگ سبزہ روز ردائے محمدؐ است
بلبل بہ شاخسار کہ آواز مست گشت
واللہ پُر اثر ز نوائے محمدؐ است
آن ہر صدائے خوش کہ کند دُور زنگ دل
آن ہر صدا دراصل صدائے محمدؐ است
ماہر فقط خدا و علیؑ اند باخبر
او را مقام چیست چہ جائے محمدؐ است

لہ۔ بلوچستان میں اُردو، ص ۴۷۹۔

مصطفیٰ آن اولین خلقِ خدا + صاحبِ معراج آن خیر البشر

صاحب قوسین وا و ادنیٰ است + از مقام اوست ما را این خبر

خاتم و خاتم بہر صورت درست + پس چہ میگردی بپس زیر و زبر

در شبِ معراج گو جبریل بود + تا بہ سدرہ همرکاب و هم سفر

خاص حق ہر چند ہر جبریل است + مصطفیٰؐ دارد مگر جائے دگر

بعد سدرہ شد مقام اش آشکار + مصطفیٰؐ دارد مقامِ بیشتر

یعقوب علی انیس

سرورِ کون و مکان محبوبِ یزدان مصطفیٰؐ
مظہرِ انوارِ حق مہرِ درخشانِ مصطفیٰؐ

منبعِ علم و کمال و اخترِ حسن و جمال
فخرِ موجوداتِ عالم حسنِ انسان مصطفیٰؐ

باری باری شمعہا در انجمن سوزید و رفت
لیک باشد تا ابد شمعِ فروزان مصطفیٰؐ

پُر شکوہ تر از محمدؐ گشت عرش باشکوہ
اے انیس آندم کہ آنجا بود مہمانِ مصطفیٰؐ

منم زندۂ نام نامی محمدؐ + درخشان جہانم ز نامی محمدؐ

بیا تشنہ کامی رہِ معرفت + شرابی بنوشم ز جامی محمدؐ

نکو تر ز فرمان روائی انیس + کہ باشم من او تا غلام محمدؐ

چہ غم دارم نگہبانم خدا است
محمدؐ رہبر و هم رہنما است

محمد مصطفیٰ در هر دو گیتی
شفیع و جان پناہ حاجت روا است

افغانستان آن کشور گیتی شاد بادا
که در آن مصطفیٰ فرماں روا است

پروفسور شیخ خوش محمد مستونگی

یا رسول ہاشمی یا سید والا گہر + وصف تو هرگز نگنجد در دل خاکی بشر
وصف شان را کرد آن خلاق پاک + لولاک لما خلقت الافلاک
ما همه مفلس غریب و بیکسیم + خون دل داریم پیشت میکنیم
نذر ما را کن قبول ای نکته دان + زانکه ما هستیم بے روح و روان
داده بودی آنچه ما را علم دین + آنکه ما را برد بر چرخ بریں
ما سیه بختان غافل در شرب + کرده ایم سرمایهٔ دین را خراب
گشته ایم مقهور و مظلوم و مجبور + روی از ما تافته چرخ کبود
پیش تو فریاد خواهان آمدیم + سرفگنده دل فگاران آمدیم
ایکه از سوز تو میسوزد وجود + باز خواهیم آنکه آن روزی که بود
باز مسلم را همان سوز درون + عطیه کن آن عشق آن زور جنون
باز خیزد از عرب بانگ یقین + نعرهٔ تکبیر آن صحرائی سیبن
قیس آواره پی لیلائی دین + در عرب منزل کند محمل کمین
باز مسلمان بر مسلمان رحم خوان + باز اشداء علی الکفار شان
وحدت مسلم سراپا رحمت است + از برائے جان اعدا زحمت است
وحدت مسلم خدایا زنده باد + دین احمد هر زمان پائنده باد

Marfat.com

باب ششم

اُردو نعت گوئی اور چند متعلقہ کُتب

نثار احمد نام محشر تخلص (دیارِ[۱] حبیب[۲] کی نسبت سے رسول نگری کہلاتے ہیں۔ کیونکہ وطن یا نسل کی کسی بھی نسبت سے وابستہ نہیں ہونا چاہتے گویا ان کی نسبت وطنی یا نسلی نہیں بلکہ نظریاتی اور اعتقادی ہے) ۲۹ مارچ ۱۹۱۶ء کو کوئٹہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار میاں الٰہی بخش ۱۸۹۰ء میں ضلع گجرات (پنجاب) کے ایک گاؤں رسول نگر سے بلوچستان آئے تھے۔ جہاں آپ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونے کے باعث قیام پذیر ہو گئے تھے۔ رسول نگر دریائے چناب کے کنارے پر ایک تاریخی قصبہ ہے۔ جہاں عرصے تک آنحضرتؐ کے تبرکات محفوظ رہے۔ یہ مقدس تبرکات آج شاہی مسجد لاہور کی زینت ہیں۔

میاں الٰہی بخش پہلے محکمہ تعلیم میں ملازم رہے[۲] پھر محکمہ پولیس میں ملازمت

---

[۱]۔ شمشادِ خراماں، محشر رسول نگری، کوئٹہ، ۱۹۷۸ء ص ۶۔

بلوچستان میں اُردو، ص ۳۹۵۔

[۲]۔ تذکرہ صوفیائے بلوچستان، ص ۴۱۔

Marfat.com

اختیار کرلی۔ ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء میں جب آپ سب انسپکٹر بسی پولیس تھے تو آپ نے وفات پائی اور کاسی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ عمر بھر شریعت کی نہایت سختی سے پابندی کرتے رہے۔ صدقِ مقال اور اکلِ حلال میں مشہور تھے۔ سرکاری اور دنیوی کام کاج کے ساتھ ہمہ وقت ذکرِ الٰہی میں محو رہتے اور آپ کا عمل "دست بہ کار و دل بہ یار" کے مصداق تھا۔

محشر صاحب نے میٹرک ہی سے شعر کہنا شروع کیا۔ اُن دنوں یہاں ایک صاحب مدمت زبیری بی۔اے ملٹری آڈٹ میں ملازم تھے، جو میرٹھ کے رہنے والے تھے اور شاذ و نادر ہی شعر کہتے تھے۔ لیکن علم عروض میں ماہر تھے محشر نے ان سے سبقاً سبقاً عروض سیکھا اور اصلاح کے معاملے میں اپنی طبع خداداد ہی کو اُستاد بنایا۔ کسی اُستاد کی شاگردی اختیار نہیں کی۔

۱۹۳۱ء میں میٹرک پاس کیا۔ بعد میں بلوچستان کی مشہور ادبی انجمن "بزم ادب" میں شامل ہوکر علم و ادب کی خدمت کرتے رہے۔ آپ "بزمِ ادب" کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔ آپ قیامِ پاکستان تک باقاعدہ مشاعروں میں شامل ہوتے رہے مگر بعد میں شاذ ہی کسی مشاعرے میں حصّہ لیا بلکہ کچھ عرصے کے بعد مشاعروں میں جانا قطعاً ترک کر دیا۔

محشر صاحب اپنے والد محترم کے کردار و سیرت سے متاثر تو تھے ہی مردان (صوبہ سرحد) کے مردِ حق شمس الدین شمشادؒ (۲۱ مارچ ۱۹۰۱ء — ۲۴ ستمبر ۱۹۵۲ء) کی صحبتِ کیمیا سے (۱۹۴۹ء تا ۱۹۵۲ء) فیض یاب ہوئے اور اُن کی وفات تک خط و کتابت کے ذریعے سے بھی اکتساب علم کرتے رہے۔ حضرت شمشادؒ حسین شاہ قلندرؒ (جن کا مزار پشاور کے قریب موضع کوٹلی میں ہے) سے بیعت ہوئے۔ اور وہ حضرت اخونزادہ گل علی شاہؒ (جن کی آخری آرامگاہ گڑھی کپورہ میں ہے جو مردان سے سات کوس کے فاصلے پر واقع ہے) کے مرید تھے۔ ان کا سلسلۂ مخدوم لال شہباز قلندرؒ (اصل نام شیخ عثمان بن

Marfat.com

حسن مروندی ـــــ وفات ۶۷۳ھ / ۱۲۷۴ء خلیفہ حضرت بہاء الدین زکریاؒ) سے ملتا ہے۔ سندھ میں اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں مخدوم لال شہباز قلندرؒ کا بڑا حصہ ہے۔ اُن کا اثر بلوچستان میں بھی ملتا ہے۔

محشر رسول نگری کی کئی کتابیں چھپ چکی ہیں۔ جن کی کیفیت درج کی جاتی ہے۔ آپ کا کلام اور آپ کی تقاریر جو آنحضرت صلعم کی سیرتِ طیبہ اور اسلامی موضوعات سے متعلق ہوتی ہیں۔ ریڈیو پاکستان کے تمام سٹیشنوں سے نشر ہوتی رہتی ہیں۔

۱۔ تیغ و قرآن : سائز ۱۸×۲۲ لکھائی چھپائی، کاغذ اعلیٰ، ضخامت ۹۸ صفحات قیمت دو روپے آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ اسلامیہ سٹیشنری مارٹ، قندھاری بازار کوئٹہ۔

اس کے سرورق پر یہ شعر درج ہے :-

اک ہاتھ میں شمشیر ہو اک ہاتھ میں قرآن
اے مومنِ جانباز تری شان یہی ہے

اس میں "تیغ و قرآن" کے جلیل القدر موضوع پر نہایت قیمتی نظمیں جمع کر دی ہیں۔ اُن میں سے بعض کے عنوانات یہ ہیں : فقر و جہاد، حسینؓ اور اسلام، آزادی، اسلامی حکومت، مردِ مجاہد، جوہرِ اسلام، اسلامی نظریہ جنگ، عید قرباں کا پیغام، محمدؐ۔

چند اشعار یہ ہیں :-

کرنی پڑے گی عدل پہ قربان قومیت
مکر و دغا نہیں، یہ سیاست خدا کی ہے
اے شیخ! ترے فقر کا منکر ہے زمانہ
دُنیا کو دکھا معجزہ گرمیٔ نگاہی

Marfat.com

دامنِ تاریخِ ملت میں کمی کس شے کی ہے
اُسوۂ فاروق رضؓ بھی ہے، مسلک شبیر رضؓ بھی
تیغ زن ہوتے نہیں ذاتی خصومت کیلئے
ہم تو لڑتے ہیں فقط حق کی حفاظت کیلئے
نفس انساں بھیڑیا ہے خوف عقبیٰ کے بغیر
ہے تنِ بے روح ہر قانون تقویٰ کے بغیر

۲۔ نظامِ نو: ضخامت ۴۸ صفحات قیمت آٹھ آنے، کوئٹہ میں طبع ہوئی سرورق پر یہ شعر درج ہے۔

اُٹھ کر ضربِ پے بہ پے سے یہ جہاں برہم کریں
اپنی خاکستر سے پیدا اک نیا عالم کریں

اس کے پسِ منظر میں دوسری عالمگیر جنگِ یورپ کا زمانہ ہے۔ 'ابلیس' اُفقِ مغرب سے عالمِ انسانی کو حقارت آمیز لہجے میں مخاطب کرتا ہے۔ روحِ مغرب جواب دیتی ہے۔ روحِ مشرق کروٹ لیتے ہوئے کہتی ہے۔ اسکے بعد شاعر نے عالم بالا پر اہم ترین فرشتوں کو آپس میں انہی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے دکھایا ہے۔ آخری پیغام کی وضاحت کرتے ہوئے شاعر نے مغربی تہذیب کی حقیقت بتائی ہے اور اسلام سے اس کا موازنہ کیا ہے۔ دینِ حق یا دینِ فطرت کے تقاضوں کو ظاہر کرنے کے بعد یہ مشورہ دیتے ہیں:۔

اُمتِ وسطیٰ بناؤ ملتوں کو توڑ دو
بندۂ حق بن کے ساری نسبتوں کو توڑ دو
دو خدایانِ جہاں کو دعوت آئینِ حق
اہلِ دُنیا کو بلاتے جاؤ سوئے دینِ حق
حلقے بڑھتے جائیں گے روئے زمیں پر حق پرست
سہل ہوتی جائے گی ہر لحظہ باطل کی شکست

شرعِ قرآں کا تقاضا عام ہوتا جائے گا
ہر نظامِ ماسوئی ناکام ہوتا جائے گا
رفتہ رفتہ اک مکمل انقلاب آجائے گا
پھر جہاں میں حق کا دور کامیاب آجائیگا

۳۔ مثنوی صحیفۂ فطرت (حصہ اول) سنہ طباعت ۱۹۵۷ء طابع و ناشر میاں افتخار یوسف، پاکستان پریس کوئٹہ ضخامت ۹۵ صفحات قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

یہ مثنوی اُس دور میں لکھی گئی۔ جب محشر صاحب کی زندگی "قال" سے "حال" کی منزل میں داخل ہو چکی تھی۔ بقول اُن کے:۔

جنونِ عشق نے کھولے ہیں جو رموزِ حیات
ضمیرِ شعر میں اُن کو سمو کے لایا ہوں
حقیقتوں کے گہر ہائے تابدار ہیں یہ
کہ جن کو تارِ نظر میں پرو کے لایا ہوں

"صبحِ نو" میں حق کے ایسے کامرانی کے دور کی بشارت دی گئی ہے جس کی خاطر آسمان سے امرِ حق نازل ہو چکا ہے۔ اس انقلابِ نو کے لیئے قدرت کے نہاں خانے میں ایک نیا انسان بنایا جا رہا ہے جو حقیقی بہ حقیقی معنوں میں نیابتِ الٰہی کا فرض ادا کرے گا۔ اس کی پہچان یہ بتائی ہے:۔

اس کا ظاہر پیکرِ مولا صفات
اس کا باطن مظہرِ عرفانِ ذات

یہ حق کا شاہکار ایمان و عشق کی غیر فانی قوتوں سے انقلاب برپا کرے گا، اسی لیئے آپ مدعیانِ اسلام کو مشورہ دیتے ہیں:۔

عشق و ایمان کی صفت پیدا کرو
اور پھر اِسلام کا دعویٰ کرو

Marfat.com

زندگی میں مقصد کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے۔ محشر رسول نگری کے نزدیک ملّتِ اسلامیہ کے لیئے عظیم ترین مقصد رضائے الٰہی ہے:

مقصدِ ہستی رضائے دوست ہے
مغزِ ایماں ہے یہ، باقی پوست ہے

اِس مقصد کے حصول کے لیئے حق سے غیر معمولی عشق بھی ضروری ہے جس کی بہترین اور مکمل مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے مل سکتی ہے۔ بقول محشر:۔

عشق کیا ہے؟ اتباعِ مُصطفےٰؐ
عشق کیا ہے؟ صبرو تسلیم و رضا

جس کو اللہ تعالیٰ کے قرب کی خواہش ہو، اس کے لیئے یہ نُسخہ تجویز کیا ہے:۔

پہلے وہ انسان کی دلداری کرے
درد کے ماروں کی غم خواری کرے

کیونکہ رازدارانِ حقیقت کا یہی شیوہ رہا ہے:۔

برگ گل پہ گوہرِ شبنم بنے
زخمِ دِل دیکھا جہاں مرہم بنے

اسی سلسلے میں حضرت علیؓ کا ایک واقعہ دلچسپ انداز میں صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا ہے جس سے مضمون کی اثر آفرینی میں اضافہ ہُوا ہے۔ مثنوی میں زندگی کے مسائل کو حکایات کے ذریعے پیش کرنے کا انداز پرانا ہے مولانا رُومی کے ہاں اس کا خاص اہتمام نظر آتا ہے۔ محشر رسول نگری نے مسائل کی توضیح کے لیئے طبع زاد حکایات کے بجائے تاریخِ اسلام کے مستند واقعات قلمبند کر دیئے ہیں۔ مثلاً قلب و نظر کی عفت کی تعلیم اس طرح دیتے ہیں:۔

Marfat.com

نفس کو قابو میں رکھ اور تن کے رہ
ان زلیخاؤں میں یوسف بن کے رہ

حضرت خنساءؓ جب راہِ حق میں اپنے چاروں بیٹوں کو قربان کر چکیں تو فرطِ شوق میں جھُوم کر کہنے لگیں :-

گیت گاؤں کیوں نہ اُس کی حمد کے
جس نے بیٹوں کی شہادت سے مجھے
خدمتِ دیں میں مکرّم کر دیا
دامنِ مقصود میرا بھر دیا

محشر نے فقط نظریات ہی پیش نہیں کئے بلکہ عمل پر بھی اُبھارا ہے اور آخری مشورہ یوں دیتے ہیں :-

اب نہ آہِ صبح گاہی چاہیے
خون سے حق کی گواہی چاہیے

محشر صاحب نے اس مثنوی میں زندگی کے حقائق کی ترجمانی کرنے کے لیے اُردو زبان کو منتخب کیا ہے۔ اس سے جہاں اس امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ اس زبان میں حقائق زندگی ادا کرنے کی پُوری صلاحیت موجود ہے۔ وہاں یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حقائق و معارف کے بیان کیلئے اُردو زبان کے دامن کو وُسعت دینے اور اعلیٰ وارفع دینی و اخلاقی اقدار کو اُجاگر کرنے کے سلسلے میں بلوچستان کے صاحبِ حال شاعر نے کیا قابلِ قدر خدمت انجام دی ہے۔ توقع ہے کہ اس مثنوی کے مزید حصّے جلد طباعت کے مراحل طے کر لیں گے۔

۴۔ فخرِ کونینؐ :۔ (حصہ اول) سرورق چہار رنگا، جاذب نگاہ، ضخامت $\frac{20\times30}{16}$ سائز کے ۱۹۲ صفحات۔ پہلی بار جنوری ۱۹۶۱ء میں کوئٹہ میں چھپی تھی۔ دوسری دفعہ اکتوبر ۱۹۶۲ء میں پنجاب بک ڈپو سرکلر روڈ لاہور

Marfat.com

سے شائع ہوئی۔ قیمت پانچ روپے، اشعار کی تعداد ایک ہزار چار سو ستر۔
اس حصے میں آنحضرت کی ولادت سے ہجرت تک کے واقعات کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔ مختار صدیقی نے ایک پُر مغز تنقیدی دیباچہ لکھا ہے جو قاری کے ذوق کی تسکین کے علاوہ آفاقی اور مقصدی ادب کو سمجھنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ کتاب مسدس میں ہے جس کا ہر بند ایک خاص ربط و تسلسل کا حامل ہے۔ مختار صدیقی نے صحیح لکھا ہے کہ "نظم کا تخلیقی محرک جو جذبہ ہے، اس میں آرزو مندی کا گداز ہے۔ جوش اور جذبے کی یہ شیفتگی اس نظم کو ایسے خلوص سے مالا مال کرتی ہے جو بلاغت کی جان ہے" محمد طاہر فاروقی کے الفاظ میں اتنا اضافہ اور کیجیے کہ "یہ گداز" جوش اور جذبہ غمازی کرتا ہے مصنف کے دل کی گہرائیوں کی اور اسی لیئے اس میں بلا کا اثر اور تاثیر نظر آتی ہے"

سیّد اقبال عظیم کے الفاظ ہیں: "سیرتِ رسولؐ کے جس پہلو کو مُصنّف نے نمایاں طور پر اُبھارا ہے، وہ حضور کا رحمتِ عالم ہونا ہے اور ابتدا سے انتہا تک مُصنف نے اپنے اس مقصد کو فراموش نہیں کیا۔ واقعات کی تاریخی ترتیب اور سوانح کی مربوط تدوین سے اس نظم کو ایک فائدہ یہ بھی پہنچا ہے کہ نظم میں تسلسل بیان کے لطف کے ساتھ ساتھ وہ تاثر بھی پیدا ہو گیا ہے جس کے بغیر کوئی شعری تخلیق قابلِ توجّہ نہیں ٹھہر سکتی۔ اس کے علاوہ شاعر کو فن اور اظہارِ خیال پر بھی پوری قُدرت حاصل ہے۔ اور کہیں کہیں بند کے بند استادانہ ہیں جن سے شاعر کی مہارت اور پختہ کاری کا ثبوت ملتا ہے" فخرِ کونین مختلف عنوانات اور منظومات پر مشتمل ہے۔ اسے منظوم کتابِ سیرت سمجھنا بے جا نہ ہوگا۔ اس کی عظیم خوبی اس کا جوہرِ صداقت اور خلوصِ بیان ہے۔ علاوہ ازیں روایت و درایت کی موضوعی صحت پر اس کی بنا رکھی گئی ہے۔

۵۔ فخرِ کونینؐ کا دوسرا حصہ جولائی ۱۹۶۴ء میں منظرِ عام پر آیا۔ اس کی ضخامت دو سو چپن صفحے ہے۔ طابع و ناشر میسرز پاکستان پریس جناح روڈ کوئٹہ ہیں گرد پوش دیدہ زیب اور قیمت پانچ روپے ہے۔ کاغذ، کتابت اور طباعت عمدہ ہے۔ اس میں ہجرت سے فتح مکہ تک کے واقعات خاصی تفصیل کے ساتھ آگئے ہیں۔ اس حصے میں اشعار کی تعداد ایک ہزار سات سو پچیس ہے دوسرے حصے کا دیباچہ ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے تحریر کرلیا ہے۔ انھوں نے موضوعاتی اور غیر موضوعاتی شاعری پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ اُنکا ارشاد کتنا درست ہے کہ "کتاب میں شاعر نے قرآن و حدیث اور سیر و تواریخ کے مستند مآخذات سے استفادہ کیا ہے۔ شاعرانہ قادرالکلامی کا یہ عالم ہے کہ آیاتِ قرآنی، احادیث نبوی اور اقوال صحابہؓ کرام کے بعض عربی فقرے تلمیحاً اس خوبصورتی سے نظم میں داخل ہو گئے ہیں، گویا ان کا تعلق عربی سے نہیں، اُردو کے روزمرّہ سے ہے، اسی کے ساتھ نظم کو سجانے اور مؤثر بنانے کے لیئے الفاظ کی سحرکاریوں اور تخیل کی گل ریزیوں سے بھی کام لیا گیا ہے، اس طرح کہ نفسِ مضمون کی صحت و نزاکت کہیں مجروح ہونے نہیں پاتی۔"

مولانا ماہرالقادری کے الفاظ[1] ہیں: عقیدت و محبت کا دریا ہے جو اس مسدس میں ہلکورے لے رہا ہے۔ اندازِ بیان شگفتہ، فکر سلجھی ہوئی اور تخیل پاکیزہ۔ بعض مقامات پر تو شاعری اپنے عروج کمال پر پہنچ گئی ہے۔"

مولانا عبدالماجد دریا بادی نے اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ بتائی تھی کہ کسی جگہ بھی شاعرانہ مبالغے اور غلو سے کام نہیں لیا گیا۔

---

[1]۔ روزنامہ انجام، کراچی، ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء۔

Marfat.com

اس انداز کی نظموں کی ابتدا شبلی نعمانی نے کی تھی مگر اُن کے بعد کیفی چڑیا کوٹی اور محمود اسرائیلی وغیرہ نے بھی اس روایت کو قائم رکھا۔ حفیظ جالندھری کا شاہنامۂ اسلام اس سلسلے کی ایک بڑی مربوط اور کامیاب کوشش ہے محشر رسول نگری نے اس انداز میں تازگی کو قائم رکھتے ہوئے بڑی کامیاب کوشش کی ہے۔ ہر واقعے کا مستند حوالہ کتاب کے آخر میں درج ہے۔

۶۔ **فخرِ کونین** (حصہ سوم) جنوری ۱۹۷۰ء میں **زمانہ پریس جناح روڈ کوئٹہ** سے طبع ہوا۔ طابع و ناشر **میسرز پاکستان پریس کوئٹہ** ہیں۔ گرد پوش جاذبِ نظر اور قیمت پانچ روپے ہے۔ کاغذ، کتابت اور طباعت معیاری ہے۔ کل صفحات ۱۳۶ ہیں۔ اس حصے میں اشعار کی تعداد ایک ہزار اٹھاون ہے۔ یوں تینوں حصوں میں مجموعی طور پر اشعار کی تعداد چار ہزار دو سو ترپن ہو جاتی ہے۔ اور اس لحاظ سے فخرِ کونین اُردو ادب کا سب سے طویل مسدس ہے۔

تیسرے حصے کی ابتدا "نوائے شوق" کے بعد 'غزوۂ حنین' و محاصرۂ طائف سے ہوتی ہے۔ پھر 'غزوۂ تبوک'، 'قیامِ امن'، 'حکمتِ تبلیغ'، 'عدی بن حاتم کا اسلام'، 'اصلاحِ نفس'، پیغامِ آخرین (حجۃ الوداع کا خطبہ) اور سفرِ آخرت، کا بیان آتا ہے۔ یوں اس حصے پر آنحضرت صلعم کی سیرتِ پاک کا بیان تاریخی تسلسل کے اعتبار سے اختتام پذیر ہوا۔ فخرِ کونین کے حضور دُعا سے پیشتر 'ارمغانِ رحمت'، حدیثِ دلبری'، 'حقیقتِ ایمان'، اور 'مقامِ عبودیت'، سے اُجاگر ہوتا ہے کہ یہ فقط منظوم سیرت ہی نہیں بلکہ ایک دلپذیر دعوتِ اسلام بھی ہے جس میں اس دین کے اساسی حقائق بڑے ہی متاثر کن انداز میں پیش کیے گئے ہیں تیسرے حصے کے شروع میں مولانا غلام رسول مہر نے "پیش حرف" اور ڈاکٹر نصیر احمد

Marfat.com

ناصر نے "دورۂ بولان کے اُس پار" کے عنوانات کے تحت اپنے گرانقدر خیالات کا اظہار کیا ہے۔

مولانا غلام رسول مہر اپنے خیالات کا لبِ لباب یوں تحریر کرتے ہیں۔ "فخرِ کونینؐ ایک قابلِ قدر تحفہ اور ایک گراں بہار ارمغاں ہے۔ زبان سادہ جسے سمجھ لینا کسی کے لیئے بھی مشکل نہیں۔ شعر عمدہ اور دردو سوز سے لبریز مطالب تاریخی اعتبار سے مستند اور ہر نوع کے مبالغے سے کاملاً پاک، اسلوب بیان حد درجہ پُر تاثیر اور موضوع ذاتِ بابرکات حضرت رحمۃً للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیرتِ طیبہ کے مطالعے کے لیئے ایسی ہی کتابیں مطلوب ہیں۔ جن میں گیرائی اور دلپذیری بہ درجۂ کمال موجود ہو۔ فخرِ کونینؐ، بے شائبہ ریب اپنی نوعیت کی ایک اہم کتاب ہے۔" بقول ڈاکٹر نصیر احمد ناصر: فخرِ کونینؐ ایک ایسی فنی تخلیق ہے جو بقائے دوام کے رنگ سے مزیّن ہے ـــــ جب تک اہلِ ذوق اس عالمِ رنگ و بو میں موجود ہیں "ذکرِ حبیبؐ" کے نغموں سے کائنات گونجتی رہے گی اور اس گونج میں 'فخرِ کونینؐ' کے نغمے بھی سنائی دیتے رہیں گے۔"

حوالے کے لیئے صرف کتابوں کے نام دیے گئے ہیں، اگر صفحات کے نمبر بھی ہوتے تو افادیت بڑھ جاتی۔

تینوں حصّوں میں تار و پود اور نظم کا ربط و تسلسل، تناسب اور حسنِ تعمیر اس طرح ہے کہ دو چار ٹکڑے متن سے علیحدہ کر کے بطور مثال پیش کرنا نامناسب ہوگا۔ لہذا تینوں حصوں سے جستہ جستہ چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

نعت کے سلسلے میں حزم و احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ بقول محشر:-

دشوار ہے یہ مرحلۂ نعت کس قدر
میں چل رہا ہوں تیغ برہنہ کی دھار پر

Marfat.com

سرمست ہوں اگرچہ فروغِ نشاط سے
رکھتا ہوں ایک ایک قدم احتیاط سے

بعثتِ محمدیؐ کا مقصد بیان فرماتے ہیں :۔

باطل کی طاقتوں سے وہ ٹکرائے بے خطر
دُنیائے آب و گل سے مٹائے فساد و شر
تا آستانِ حق پہ جھکے آدمی کا سر
تابع ہوں امرِ حق کے خُدایانِ بحر و بر
انسانیت کی نشو و نما ہو جہان میں
پیہم فروغِ صدق و صفا ہو جہان میں

معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :۔

سب کو دکھا دیا بشریت کا ارتقا
مردانِ حق کی ہوتی ہے پرواز تا کجا
حجت تھی کفر کے لیئے معراجِ مُصطفیٰؐ
مانے مگر نہ پھر بھی حریفانِ نا سزا
اہلِ رضا کو سرمۂ "مازاغ" مل گیا
تارِ نظر سے عشق کا ہر چاک سل گیا

رسولِ کریمؐ کی سادگی اور محنت کی قدر کا ذکر "خدا کا مزدور" میں کیا گیا ہے اذان کی تاثیر کو سرودِ حلال کہتے ہیں۔ "تحویلِ کعبہ" میں نماز کیلئے کعبہ کے تعین کا ذکر ہے آنحضرت صلعم کی شخصیت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے :۔

ہیبت سے کانپتا تھا جو ملتا تھا پہلی بار
ہوتا تھا جب قریب تو بنتا تھا جاں نثار
وہ سادگی کہ صبح نخستیں بھی شرم سار
وہ دلبری کہ روزِ ازل سے جہاں شکار

Marfat.com

خُلقِ محمدیؐ میں کچھ ایسا کمال تھا
اس تیر سے قلوب کا بچنا محال تھا

"فخرِ کونینؐ" میں جس قسم کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اُس کی مناسبت سے اظہار میں شکوہ، دبدبہ، لچک، حلاوت اور شیرینی پائی جاتی ہے۔ میدانِ کارزار کا ذکر کرتے ہیں تو رزمیہ انداز ہے۔ جنابِ سیدہؓ کے مثالی عقد کا تذکرہ آتا ہے تو لہجہ اور ہے۔ سردارِ کونینؐ بیٹی کو جہیز میں کیا دیتے ہیں۔ محشر کے الفاظ میں سُنیئے:۔

میکے سے لے چلی ہے مشقت جہیز میں
دی ہے نبیؐ نے فقر کی دولت جہیز میں
پائی ہے اُس نے چادرِ عفت جہیز میں
حضرتؐ سے لے گئی ہے وہ جنت جہیز میں
بیٹی کوئی نہ باپ سے دولت یہ پا سکی
اخلاقِ حق سے یوں نہ گھر اپنا سجا سکی

آنحضرت صلعم کی عالمگیر جوت کا ذکر کتنا پیارا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

ہر ملک اور قوم کے رہبر ہیں مُصطفٰےؐ
شیرازہ بندِ اسود و احمر ہیں مُصطفٰےؐ
ہر دورِ زندگی کے پیمبر ہیں مُصطفٰےؐ
آئینہ صفات کا جوہر ہیں مُصطفٰےؐ
رحمت بھی ان کی عام ہے بعثت بھی عام ہے
خیر الوریٰؐ فیضِ ہدایت بھی عام ہے

رسولِ کریمؐ کا "الطاف عام" ملاحظہ ہو۔

انسانیت ملے گی یہیں کائنات میں
تکمیل پا چکی ہے محمدؐ کی ذات میں

Marfat.com

تیری نظر سے قسمتِ انسان بدل گئی
روحِ حیات اک نئے سانچے میں ڈھل گئی

صحابہ کرامؓ کے بارے میں یہ دو شعر حقیقت کی ترجمانی کر رہے ہیں :-

یہ جھلکیاں ہیں احمدؐ مُرسل کے نُور کی
معجز نمائیاں ہیں نبیؐ کے ظہور کی
پرتو ہے سب میں آپؐ کے خلقِ عظیم کا
کیا زندہ معجزہ ہے رسولِ کریمؐ کا

حضرت بلالؓ کی طرح مسجد نبوی بھی تو "نقیبِ حشمِ پیغمبرؐ" ہے۔ جہاں زمانۂ رسولؐ میں روز و شب حضرت بلالؓ کی بانگِ اذان بلند ہوتی تھی۔ حشر رسول نگری کی نظم "نقیبِ حشمِ پیغمبرؐ" (مسجد نبویؐ) کے بارے میں ماہِ نو[۱] میں مندرج ہے۔

"اس شہ پارے کا شرف و امتیاز یہ ہے کہ بہ قول مصنف گزشتہ برس کوئٹہ کے ایک تعلیمی ادارے کے پرنسپل اسے نقل کر کے حج کے موقع پر مدینۂ منورہ لے گئے تھے اور وہاں بارگاہ نبویؐ کے حضور اسے مجمع کثیر میں پڑھ کر سنایا تھا جس کے عجیب و غریب اثرات اسی شب میں نے کوئٹہ میں محسوس کیئے۔"

اس نظم کے تین بند (پہلا، تیسرا اور آخری) یہ ہیں :-

اے یادگارِ طاعتِ سردارِ دوسرا
اے رازدارِ صحبتِ محبوبِ کبریا

۱۔ ماہِ نو، کراچی، سیرت رسولؐ نمبر، جولائی و اگست ۱۹۶۳، ص ۶۷۔

آتی ہے تجھ سے آج بھی خوشبوئے مصطفیٰ
تجھ کو شمیم زلفِ محمدؐ کا واسطا
جام اک ولائے ختم رسلؐ کا پلا ہمیں
دیکھا ہے تیری آنکھ نے جو کچھ دکھا ہمیں
ہم سے بیان کر تو سراپائے مصطفیٰ
لفظوں ہی میں دکھا رخِ زیبائے مصطفیٰ
رکھتے ہیں دل میں ہم بھی تولائے مصطفیٰ
یہ تیغ ہے، یہ سر ہے، یہ سودائے مصطفیٰ
بے شک جنونِ عشق کا تو امتحان کر
لیکن حدیثِ محفلِ جاناں بیان کر
میں پا گیا ہوں تیری ادائے خرام سے
موجِ صبا تو آئی ہے باب السلام سے
کہنا یہ جا کے سیدّ خیر الانام سے
للہ ایک جرعہ محبت کے جام سے
گردش میں تا بہ حشر ہے پیمانہ آپ کا
ہے محشرِ غریب بھی دیوانہ آپ کا

روضۂ مقدسہ پر حاضر ہو کر محشر صاحب عرض کرتے ہیں:۔

ہاں اس "دیارِ پاک" سے آیا ہے یہ گدا بستے ہیں جس میں حلقہ بگوشانِ مصطفیٰ
مشہور ہیں جو عاشقِ محبوبِ کبریا! ہوتے رہے ہیں جو شہِ کونین پر فدا
وہ دیس کشتگانِ محبت کا دیس ہے
پروانہ ہائے شمعِ رسالت کا دیس ہے

پھر دورِ حاضر کی وہ تمام آزمائشیں، مصیبتیں اور آفتیں ایک ایک کر کے بیان کی ہیں جو اس وقت مختلف اسلامی ملکوں پر تاریک گھٹاؤں کی

Marfat.com

مانند چھائی ہوئی ہیں۔ آخر میں کروڑوں بے تاب اور بیقرار دلوں میں مچلتی ہوئی اور تڑپتی ہوئی آرزو کو یوں پیش کرتے ہیں :-

شاہا دلوں کو ولولۂ انقلاب دے ہر نوجوان کو جوشِ دلِ بوتراب دے
فیضِ نظر سے گوہرِ ملّت کو آب دے اُمّت کی تیرہ شب کو نیا آفتاب دے

سوئے وطن یہ تحفۂ سرکار لے کے جاؤں
در سے ترے مرادِ دلِ زار لے کے جاؤں

"فخرِ کونینؐ" وادئ بولان کے ایک عظیم صاحبِ دل شاعر اور پاکستان کے مایۂ ناز فنکار اور ادیب کا ایک علمی و ادبی شاہکار ہے۔ یہ کتاب حُسن اور حقیقت کا امتزاج ہے۔ اس سے ادبیاتِ سیرتؐ میں ایک گراں بہا اضافہ ہوا ہے۔ اس تخلیق پر "وادئ بولان" اگر مسرت و طمانیت سے جھوم اُٹھے تو بجا ہے بالکل بجا ہے۔

"فخرِ کونین" کے پہلے حصے کا انگریزی ترجمہ ۱۹۷۷ء میں ملک مقصود عالم نے کیا تھا۔ عنوان ہے Pride-Here and Hereafter
(God's Blessings and Peace be upon him)
اسے شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے علمی پریس سے چھپوایا ہے۔ قیمت ۱۵ روپے کُل صفحات ۲۴۶ سن طباعت درج نہیں۔ عبدالصمد شاہین نے پہلے حصے کا منظوم براہوئی ترجمہ بھی کر لیا ہے۔ توقع ہے کہ جلد ہی منظرِ عام پر آجائے گا۔ محشر صاحب نے نعتیں بھی کہی ہیں۔ اکثر ریڈیو سے نشر بھی ہوئی ہیں۔

ایک نعت یہ ہے :

مدینے کے وہ بام و در اللہ اللہ
کہاں جا کے ٹھہری نظر، اللہ اللہ
یہاں قدر ہوتی ہے اخلاص دل کی
یہاں آپ جھکتا ہے سر اللہ اللہ

Marfat.com

نگاہوں کی جُنبش بھی سوئے ادب ہے
یہ آئینِ اہلِ نظر ، اللہ اللہ
ہوئیں گنگ اہلِ سخن کی زبانیں
وہ نطقِ نبیؐ کا اثر ، اللہ اللہ
گنا جائے گا خادمانِ نبیؐ میں
یہ محشر سا بھی بے ہنر اللہ اللہ

۷۔ "شمشادِ خراماں" ۱۹۷۸ء میں سجاد پبلیکیشنز ۱۹۔ آرٹ اسکول روڈ کوئٹہ کے زیرِ اہتمام پاکستان پریس جناح روڈ، کوئٹہ سے طبع ہوئی کل صفحات ۱۴۵ ہیں۔ قیمت دس روپے۔

اس میں محشر صاحب نے ایک مردِ خدا مست ڈاکٹر شمس الدین شمشاد خلف الرشید مرزا لعل دین کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ انہوں نے آنحضرت صلعم کے خلقِ عظیم کی اتباع کرتے ہوئے لوگوں کے دلوں کو پیار، ہمدردی اور حکمت سے موہ لیا۔ اُن کے پاس جو مریض آتے وہ جسمانی دوا کے علاوہ روحانی دوا بھی لے جاتے۔ بقولِ محشر رسول نگری :-

شمشاد جب حسین شاہ قلندرؒ کا مرید ہُوا۔ تو اُس نے مرشد سے عرض کیا کہ میں آپ کے کچکولِ قلندری میں "انسانی سر" ڈالوں گا۔ اس سے مراد یہی تھی کہ میں روحانی تربیت کے ذریعے لوگوں کو حق کے لیئے متاثر کیا کروں گا۔ اور اس نے اپنا یہ وعدہ پورا کیا۔ وہ انفرادی سطح پر عمر بھر اشاعتِ حق کے لیئے کوشش کرتا رہا۔ کاش یہ کوشش اجتماعی ہوتی۔"

اس تذکرہ میں ہادیٔ اسلام آنحضرت صلعم کی سیرتِ مبارکہ میں سے بعض واقعات کی جانب توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ خلفائے راشدینؓ اور دیگر بزرگانِ کرام کے بھی بعض اقوال موقع و محل کے مطابق ملتے ہیں۔ اندازِ نگارش سپاٹ، اثر انگیز اور عمل کی راہ پہ گامزن ہونے میں ممدو

Marfat.com

معاون ہوتا ہے۔

اِس تذکرے کے مزید ایک دو اقتباسات ملاحظہ کیجیئے:۔

حضرت شمشاد نے محشر رسول نگری کو لکھا تھا کہ فنا فی اللہ دراصل آنحضرت ؐ کے اتباع میں عبدہ، یعنی خُدا ہی کا بندہ ہو جاتا ہے۔"

شمشاد کا فقر اس قدر عملی تھا کہ ایک دفعہ میں نے (محشر صاحب) اُن سے دریافت کیا کہ قرآن کے اسرار و رموز کا انکشاف کس طرح ہو سکتا ہے شمشاد نے مختصر سا جواب دیا۔" قرآن پر رسولِ کریم ؐ کے منشاء ؑ کے مطابق عمل کرنے سے۔"

محمد صادق شاذ بلوچستان کے نامی گرامی شاعر تھے۔ یہاں کی علمی و ادبی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے رہے۔ قیامِ پاکستان سے پیشتر اُن کی 'بزمِ ادب' کے بڑے چرچے تھے۔ فارسی اور اُردو میں شعر کہتے تھے۔ اُن کے چند نعتیہ شعر یہ ہیں:۔

عرب کے ریگزار سے　　خلیل کے دیار سے

حجاز کے جوار سے　　حریم کے حصار سے

وہ اِک یتیم بے نوا

وہ اِک سحاب نُور کا

کچھ ایسے ٹھاٹھ سے اُٹھا

کہ دیکھتے ہی دیکھتے

ہر اِک سمت چھا گیا

زباں پر میری جب اس پیکرِ عظمت کا نام آیا

تو میرے نطق کی تعظیم کو حق کا سلام آیا

Marfat.com

زبردستوں کے شر سے زیر دستوں نے اماں پائی
کہ اُن کی تقویت کو "لاتخف" کا اذنِ عام آیا
ہوئی شیرازہ بندی اس جہاں کی اُسکی آمد سے
وہ آیا اور اس کے ساتھ اک کامل نظام آیا
پرو یا نوعِ انسانی کو اک مسلکِ اُخوت میں
وہ دُنیا سے مٹانے امتیازِ روم وشام آیا
مجھے دیکھیں تو یارب اہلِ محشر یُوں پکار اُٹھیں
وہ شاذ آیا وہ حضرت کے غلاموں کا غلام آیا

ہم اُمت اس محبوب کی ہیں جو آپ خُدا کا پیارا ہے
وہ جس کے پیارے ہاتھوں پر حق نے قرآن اُتارا ہے
جب رب نے محمدؐ نام رکھا اے شاذ فرشتے جھوم اُٹھے
اے صلِ علیٰ سُبحان اللہ کیا نام یہ پیارا پیارا ہے

جناب نبی بخش اسد بیسویں صدی کے ابتدائی حصے میں بلوچستان آئے۔ مختلف عہدوں پر تعینات رہ کر پچپن سال کی عمر میں ۱۹۳۴ء میں ریٹائر ہوئے۔ پھر لس بیلہ ریاست میں وزیر بھی رہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد وفات پائی اور کوئٹہ میں دفن کیئے گئے۔

آپ کے کلام پر مبنی ایک پمفلٹ چھپا تھا جو "سلام والتجا" (بحضور سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) پر مبنی ہے اس کے چار بند اور تیس شعر ہیں۔ ابتدا اور انتہا دیکھئے:۔

باعثِ ایجادِ عالم نورِ یزداں کو سلام
سیدِ اولادِ آدم ظلِ سبحاں کو سلام

مطلعِ صبحِ سعادت، مہرِ تاباں کو سلام
مصدرِ جود و کرم ابرِ بہاراں کو سلام
دستگیرِ عاجزاں پشت و پناہِ بے کساں
دلنوازِ عاشقانِ خستہ حالاں کو سلام
افتخارِ تازیاں و مایۂ نازِ عجم
بادشاہِ انس و جاں و شاہ شاہاں کو سلام
معدنِ خوبی و خیر و مصدرِ حسن و جمال
خاندانِ ہاشمی کے مہرِ رخشاں کو سلام

یا خدا بہر محمدؐ مصطفیٰؐ
افسر و سالارِ فوجِ انبیاءؑ
عظمتِ شیخینؓ و عثمانؓ و علیؓ
خاصتہً معصومی آلِؑ نبیؐ
صفدرانِ خیبر و بدر و حنین
نورِ چشمِ فاطمہؓ حسنؓ و حسینؓ
شاہ ابوالخیر اعنی مخدوم اسد
موردِ الطافِ اللہ الصمد
از برائے صاحبِ خلقِ عظیم
صحتِ کامل عطا کر اے کریم

میر محمد حسین عنقا کا مجموعۂ کلام ۱۹۳۴ء میں کراچی سے "رحیل کوہ" کے عنوان سے شائع ہوا تھا جو سرورق سمیت ایک سو صفحوں پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

"فریاد"[۱] (پیارے نبیؐ کی پیاری جناب میں) کا آخری بند یہ ہے:۔

اے نبیوں کے نگیں تجھ کو نبوت کی قسم
شافعِ اُمتِ عاصی ہے شفاعت کی قسم
تجھ کو صدیق ابوبکرؓ کے ایماں کی قسم
اور فاروقِ عمرؓ کی تجھے غیرت کی قسم
تُجھ کو عثمانِ غنیؓ کی خوئے صدقہ کی قسم
اور علمِ علی حیدرؓ کی ثقاہت کی قسم
حریت کی ہے قسم تجھ کو صلاح الدیں کی
اور ہے خالدِ جانباز کی جرأت کی قسم
جن نواسوں کا بہا خون وطن کی رہ میں
اُن کی اس غیرتِ ملی و شجاعت کی قسم
جن صحابوں نے سر و مال لٹایا تجھ پہ
اُن کی اس شوکت ایمان و محبت کی قسم
جن مسلمانوں نے اسپین میں ترا گاڑا علَم
اُن کی اس جان سپاری و صداقت کی قسم
کر دُعا بہرِ خدا حق میں بلوچستاں کے
اس پہ ارزاں ہوں تا لطف و کرم یزداں کے

پروفیسر آغا صادق حسین صادق ۲۰ دسمبر ۱۹۰۹ء کو ڈیرہ سیداں متصل سلطان پور لودھی (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں کوئٹہ آ گئے اور یہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ ۱۹۷۷ء میں فوت ہوئے۔ آپ کے اُردو اور فارسی کے ۲۴ منظوم و منثور مجموعے زیورِ طبع سے آراستہ ہوئے

۱۔ رحیل کوہ، ص ۹۶۔

Marfat.com

اُن میں سے "چشمۂ کوثر" ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء میں سید الیکٹرک پریس مُلتان سے طاہرہ نقوی ناشرہ نے چھپوایا۔ کُل صفحات ۹۲ اور ہدیہ دو روپے ہے۔

"چشمۂ کوثر" نعت و منقبت کا مجموعہ ہے۔ آٹھ طرحی نعتوں کے علاوہ دوسرے عنوانات ہیں:۔

زمزمہ نعت، میلادِ اعظم، شبِ معراج، رموزِ نام محمدؐ، نعت مقبتس، نعت سہل ممتنع۔

رموزِ نام محمدؐ کا پہلا اور آخری بند ملاحظہ فرمائیے:۔

میم کہتا ہے کہ محبوب کا جلوا ہوں میں + حجت "ح" ہے کہ وحدت کی تمنا ہوں میں
دوسرا "میم" مُصر ہے کہ مدینہ ہوں میں + دعویٰ "دال" کہ دلدار سراپا ہوں میں

چاند بھی دیکھ کے اس نور کو شرماتا ہے
کوئی نقطہ نہیں بے داغ نظر آتا ہے

میم سے کاش مسلماں بھی مسلماں ہو جائے + ح سے الحمد کی قندیل فروزاں ہو جائے
میم سے مرکزِ اسلام کا ساماں ہو جائے + دال سے دہر کی تقدیر درخشاں ہو جائے

چاند بھی دیکھ کے اس نور کو شرماتا ہے
کوئی نقطہ نہیں بے داغ نظر آتا ہے

چند مزید نعتیہ اشعار یہ ہیں:۔

ختم ہے ایک بات میں سیرتِ پاک کا بیان + کچھ نہ کیا سوائے عدل کچھ نہ کہا سوائے حق
نسبت ہے دل کو سرورِ عالی مقام سے + ذرے کو جیسے ربط ہو ماہ تمام سے
ترے پیام کی تعمیرِ نو کا صدقہ ہے + کہ لے رہا ہے زمانہ پھر ایک انگڑائی
نسبت رُخِ اقدس سے مہ و مہر کو صادق + اے توبہ کہاں مہر کہاں ماہ، کہاں آپؐ
آتی ہے صدائے وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَکَ + خود سازِ مشیت پہ یہ دُھن گائی ہوئی ہے
امڈا جذبہ عفو تو لب پر + لَاتَثرِیبَ عَلَیکُمُ آیا

وَاعْتَصِمُوا سے جس کی اُمت + بُنْیَانٌ مَرْصُوصٌ کا نقشا
بربطِ ارض و سما کی سرگم + صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ کا نغمہ
لَا کے سارے نقش مٹا کر + اِلَّا اللّٰہ کا نقش اُبھارا
فخرِ بشر کی نعت پہ صادق + قدسیوں نے حَسنت پکارا

قیوم راشد القریشی بی۔اے کا مجموعۂ کلام ۱۹۴۸ء میں کوئٹہ میں چھپا۔ اس کا نام تھا "بربط ناہید" لکھائی چھپائی اور کاغذ بہتر۔ سرورق پسندیدہ، ضخامت چونسٹھ صفحے۔ قیمت ایک روپیہ، پیش کردہ حلقہ ارباب ادب کوئٹہ، ملنے کا پتہ دانش محل پرنس روڈ کوئٹہ قیوم راشد سرکارِ دوعالم کے حضور گویا ہیں:۔

یہ کیا شے ہمارے نبی لے کے آئے
اندھیرے میں اک روشنی لے کے آئے
جو دستِ فنا کی پہنچ سے ہے بالا
مسلماں کی وہ زندگی لے کے آئے
کُھلی جس سے ہم پر خدا کی حقیقت
محمدؐ وہ درسِ خودی لے کے آئے
ہُوا پھر نہ ہم کو کوئی غم جہاں کا
خوشی اور ایسی خوشی لے کے آئے
ہمیں ہیں کہ اب اس کو ٹھکرا رہے ہیں
خدا سے جو اپنے نبی لے کے آئے
سراسر ہے وہ ایک نورِ ہدایت
جہاں میں جو ختم النبی لے کے آئے
زمانے کو جس کی ضرورت تھی راشد
حبیبِ خدا بس وہی لے کے آئے

غلام محمد جمیل ۵ فروری ۱۹۰۷ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد امرتسر سے آکر کوئٹہ میں رہائش پذیر ہوئے تھے۔ بچپن ہی سے آپ کو شعر و شاعری کا شوق تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہوتا گیا۔ حصولِ تعلیم کے بعد آپ نے درس و تدریس کو اپنایا۔ کوئٹہ کی ادبی محفلوں اور مشاعروں میں دل کھول کر حصّہ لیا۔ مختلف رسائل اور اخبارات (جیسے عالمگیر، شبستان اور میزان وغیرہ) میں ان کا کلام چھپتا رہا۔ ریڈیو پاکستان کوئٹہ سے بھی ان کا کلام نشر ہوتا رہا۔ آپ نے ۱۵ اپریل ۱۹۶۲ء کو وفات پائی۔ جمیل مرحوم کے قلمی دیوان کا نام "نقشِ جمیل" ہے۔ نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں :-

کیا مژدۂ جاں بخش صبا لائی ہوئی ہے،
ساتھ آپؐ کے گلشن میں بہار آئی ہوئی ہے
اللہ رے یہ ساقیٔ کوثر کا تصوّر
سر پر میرے مستانہ گھٹا چھائی ہوئی ہے
یا شام و سحر آج ہم آغوش ہوئے ہیں
یا زُلف سیاہ چہرے پر لہرائی ہوئی ہے
ایک ایک نظر خُلد بداماں نظر آئی
جب آپؐ کے کوچے میں پذیرائی ہوئی ہے
ایسے میں مُیسّر مجھے آجائے حضوری
دل ہی کی طرح روح بھی گھبرائی ہوئی ہے
ہمدم ہے، نہ ہمدرد، نہ دمساز ہے کوئی
انسانیت اس دور میں شرمائی ہوئی ہے
ہم روضۂ رضواں کی حقیقت سے ہیں واقف
ہم نے ترے کوچے کی ہوا کھائی ہوئی ہے

ہے آپ کا عاشق کہ تماشائے قیامت
اِک خلقِ خدا ہے کہ تماشائی ہوئی ہے
محفل میں وہ پھر آج لئے جمیل آئے ہوئے ہیں
پھر طبعِ رسا جوش پر آج آئی ہوئی ہے

سیّد صغیر حسین اصغر انبالوی ۱۹۲۲ء میں انبالہ سے لاہور آئے۔ آپ نے عالمانہ، ادیبانہ اور شاعرانہ ماحول میں آنکھیں کھولیں۔ لاہور کے علمی و ادبی ماحول میں رہ کر آپ کھل کر شعر گوئی کی جانب مائل ہوئے اور خوب شعر کہے۔ آپ ۱۹۲۸ء میں لاہور سے کوئٹہ آگئے اور یہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ بلوچستان بھر کے مختلف مقامات میں سالہا سال بسلسلۂ ملازمت مقیم رہے۔ ۱۹۶۰ء میں آپ کا مجموعۂ کلام "دست سبو" کوئٹہ ہی سے ناشرین بزم ارتقائے ادب کوئٹہ نے شائع کیا جو ایک سو ساٹھ صفحوں پر مشتمل ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ مناسب۔ سرورق خیال انگیز۔

اصغر کا یہ مجموعۂ کلام نعت اور منقبت کے علاوہ زیادہ تر غزلیات پر مشتمل ہے۔ چند نعتیہ اشعار یہ ہیں:۔

بیاں کیوں کر کریں ہم وصف شانِ مصطفائی کا
بنایا ہے خدا نے آپ کو مالک خدائی کا
سراپا معجزہ اللہ نے پیدا کیا تجھ کو
عجب انداز ہے یہ آپ کی معجز نمائی کا
دو عالم کی حقیقت رفتہ رفتہ کھل گئی مجھ پہ
بھرم اللہ نے رکھا ترے در کی گدائی کا
ایسی اک آرزو نے آج تک رکھا مجھے زندہ،
کہ مل ہی جائے گا موقع مدینے میں رسائی کا

Marfat.com

اُٹھائیں آنکھ ہم کس طرح سوئے روضۂ رضوان
کہ اپنی آنکھ میں روضہ ہے محبوب الٰہی کا
کلیم اللہ بنا کوئی خلیل اللہ بنا کوئی
لقب شاید ترے ہی واسطے ہے مصطفائی کا
دلِ اصغر بہت بیتاب ہے دردِ جُدائی سے
کرم کیجئے، خدارا، وقت ہے مشکل کشائی کا

ارشد امروہوی : محمد صبغۃ اللہ صدیقی، تخلص ارشد، بلوچستان کے معروف شاعر تھے۔ ۱۹۰۱ء میں امروہہ یوپی میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۸ء میں کوئٹہ آئے۔ نصف صدی سے زائد اُردو ادب کی خاموش خدمت کی۔ حضرت سیماب اکبر آبادی کے شاگرد تھے۔ آپ نے ہر صنف میں خامہ فرسائی کی۔ یہاں کے شعرا کی تربیت میں بھی اچھا خاصا حصّہ لیا۔ فنِ تاریخ گوئی اور خوش نویسی میں بھی اُستاد تھے۔ ہدیۂ نعت ملاحظہ ہو:-

دیوانے جو پڑے ہیں مدینے کی راہ میں
خلدِ بریں کو بھی نہیں لاتے نگاہ میں
دُنیا میں جن کو امن و سکوں کی تلاش ہے
آجائیں بارگاہِ رسالت پناہ میں
آئے نظر جو مجھ کو مدینے کے بام و در
سجدے تڑپ کے آئے جبیں سے نگاہ میں
اللہ رے یہ درسِ مساواتِ مصطفیٰ
کچھ فرق ہی نہیں ہے غلام اور شاہ میں
ہر ایک ذرہ میرے لیئے رشکِ طور ہے
ارشد ہے جب سے نورِ محمد نگاہ میں

ڈاکٹر عبدالحمید (حمید تخلص) کاکڑ ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کوئٹہ سے پانچ میل کے فاصلے پر ایک قصبہ چشمہ اچوزی کے رہنے والے تھے۔ سنڈیمن ہائی سکول کوئٹہ سے میٹرک کے بعد اندور میڈیکل کالج سے ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی۔ پانچ سال اندور میں رہے اور وہیں ذوق شعر گوئی پیدا ہوا۔ پہلی غزل حضرت مضطر خیر آبادی کی صدارت میں پڑھی۔ اسکے بعد بہ سلسلہ ملازمت کوئٹہ چلے آئے اور گاہے بہ گاہے شریک مشاعرہ ہوتے رہے۔ ملازمت ترک کرنے کے بعد باقاعدہ کوئٹہ میں رہائش پذیر ہو گئے۔ اور ذاتی پریکٹس شروع کر دی۔ اسی اثنا میں کئی ادبی انجمنوں کے صدر اور نائب صدر رہے۔ جن میں سے دو کے نام یہ ہیں :-

بزم ثقافت کوئٹہ اور بزم ارتقائے ادب کوئٹہ۔ طرحی مشاعروں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ آپ اگست ۱۹۶۷ء کے پہلے ہفتے میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

رفتید ولی نہ از دل ما

ڈاکٹر حمید کاکڑ کے دولت کدے پر منعقد ہونے والی علمی و ادبی مجالس ہمیشہ وادیٔ شال کے ادب دوست مکینوں کو نہ صرف یاد ہی رہیں گی بلکہ رلاتی رہیں گی۔ آپ کی مادری زبان پشتو تھی اور پشتو میں بھی اچھے شعر کہتے تھے لیکن اُردو سے آپ کی شیفتگی اور وارفتگی ہمیشہ یادوں کے اُفق پر اُبھرتی رہے گی۔ آہ! کتنی جاذب توجہ اور پُر خلوص شخصیت تھی۔

نعتیہ اشعار ملاحظہ کیجئے :-

دو عالم پر تو ہے قبضہ تمہارا یارسول اللہؐ
کہیں کیوں کر کہ ہم ہیں بے سہارا یارسول اللہؐ
خُدا نے بے سہاروں کا سہارا پیدا کر دیا
دم مشکل سدا ہم نے پکارا یارسول اللہؐ

Marfat.com

تمنا ہے تمہارے نام پر موت آئے دم نکلے
بھرا ہے زندگی بھر دم تمہارا یا رسول اللہؐ
بتوفیقِ خدا جو نہی سرِ محشر حمیدؔ آئے
یونہی لب پر رہے کلمہ تمہارا یا رسول اللہؐ

علامّہ عیش فیروز پوری، فیروز پور (مشرقی پنجاب، بھارت) کے ایک متمول گھرانے کے فرد تھے۔ تقسیم ملک کے بعد کوئٹہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ نسیم بھرتپوری کے شاگرد اور فراق کے اُستاد بھائی تھے۔ قدیم رسم کے مطابق کئی شاگرد ہیں۔ مشہور شاگردوں میں مذاق العیشی اور بہار کوٹی کے نام نمایاں ہیں۔ آپؒ فروری ۱۹۶۸ء کے آخری ہفتے میں فوت ہوئے۔

نعتیہ کلام کا نمونہ پیشِ خدمت ہے:۔

نگاہوں میں ہے خاکِ رہگذارِ شاہ کا جلوہ
مقابل جس کے ہے کیف مہر و ماہ کا جلوہ
تو ہے اللہ والوں کا ترے اللہ والے ہیں
ترا جلوہ ہے گویا چشمِ حق آگاہ کا جلوہ
زمین و آسماں روشن ہوئے ہیں جسکے پرتو سے
وہ تھا، تیرے کسی وابستۂ درگاہ کا جلوہ

خطِ رخسارِ احمد ہے کہ ہے تفسیر قرآں کی
کلام اللہ ہے یا ہے رُخِ زیبا محمدؐ کا
گنہگار اُمت تم کو یہ مژدہ مبارک ہو
بنے گا ظلِ رحمت حشر میں سایۂ محمدؐ کا

Marfat.com

صفی اللہ کا لقب نہ ملتا آدمؑ کو،
کیا ہوتا نہ حق نے نور اگر پیدا محمدؐ کا
سیاہی شام کی رہتی نہیں وقت سحر باقی
فروغ جلوہ رُخ سے مٹایا سایا محمدؐ کا
جناب عیش اس مصرعے پہ مصرعہ لگ نہیں سکتا
نہیں محتاج سائے کا قد بالا محمدؐ کا

یہ جنت نما رہگزار مدینہ + بہارِ آفریں ہے بہارِ مدینہ
نہیں کوئی تم سا مسیحائے دوراں + نگاہِ کرم نامدارِ مدینہ
مری سمت بھی اک نگاہِ عنایت + خُدا کے لیے اے نگارِ مدینہ
تو لے چل مجھے اے جنونِ محبت + سوئے روضہ تاجدارِ مدینہ
تمہیں ہو تمہیں باعثِ ہر دو عالم + تمہیں باعثِ افتخارِ مدینہ
حمیدِ حزیں کی یہی ہے تمنّا
کبھی میں بھی دیکھوں دیارِ مدینہ

بُلا لیجئے درِ اقدس پہ یا خیر الوریٰ ہمکو
مُخالف اب نظر آتی ہے دُنیا کی ہوا ہمکو
دلِ پُر داغ میں ہے شمعِ عشقِ مُصطفیٰؐ روشن
نظر آتا ہے اپنے گھر میں عالم طور کا ہمکو
اثر ہے بعد مُردن یہ ہوائے عشق احمدؐ کا
لحد میں آرہی باغ جنت کی ہوا ہم کو
مئے کوثر کے ہم طالب نہیں یا ساقیٔ کوثر
عطا فرمایئے ساغر مئے دیدار ہم کو،

Marfat.com

گنہگاروں کو گویا جانِ تازہ بخشدی تو نے
ترے قربان بخشش کا سہارا بخشنے والے
کبھی تو بے نقاب آ دل کے ارمانوں کی بستی میں
ہماری آنکھ کو ذوق تماشا بخشنے والے
نگاہ لطف کن بر حال مستان ازل گاہے
ہر اہل میکدہ کو جام صہبا بخشنے والے
ستارہ اس کی قسمت بھی تو اے کاش چمکا دے
کلام عیشؔ کو اوج ثریا بخشنے والے

اخگر سہارنپوری حضرت احمد سہارنپوری کے شاگرد رشید ہیں۔ نعتیہ اور تغزل دونوں رنگ خوب ہیں۔ ترنم سونے پہ سہاگہ ہے۔ ہدیۂ نعت پیشِ خدمت ہے :۔

مجھے دولتِ عشق احمدؐ ملی ہے،
مری زندگی اک حسیں زندگی ہے
ہر اک سمت چھٹکی ہوئی چاندنی ہے
محمدؐ کے گلزار پر تازگی ہے
اُٹھا بحرِ رحمت میں بخشش کا طوفاں
مری آنکھ جسوقت گریاں ہوئی ہے
محمدؐ کی اُلفت میں کب جان نکلے
مجھے اس سکوں کیلئے بیکلی ہے
گدا ہوں جو آلِ محمدؐ کا اخگر
جگہ مجھ کو خلدِ بریں میں ملی ہے

رشید نثار ۱۵/ اگست ۱۹۲۷ء کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے آپ ۱۹۵۳ء میں کوئٹہ آئے اور یہاں بارہ سال تک مقیم رہے۔

Marfat.com

آپ کا کلام ملک بھر کے معیاری رسائل و اخبارات میں چھپتا ہے۔ ہدیۂ نعت دیکھئے:۔

ہر آنکھ تیرے نور کے پرتو کی امیں ہے
ہر دِل میں تیرا جلوۂ صد حسنِ یقیں ہے
یہ چاند ستارے ہیں تیری گردِ کفِ پا
تابانیٔ افلاک تیرا نورِ جبیں ہے
ہر عظمتِ لولاک پۓ ختمِ رسلؐ تھی
تو صاحبِ معراج ہے سدرا کا مکیں ہے
ای ہادیٔ کل تاجورِ بزمِ دو عالم
اب تیرے سوا کوئی نگہدار نہیں ہے
اے محرمِ آئینۂ انوارِ الٰہی
محتاج نظر کب سے میرا قلبِ حزیں ہے

صادق نسیم نے ۲۳ ستمبر ۱۹۲۴ء کو ٹیکسلا کے ایک نواحی گاؤں خورم میں ایک زمیندار گھرانے میں آنکھ کھولی۔ تعلیم کے بعد فوج کی ملازمت اختیار کی اور ۲۷ جون ۱۹۵۸ء سے ۱۵ دسمبر ۱۹۶۵ء تک کوئٹہ میں قیام رہا۔ کوئٹہ میں کئی کل پاکستان مشاعروں کا انعقاد کرایا۔ آپ کا کلام ملک کے بلند پایہ اور معیاری رسائل (نقوش، فنون، اوراق وغیرہ) میں چھپتا رہتا ہے۔ نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں:۔

کیوں کہتی ہے دُنیا کے ہیں یثرب کے مکیں آپؐ
جھانکا ہے جو دل میں تو ہیں موجود یہیں آپؐ
توصیف ہو مقصود تو الفاظ نہیں ہیں
کونین کی ہر شے سے جمیل آپؐ حسیں آپؐ

Marfat.com

گو دیکھنے والوں نے کوئی سایہ نہ دیکھا
کونین ہے جس سایہ میں وہ ظلِ مبیں آپؐ
ہر علم ہوا آپؐ کے پرتو سے منوّر
اُمّی کہوں کیسے کہ ہیں قرآنِ مبیں آپؐ
ڈرتا ہوں خرد والے گنہگار نہ کہہ دیں
میں سر کو جھکاتا ہوں جھکتی ہے جبیں آپؐ

افسر بہزاد گویا ہوتے ہیں :-

مَیں قُربان جاؤں شہِ دوسرا کے
رسولِ خُدا کے حبیبؐ خُداؑ کے
وہی دیکھ سکتا ہے جلوے خُدا کے
غلاموں میں شامل ہے جو مُصطفیٰؐ کے
مُیسّر ہے جن کو حضوری کا عالم
وہی عاشقوں میں ہیں خیر الوریٰ کے
یہی آرزو ہے یہی ہے تمنّا
تصدق ہو یہ جاں حبیبِؐ خُدا کے
مُراد و تمنا کے قُربان افسر
قریب آ گیا ہوں درِ مصطفیٰؐ کے

اثر جلیلی، جلیل مانک پوری جانشین امیر مینائی کے شاگرد رشید ہیں۔ کوئٹہ میں سکونت پذیر ہیں۔ غزل اور مقالات خوب لکھتے ہیں۔ کوئٹہ کی علمی و ادبی سرگرمیوں میں نمایاں حصّہ لیتے رہے ہیں۔ آج کل ریڈیو پاکستان کوئٹہ سے متعلق ہیں۔ آپ نے باقاعدہ طویل نعتیہ قصیدے کہے ہیں۔ جن میں روایت رچی بسی ہوئی ہے۔ ہدیۂ نعتؐ پیش خدمت ہے:

Marfat.com

اے خوشا شانِ رسائے رحمۃ اللعالمینؐ
عرش بھی ہے زیرِ پائے رحمۃ اللعالمینؐ

ہوں ازل سے مبتلائے رحمۃ اللعالمینؐ
ہر نفس میں ہے ہوائے رحمۃ اللعالمینؐ

دولتِ قارون ہو یا حشمتِ پرویز ہو
ہیچ ہے سب ماسوائے رحمۃ اللعالمینؐ

کیا دھرا ہے محفلِ ارض و سما میں گر نہ ہو
پرتوِ شمعِ ولائے رحمۃ اللعالمینؐ

دولتِ دُنیا بھی ہے سرمایۂ عقبیٰ بھی ہے
اے اثرؔ ذوقِ ولائے رحمۃ اللعالمینؐ

سیّد عابد رضوی بی۔ اے اپریل ۱۹۳۶ء میں کوئٹہ میں پیدا ہوئے ادب کا شوق ورثے میں ملا۔ متعدد مشاعروں جو کوئٹہ، لورالائی، مستونگ قلات، نوشکی، لاڑکانہ، دادو اور روہڑی وغیرہ میں منعقد ہوئے۔ شرکت کی۔ آپ نے باقاعدہ کچھ نعتیہ قصیدے روایتی انداز میں کہے ہیں۔ چند نعتیہ اشعار ملاحظہ فرمائیے:۔

اے شہِ جن و بشر رشکِ مسیحائے جہاں
تیری آمد سے چمکنے لگی بزمِ امکاں

تیری اُلفت سے ہے توقیرِ عبادت قائم
تیرے دامن سے ہے وابستہ دوعالم کی اماں

تیرے جلووں سے درخشندہ ہے ملّت کا چراغ
تیرے انوار سے ہے محفلِ وحدت تاباں

تیرے انفاس سے روشن ہوئی شمعِ اسلام
تیرے ایثار پہ قائم ہے بنائے ایماں

اے فخرِ بشر کعبۂ دینِ بشریت — تو ہی تو ہے مسجودِ ملائک کی حقیقت
ہر فعل میں، ہر قول میں معصوم مجسم — ہر صورت و انداز میں قرآن کی آیت
کردار میں ہے تکملۂ خُلقِ عظیم — اللہ کی مخلوق میں اللہ کی رحمت
ہونٹوں پہ مچلتی ہوئی شانِ دمِ عیسیٰ — نظروں سے ٹپکتی ہوئی موسیٰ کی جلالت
نطقِ دہنِ پاک پہ ہے مہرِ وحی کی — قرآن ہے خود جس کی صداقت پہ دلالت

تو روح ہے، تو عقل ہے، تو امر ہے تو کُن
واللہ کہ ہے ذات تیری کُلِ مشیت

ظفر خاں نیازی کا ہدیۂ نعت ملاحظہ ہو:۔

جس نے تیری ذات سے ہٹ کر کبھی سوچا نہیں
گردشِ دوراں نے بھی اس کو کبھی ٹوکا نہیں
ایک دُنیا نے تیرے پیغام کو سمجھا نہیں
بے بصیرت کارواں اب تک کہیں ٹھہرا نہیں
تیرا پیغامِ محبت، تیرا پیغامِ حیات
کتنا بدقسمت ہے وہ جس نے ابھی سمجھا نہیں
آنکھ ہے بے نور وہ جس میں نہیں ہیں تیرے خواب
دل وہ پتھر ہے جو تیری یاد میں دھڑکا نہیں
ڈھونڈتی رہ جائے گی چشمِ فلک تجھ سا مگر
پیکرِ رحمت تیرا ثانی تو کیا سایا نہیں
تجھ سے پہلے بھی کئی ابرِ کرم چھائے تو تھے
تیری طرح، ساری دُنیا پر اب کوئی برسا نہیں
بس اسی اک بات پر رکھتا ہوں بخشش کی اُمید
میں نے تیرے نام کو مولا کبھی بیچا نہیں،

Marfat.com

عیاض محمد عیاض

زباں پر جب بھی ذکر احمدِ مختار ہوتا ہے
علاج دردِ قلب عاشق بیمار ہوتا ہے

حوادث سے شکستہ دل نہ اُنکو خوف محشر کا
جنہیں محبوبِ رب ذوالمنن سے پیار ہوتا ہے

نگا لیتے ہیں لو جو احمدِ مختار سے ہمدم
سنا ایسے ہی لوگوں سے خدا کو پیار ہوتا ہے

سلام اے رہبرِ علم و عمل اے سرورِ عالم،
سلام اے صاحب فہم و فراست محسنِ اعظم

سلام اُس پر کہ جس نے مسلکِ حق کو ضیا بخشی
سلام اُس پر کہ جس نے آدمیت کو جلا بخشی

سلام اس پیکرِ صدق و صفا پر نور ایماں پر،
سلام اس کشورِ انوار کے بابِ درخشاں پر

سلام اے مظہرِ وحدت، سلام اے نورِ یزدانی
سلام اے پیکرِ صبر و قناعت نورِ یزدانی

سلام اے موجبِ ارض و سما، اے مالکِ کوثر
سلام اے نورِ سبحانی، سلام اے شافعِ محشر

ملک محمد رمضان بلوچ

درد چمکا رہی ہے تیری یاد
پھول برسا رہی ہے تیری یاد

ہو تصور کہ خواب و بیداری
بار بار آ رہی ہے تیری یاد

Marfat.com

پھر بہ ہنگام قعدہ و قیام
دل کو بہلا رہی ہے تیری یاد

مرحبا یا رسول صلِّ علیٰ
راحت آسا رہی ہے تیری یاد

درد رمضاں ہے لا دوا پایا
درد جسکی دوا رہی ہے تیری یاد

اسم افزا نظر

از عطا شاد

ہیں شہر اماں کی مسافت
ابد ساعتوں کے تعاقب ہیں
ہر گام کی سوچ کا حرف آغاز ہوں
ہست و ناہست کے درمیان فاصلوں میں بصارت کی دیوار گیا
ہے
یہ دیوار کیوں ہے؟
روز و شب کا یہ تلخاب گرد
راہ گزار طلب کے لیئے
ظرف احساس کی آزمائش کا آزار کیوں ہے؟
چار جانب یہ سنگیں حصاروں کے لنگر
میری فرصت زم گزیدہ سے کیا جنبش گل زمیں مانگتے ہیں
ابد ساعتوں کے تعاقب میں قطرہ بہ قطرہ میری دھڑکنیں
کیوں شمارِ طلاطم میں نوحہ کناں ہیں
اس سکوتِ تخ بے سکت میں
میری حیرتِ حال درماندہ کیا ہو جہاتے صدا آزمائے گی

Marfat.com

یہ نشیب آشنا تنگائے وجود
چاکِ ادراک سے کس فرازِ فروزاں کا مژدہ بنے گا
میں عجزِ بصیرت کا سرنقطۂ بے نشاں
ایک انا ساز وسعت فضا میں فقط آب نقشِ مجاز
سوچ کا حرفِ آغاز
ہاں مگر تو اُتارے
میرے دل کی غارِ حرا میں
غرا گاہِ کرب و بلا میں
کوئی اسم افزا نظر، آئینہ معتبر
یہ فصیلِ بصارت
یہ تلخاب گردِ شب و روز
یہ بادبان سپرِ سنگ
بند گدازِ نشاط
آتشِ صوتِ سرد
مہر محرومیِ ذات
ایک تغیر تقدیر بن جائیں
خواب زار مسافت میں عمر آزمائی کی
تعبیر بن جائیں

نور محمد ہمدم ۲۰ فروری ۱۹۲۶ء کو ایک بلوچ قبیلہ ملغانی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۳ء سے کوئٹہ میں اقامت گزیں ہیں۔ غزل، نعت، نظم اور اقبال اور خسرو کے کلام پر خمسے لکھے ہیں۔ ترنم قابلِ داد ہے۔ اُردو اور فارسی دونوں میں کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں۔ آپؐ کا کلام معیاری رسائل و اخبارات میں چھپتا ہے۔ نعتیہ کلام پیشِ خدمت

Marfat.com

ہے :-

تخلیقِ دو عالم پر احسانِ محمدؐ ہے + منصب یہ بہر صورت شایانِ محمدؐ ہے
نذریں لئے پھرتا ہوں کونین کی محفل میں + دل، دل ہے محمدؐ کا، جاں جانِ محمدؐ ہے
مے خانہ محمدؐ کا کیا شے ہے خدا جانے + کونین تو اک جامِ عرفانِ محمدؐ ہے
فرصت ہے کہاں خوفِ خورشیدِ قیامت کی + ہر آن تصوّر میں دامانِ محمدؐ ہے
اعجازِ محمدؐ ہے، ہمدم کا تکلم بھی + سوسن بھی ثنا خوانِ بستانِ محمدؐ ہے

نظر جب بے نیازِ ماسوا معلوم ہوتی ہے
عجب شانِ محمدؐ مصطفیٰؐ معلوم ہوتی ہے
مصیبت میں جب آتا ہے خیالِ ساحلِ رحمت
تو پھر موجِ نفس بھی ناخدا معلوم ہوتی ہے
فضائے دشت و درِ صلّے علیٰ کی دھوم سے ہمدم
سراپا خلد کی آب و ہوا معلوم ہوتی ہے

آمدِ شاہِ دو عالم کا پیام آتا ہے،
عرش کا فرش کی عظمت کو سلام آتا ہے
دیکھئے کب ہو مدینے کا سفر قسمت میں
دیکھئے کب میرے نام اُن کا پیام آتا ہے
وقت پر گنبدِ خضرا کا نظارہ ہو گا،
کہتے ہیں جذبۂ دل وقت پہ کام آتا ہے

عصیاں کا خوف ہے نہ عبادت پہ ناز ہے
اُس ظرفِ بے کنار کی عادت پہ ناز ہے

Marfat.com

پھولوں کو رنگ و روغن و نگہت پہ ناز ہے
ذروں کو آفتابِ رسالت پہ ناز ہے
ذکرِ جمیلِ سرورِ کونین کی قسم
اِس انجمن کو طرزِ عبادت پہ ناز ہے

نعتیہ مسدس (ترجیع بند) کا ایک بند:۔

میرے حصے میں یوں تو سلطانیاں ہیں
نظر میں بظاہر سلیمانیاں ہیں
مگر آنکھ میں گریہ سامانیاں ہیں
شہِ کربلا پہ دُر افشانیاں ہیں
یہ آنسو غمِ دو جہاں کی دوا ہیں
خوشا میرے آقا حبیبِ خُدا ہیں

ہمدم صاحب نے اساتذہ کی بہت سی نعتوں پر تضمینیں بھی کہی ہیں یہاں صرف نمونے کے طور پر حضرت امیر خسرو کی نعت پر تضمین کا آخری بند دیکھئے:۔

ہمہ نورِ ازل موجود اندر لامکاں خسرو
وجودِ ماسوا مفقود اندر لامکاں خسرو
مقابل حامد و محمود اندر لامکاں خسرو
"خدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمدؐ شمعِ محفل بود شب جائیکہ من بودم"

۱۹۴۸ء میں شاعرِ جادو بیان سید جعفر طاہر[1] مرحوم کوئٹہ میں ملازمت

---

[1] بلوچستان میں اُردو، ص ۱۴۰، ۱۶۱، ۴۳۷ تا ۴۳۹۔

Marfat.com

کے سلسلے میں آئے۔ اور تین سال تک پاکستان کے جسور و غیور فرزندوں کے تربیتی مرکز میں ایجوکیشن آفیسر کی حیثیت سے رہے۔

یہاں کینٹوز لکھنے کا آغاز ہوا۔ احمد ندیم قاسمی نے قیام کوئٹہ کے دوران انہیں مبارکباد دی کہ آپ کو اپنا میڈیم مل چکا ہے اور اب صرف مشق اور محنت کی ضرورت ہے۔ بعد میں ان کینٹوز میں بہت سی تبدیلیاں کی گئیں لیکن (نمونہ) وہی رہا۔ آپ کی ڈکشن، نغمگی، بحروں کی دلآویزی اور تشبیہات و استعارات کی دلکشی وہی رہی جس کا شعور آپ کو پہلی بار اسی چمنستانِ رنگ و بو میں ہوا تھا۔

آپ کوئٹے میں مشاعروں کے علاوہ زیادہ تر نجی ادبی محفلوں میں شریک ہوتے رہے۔ آپ نے اپنے ان کینٹوز سے سامعین کو مسحور کیا۔ ان طویل کینٹوز کو حافظے ہی سے پڑھنا غیر معمولی ذہانت کا ثبوت ہے۔ جعفر طاہر اپنے شاہکار "ہفت پیکر" میں آفتابِ رسالت' خاصۂ خاصانِ رُسل کے اُفق عرب پر طلوع ہونے کی صبحِ درخشاں کا یُوں اظہار کرتے ہیں، اندازِ بیان انوکھا، اور دل میں اُتر جانے والا ہے۔

نئی سحر کی تجلیاں ریگ زار بطحا پہ لہلہائیں
دیارِ وحشت کے رہنے والوں پہ رحمتیں کھل کے مسکرائیں
یتیم بچے کے عزم و ایثار نے کیا انقلاب برپا
وہ ظلمتوں کے حصار ٹوٹے گریں فصیلیں ستم کی صدہا
نہ لعل و فیل و فرس، نہ کوس و نفیر و تاج و کلاہ و پرچم
نہ ہم نشیں نہ ہمزبانے نہ رازدارے نہ یار و محرم
وہ بے سہارا کہ جس کی یہ آرزو کہ عالم کو دے سہارا
بلندیوں پہ چمک اُٹھے آدمی کی تقدیر کا ستارا

Marfat.com

شبوں کو اُٹھ اُٹھ کے سوچتا تھا کہ آبروئے بشر بچا لے
اجل گزیدوں کو جس طرح بھی ہو ہر دامِ آفات سے چھڑا لے
یہ آرزوئے محال کوئی بشر کسی چیز کو نہ ترسے
نئے اُفق سے جو ابرِ نیساں اُٹھے تو سارے جہاں پہ برسے

نہ ذلتوں کی سیاہیاں ہیں نہ آفتوں کے زبوں اندھیرے
عرب تو کیا دو جہاں کی آغوش میں اُترنے لگے سویرے
خدا کا دُنیا کی سمت پیغام آخری اور دلنشیں بھی،
یہ ایک آواز جو زمانوں کی ترجمان دہر آفریں بھی

یہ بزم جس میں تمیزِ شاہ و گدا نہیں ما و تو نہیں ہے
یہاں پہ نام و نسب کی اور ملک و قوم کی گفتگو نہیں ہے
یہاں سفید و سیاہ کچھ اس طرح ملے ایک ہو گئے ہیں
وہ قہرمانانِ تلخ پیشہ وہ ننگ دین نیک ہو گئے ہیں

خورشید افروز

مختصر سی آرزو ہے سن لے بطحا کے رسولؐ
میری پیشانی کی زینت ہو ترے کوچے کی دھول
سارا عالم تیرگی کو روشنی کہتا ہے کیوں؟
بھولتی جاتی ہے یہ دُنیا ترے سچے اُصول

خواب و خیال میں مرے احمد ہی بس گئے + ہر صبح میری صبح ہے ہر شام شام ہے
افروز صدقِ دل سے پڑھا جس نے لاالہ + لاریب اُس پہ آتشِ دوزخ حرام ہے

پہنچیں مزارِ پاک پہ چل چل کے سر کے بل + یہ تیرے عاشقوں کی ہے معراج یا مصطفیٰؐ
افروز پر بھی کاش ہو چشمِ کرم کبھی + ہے آپ کے کرم کا یہ محتاج یا مصطفیٰؐ

Marfat.com

حُبِّ دنیا میں جو پھنسا اُس کے لیے + ہیں خسارے ہی خسارے یا محمد مصطفیٰ
ڈوبنا تیری محبت میں مجھے راس آگیا + خود بنے طوفاں کنارے یا محمد مصطفیٰ

قاضی محمد عالم ضمیر

معراج کی شب جب بحرِ خلا حضرت کے لیئے پایاب ہُوا
ہر ذرّۂ خاکِ پا ان کا رشکِ خورِ عالم تاب ہُوا
اے جانِ دو عالم مجھ کو بھی ہو اذنِ مدینہ بہرِ خدا
دل ہجر میں پارہ پارہ ہُوا ہر قطرۂ خوں سیماب ہُوا
پھر زیست میں ماہِ صیام آیا، ہو مومنو لاکھ مبارک پھر
دوزخ کا ہوا ہر در بستہ اور جنت کا وا باب ہُوا

قسمت ہو مری دیکھنا دربارِ مدینہ + رحمت کی نظر کیجیے سرکارِ مدینہ
وہ کور بھلی دیدۂ بینا کی بجائے + جو آنکھ نہ ہو تشنۂ دیدارِ مدینہ
یہ کعبہ تو پہلے سے ہے اب عشقِ نبی میں + ہے اس پہ اساسِ در و دیوارِ مدینہ
جچتا ہی نہیں پھر آنکھوں میں خلد کا نقشہ + جب دیکھتا ہوں وادی و کہسارِ مدینہ
کیوں نارِ جہنم سے ضمیر آئے اسے خوف + حاصل ہو جسے سایہ دیوارِ مدینہ

سعید گوھر

ناامیدی کے بھنور میں گھر گئی کشتی مری + پار کر دے پار کر دے یا محمد مصطفیٰ
بے سہارا ہوں سہارے کی ضرورت ہے مجھے + اپنا سایہ مجھ پہ کر دے یا محمد مصطفیٰ
سینۂ خارا بھی ہو جاتا ہے جس سے چاک چاک + گفتگو میں وہ اثر دے یا محمد مصطفیٰ
التجائے گوھرِ ناچیز سن لے غور سے + شام میری صبح کر دے یا محمد مصطفیٰ

تو محمد مصطفیٰ صلِّ علیٰ + تو ہی احمد مجتبیٰ، نورِ خدا
رحمت اللعالمین تیرا لقب + تو ہی مشکل میں غریبوں کا سبب

Marfat.com

ساری دُنیا پر ترا ہی راج ہے + تیرے در کا شاہ بھی محتاج ہے
تجھ سے ہے قائم نظامِ بحر و بر + تیرا ہی اعجاز ہے شق القمر

سرور سودائی

متاعِ لوح و قلم کے امیں محمدؐ ہیں + مکاں ہے عرش تو اُسکے مکیں محمدؐ ہیں
ہر اک جمالِ عبادت فقط اُنہی سے ہے + نگارِ ہستی روئے زمیں محمدؐ ہیں
یہ اوج آدمِ خاکی اُسی نظر سے ہے + وگرنہ ہم ہیں کہیں اور کہیں محمدؐ ہیں
وہیں ٹھہر کے نظر کو سکوں ملا سرورؔ + اگر وجود ہے دُنیا، جبیں محمدؐ ہیں

تو شفیع المذنبین ہے، رحمت للعالمیں + تو ہی دُنیا تو ہی دیں ہے، رحمت للعالمیں
باعثِ تخلیقِ عرش و فرش ہے تیری ہی ذات + فخرِ ہر دو عالمیں ہے، رحمت للعالمیں
تو بظاہر خاتمِ رسمِ نبوت ہے مگر + درحقیقت اولیں ہے، رحمت للعالمیں
مسجدِ اقصیٰ سے لیکر، گنبدِ خضرا تلک + تو ہی جلوہ آفریں ہے، رحمت للعالمیں
بے نوا سرورؔ کی خاطر سرفرازی کا سبب + سرورؔ دُنیا و دیں ہے، رحمت للعالمیں

ربّ نواز مائل

مثلِ جہانِ مہر ہیں اطوارِ محمدؐ + ہر آنکھ میں اُنہی سے ہیں انوارِ محمدؐ
رنگوں کے دائرے میں یہاں جو بھی چیز ہے + گنوائے خود کو پرتوِ اظہارِ محمدؐ
ہاں بے خبر ہمیں ہیں تو کسکا قصور ہے + ہر شے یہاں ہے جزوِ صد اسرارِ محمدؐ
پل پل اُٹھیں حجاب تماشائے راز کے + یوں بھی عجیب حسن ہیں افکارِ محمدؐ
وقعت ہزار لفظ کی بڑھ جائے کیا سے کیا + ہاں سامنے جو ہو وہی گفتارِ محمدؐ

بلوچستان میں نعتیہ شاعری کا تذکرہ مکمل نہ ہو گا اگر چودھری فضل حق کا ذکر نہ کیا جائے۔ آپ کوئٹہ میں انسپکٹر جنرل پولیس رہے ہیں۔ اور آپ کی نعتوں کا ایک مجموعہ فیروز سنز نے شائع کیا ہے۔ پتہ چلا ہے کہ وہ صرف نعت کہتے ہیں۔ ایک نعت پیشِ خدمت ہے:۔

Marfat.com

کھلے گا دل کا ویرانہ صبا یثرب سے آئی ہے،
سحابِ ملتفت لے کر ہوا یثرب سے آئی ہے،

فدایانِ رسالت کو غمِ دوراں نہیں زیبا
غلامانِ حرم کو یہ ندا یثرب سے آئی ہے

سکوتِ مضطرب سے ہم نشین طعنہ نہ دے ہم کو
مرے واماندہ دل کی یہ ادا یثرب سے آئی ہے

نظر سے مانگنا، دل سے سمجھنا، لب کو سی لینا
یہ آساں طرح عرضِ مدعا یثرب سے آئی ہے

چمکتا ہے فزوں ہو کہ خزاں میں برگِ تر اس کا
گلِ ایماں کی رخشندہ قبا یثرب سے آئی ہے

خیال سرورِ دیں میں مجھے ایسا لگا اکثر
کہ دل کے سازِ پیہم کی صدا یثرب سے آئی ہے

عبث ہے منتِ نالہ، وہ دانا ہیں وہ بینا ہیں
بشارت یہ مجھے جذبِ نوا یثرب سے آئی ہے

ماہر افغانی

گو سایۂ طوبیٰ بھی بڑی چیز ہے لیکن + ہے اور ہی شے سایۂ دیوار محمدؐ
قندیل میں تاروں کی سرپردۂ افلاک + ہے حسن فشاں جلوۂ انوار محمدؐ
اللہ نے پیدا کیے جتنے بھی پیمبرؑ + ایک ایک ہے آئینۂ افکار محمدؐ

محبوبؐ کبریا کا + مطلوبؐ وہ خدا کا
وہ آخری پیمبرؐ + یاسین اور مدثرؐ
ہر چند فرش پر تھا + لیکن وہ عرش پر تھا
وہ جو حرا سے نکلا + اور بحر و بر پہ چھایا

Marfat.com

جس نے کہ حق کا نعرہ + کونین میں لگایا
ماہر مقام اُس کا + اس کے سوا کہوں کیا
صلِ علیٰ محمدؐ + نورِ خدا محمدؐ

حافظ محمد ابراہیم جو ایک مدت تک کوئٹہ شہر کی علمی و ادبی محفلوں کی جان رہے ہیں۔ ۱۹۱۰ء سے کوئٹہ میں مقیم ہیں۔ ممتاز شاعر رضا علی وحشت سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ کم و بیش تمام اصناف میں کہتے ہیں۔ اس وقت ۸۴ سال کی عمر ہے۔ اُن کا سب سے بڑا کارنامہ قرآنِ پاک کا منظوم ترجمہ ہے۔ جو ۱۷ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ نعت گوئی میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر یہ نعت ملاحظہ کیجئے :-

خوں ہو کے جگر بہتا ہے جب دیدۂ تر سے + منزل کا پتہ پاتا ہوں دیوار سے در سے
اور دل کی نظر سے
جاتا ہوں میں اُس کعبۂ دارین کے در پر + رحمت کی گھٹا جسکے اشارے ہی سے برسے
بس ایک نظر سے
جس نورِ ضیا پاش ضیا ریز نے دی ہے + تسکین کہ گنہگار شفاعت کو نہ ترسے
رسوائی کے ڈر سے
اے ابرِ گہر بار و گہر ریز و گہر پاش + ویرانہ دل پر یہ گھٹا جھوم کے برسے
رحمت کی نظر سے
کاش آئے صدا یہ بھی کہ حافظ کو بلا لو + کیوں سر کو پٹکتا ہے یہ دیوار سے در سے
اور دورِ نظر سے

Marfat.com

میر عطا محمد خاںؔ[۱] بلوچستانی علاقہ سبی کی ایک بستی ولہاری خاں میں ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم حاجی ولہاری خاں ضلع سبی کے ایک معزز زمیندار مرغزانی قبیلے سے متعلق تھے۔ آپ نے پہلے عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ بعد میں سکول کی تعلیم سے بہرہ ور ہو کر گورنمنٹ سروس اختیار کی۔ ۱۹۲۹ء میں ای۔ اے سی (فرسٹ کلاس مجسٹریٹ) کے عہدہ سے بغیر پنشن لئے مستعفی ہوگئے۔ طبیعت میں تبدیلی کی وجہ مثنوی مولانا رُومی کا پُر زور مُطالعہ تھا۔

آپ کے اپنے خیال کے مُطابق آپ نے اپنی زندگی کا پہلا دور (بچپن سے لے کر ۱۹۲۵ء تک) جہالت، ظلمت اور کلوروفام کے نشے کے عالم میں گزارا۔ دوسرا دور (۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۹ء) ان کے الفاظ میں "خواب و بیداری، غفلت و ہوشیاری، علم و جہل کے مُتضاد عناصر کا مجموعہ بنا رہا"۔ تیسرا دَور ۱۹۴۹ء سے شروع ہوا۔ اسی اثنا میں آپ حج بیت اللہ شریف کی زیارت سے مُستفیض ہوئے اور آئندہ زندگی کو علم و عمل میں صَرف کرنے کی ٹھان لی۔ آپ نے یکم جولائی ۱۹۵۸ء کو وفات پائی۔

میر عطا محمد مرغزانی آزادی و حریت کے پروانے تھے۔ انہوں نے اہلِ بلوچستان کی دامے درمے سخنے خدمت کی۔ انگریزوں سے برسرِ پیکار رہے۔ صحافت کو خدمت کا ذریعہ بنایا۔ سبّی سے 'الحق' اور 'کلمۃ الحق' جاری کیے۔ انگریزی استبداد نے 'الحق' کو بند کرایا۔ اور پریس بھی ضبط ہُوا۔ جُرم صِرف حق گوئی تھا۔ 'کلمۃُ الحق' آپ کی وفات تک جاری رہا۔

---

[۱]۔ الیم، مستونگ، ۱۷ اگست ۱۹۶۶ء ص ۲۲۔
نفسیات عادات انسانی ص ۶ تا ۹۔

تحریکِ پاکستان کے سلسلے میں بھی آپ نے گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ میر عطا محمد خاں جہاں ایک اچھے صحافی تھے، وہاں قابلِ قدر مصنف بھی تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں تین کتابیں تحریر کیں، دو (۱۔ نفسیات عادت انسانی"۔ مطبوعہ اسلامیہ پریس کوئٹہ قیمت پانچ روپے، کتاب اٹھارہ ابواب اور ۴۴۸ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ ۲۔ "ملازم" ضخامت ۳۸۲ صفحات، ملنے کا پتہ: بنگلہ ولہاری خاں، سبتی) طباعت کے زیور سے آراستہ ہوئیں۔ تیسری "علمائے ربانی" پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکی کیونکہ میر صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے۔

"نفسیات عادات انسانی" امام احمد غزالی اور مولانا جلال الدین رُومی کے افکار، اخلاق اور فلسفۂ حیات پر مشتمل ہے۔ اس اعتبار سے کتاب نفسیاتی کم اور اخلاقی زیادہ ہے۔ مؤلف مذہب سے والہانہ عشق رکھتا ہے۔ وہ نئی پود کی جنسی اور تصوراتی بے راہ روی کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس کے نزدیک قوم کی فلاح و نجات اسی میں ہے کہ وہ مغربی مفکرین کے مادی اور جنسی نظریات کی اُلجھنوں سے نکل کر دینِ فطرت (اسلام) کی طرف لوٹ آئے۔ نوعِ انسانی کے مرض کا علاج فرائیڈ کے فلسفۂ جنسیت، ڈارون اور ہربرٹ اسپنسر کے نظریات ارتقائے حیات انسانی میں نہیں بلکہ اسلام کے فلسفۂ روحانیت میں ہے نئی پاکستانی نسل کو اعمال و کردار کے ایک نئے سانچے میں ڈھالنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ غیروں کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہ سکے اور وہ سانچہ تعلیماتِ قرآنی کا احیاء ہے۔ اس مقصد کے لئے اسلام کی اجتماعی اور معاشرتی زندگی کے موٹے موٹے اصولوں کی وضاحت جابجا احادیثِ نبوی سے کی گئی ہے۔ ساتھ ہی اُن کا صاف اور شستہ ترجمہ موجود ہے۔

Marfat.com

دو سو چھیاسی عنوانات کے تحت مختلف نفسیاتی، اخلاقی، قومی اور معاشرتی مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ بعض مسائل پر میر عطا محمد کی دقتِ نظر قابلِ ستائش ہے۔ اور اندازِ تحریر نہایت مؤثر اور سلجھا ہوا، زبان سہل شستہ و رفتہ ہے۔ والدین، اساتذہ اور عام پڑھے لکھے بالغ قاری کے لیئے خاصے کی چیز ہے۔ اصلاح عادات اور تشکیل کردار کے لیئے کارآمد ہے مجموعی طور پر کتاب کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

عطا محمد خان مرغزانی نے اپنی دوسری کتاب "مُلاازم" میں علمائے سُو کے خلاف ایک بیباک مصلح کی حیثیت سے آواز اُٹھائی ہے اور ایک دردمند مُعالج کی طرح بے دریغ ہو کر معاشرے کے ناسور کو نیز نشتر کے ذریعے چیرنے اور فاسد مواد کو خارج کرنے کی جسارت کی ہے علماء سو سے ہمدردانہ اپیل کی گئی ہے کہ وہ ان باتوں کے خلاف محاذ قائم کرنے کی بجائے فراخ دلانہ رویہ اختیار کریں اور ٹھنڈے دل سے اپنی کوتاہیوں پر غور و خوض کر کے قوم کو قعرِ مذلت میں گرنے سے بچائیں کیونکہ علماء کی اصلاح مقتدیوں کی اصلاح ہے اور مُقتدیوں کی اصلاح کا راز قوم و ملت کی اصلاح میں مضمر ہے۔ مُصنف کن لوگوں کی اصلاح چاہتا ہے خود اُن کی زبان سُنیئے:۔

"مجھے خود علماء کی ذات سے کوئی بیر نہیں ہے بلکہ مجھے اگر بیر ہے تو ہے:۔

ا۔ دھڑے بندیوں سے۔ شیعہ سُنی کے اندر خلیج افتراق وسیع کرنے سے۔

ب۔ تحریف اور تاویل سے۔

ج۔ مکر و دجل اور حیلہ جوئی سے۔

د۔ رسمی جدل اور مناظروں سے۔

Marfat.com

ہ۔ روایتی زر طلبی اور زر پرستی سے۔

و۔ نمایشی وعظ و نصیحت سے۔ فرضی رونے رلانے سے۔

ی۔ انگریز پرستی اور جاسوسیت سے۔ ورنہ مجھے ایک اچھے مُلا اور مولوی سے کیوں کر بیر ہو سکتا ہے"

مولانا عبدالکریم[۵۱] خلف الرشید مولانا حافظ شیخ احمد ۶ر جنوری ۱۹۰۶ء کو ڈیرہ غازی خاں کے مشہور مزاری قبیلے کے شہر روجھان میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد محترم اپنے عہد کے ممتاز عالمِ دین اور دینی رہنما تھے وہ حضرت غلام فریدؒ (۱۲۶۱ھ / ۱۸۴۵ء ــــ ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء) کے مقربین خاص میں سے تھے۔ اور انہی کے حکم پر روجھان کی جہالت گرفت اور پسماندہ فضا میں علم و دانش کے چراغ فروزاں کرنے پہنچے تھے۔ انہوں نے ایک عرصہ تک اس خطّے کو اپنی روشنیٔ طبع سے سرفراز فرمایا۔

مولانا عبدالکریم نے اپنے والد ماجد ہی سے کسب فیض کیا اور پھر جدید علوم کی تکمیل کے بعد پہلے روجھان میں پھر سرگودھا ڈویژن میں علم کی خدمت میں مگن رہے۔ نواب اسداللہ خاں رئیسانی مولانا مرحوم کی علمی لیاقت اور معلمانہ صلاحیت کے معترف ہو کر انہیں بلوچستان لے آئے نواب غوث بخش رئیسانی کی ابتدائی تعلیم و تربیت مولانا عبدالکریم مرحوم ہی کی آغوش شفقت میں ہوئی۔ مستونگ میں خان قلات نے ان کی سربراہی میں ایک دارُالعلوم قائم کیا۔ جہاں انہوں نے ناظمِ اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

بعد ازاں نواب قیصر خاں مگسی انہیں اپنے ہمراہ جھل لے گئے۔ اور مگسی قبیلے کے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا فریضہ ان کے سپرد کیا۔ چنانچہ

۵۱۔ روزنامہ میزان، کوئٹہ، ۱۹ فروری ۱۹۷۵ء، ۱۹ فروری ۱۹۷۷ء۔

Marfat.com

ان کے شاگردوں میں نواب یوسف علی عزیز مگسی اور میر سیف اللہ خان مگسی جیسی ممتاز شخصیات شامل تھیں۔

جب جھل بن نواب یوسف علی عزیز کا دور دورہ ہوا تو انہوں نے "جامعہ یوسفیہ" کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے مولانا عبدالکریم کا بھرپور تعاون حاصل کیا۔ جنہوں نے جامعہ کا نصاب تیار کیا۔ (تفصیلات یوسف عزیز کے ذکر میں ملاحظہ کیجئے)۔ اور خوب زور شور سے علمی و ادبی خدمات کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ انہیں ناظم جامعہ کہا جاتا تھا۔

یوسف عزیز جھل سے دور رہنے کے بعد بھی مولانا عبدالکریم سے خط و کتابت کرتے رہے۔ وہ خطوط مکاتیب یوسف عزیز مگسی (لاہور، ۱۹۷۸ء) میں صفحہ ۱۰۵ تا ۱۱۵ پر ملاحظہ کیئے جا سکتے ہیں۔

مولانا عبدالکریم نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ بلوچستان مسلم لیگ نے ۲۹ ستمبر ۱۹۳۹ء کو ایک ہفتہ وار اخبار "الاسلام" کے نام سے مولانا محترم کی ادارت ہی میں جاری کیا۔ اس کا موٹو تھا:-

خُدا و مصطفیٰ کا نام لے اور کام کرتا جا،
مبارک ہے یہ خدمت، خدمتِ اسلام کرتا جا

مولانا عبدالکریم تنہا ایک مدیر کی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ "الاسلام" کے اکثر اداریئے اور مضامین وہ بلوچستان کے طول و عرض کے دَوروں کے دوران لکھا کرتے تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی، نواب بہادر یار جنگ، مولانا ظفر علی خاں اور قائد ملت آزادی سے قبل جب بھی اس خطے کے دورے پر آئے تو مولانا اُن کے ساتھ رہے۔ بلکہ ہر مقام اور ہر خطے میں مولانا کی تقاریر نے عوام کو متاثر کیا۔ اُن کا تقریر کا انداز، منفرد، دلکش اور متاثر کُن تھا۔ آپ اکثر سیرت النبیؐ اور دیگر دینی و مذہبی جلسوں سے

Marfat.com

بھی خطاب فرمایا کرتے تھے۔

انہوں نے ۱۹۴۷ء میں اپنا علیحدہ پرچہ ہفتہ وار "میزان" جاری کر لیا تھا۔ جس سے وہ تادم مرگ (۱۹۶۹ء) منسلک رہے۔

مولانا عبدالکریم کی ایک کتاب "دین و دُنیا" ہے جو ابھی تک زیورِ طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی۔ یہ کتاب مولانائے موصوف کی اُن چالیس تقریروں کا مجموعہ ہے۔ جو انہوں نے کوئٹہ میں ریڈیو سٹیشن کے قیام کے آغاز یعنی ۱۹۵۹ء سے لے کر ۶۷ ـ ۱۹۶۶ء تک مختلف اوقات میں نشر کیں۔ ان میں سے بعض کے عنوانات یہ ہیں :۔

حضُور نبی کریمؐ منتظم کی حیثیت سے۔ اخلاقِ نبویؐ۔ سادگی اور بے تکلفی کا پہلو۔ع سبق ملا ہے یہ معراجِ مُصطفٰی سے مجھے۔

عید میلاد النبیؐ، حضورؐ کی مقدس زندگی مسلسل جہاد رہی، حضور کریمؐ کی عید، شب معراج کی اہمیت، حضور پاکؐ کی حیاتِ طیّبہ، اخلاقِ نبویؐ ، (عدل و انصاف) وغیرہ۔

اندازِ نگارش شستہ، توانا اور دلپذیر ہے۔

"دین و دُنیا" کا دیباچہ کے جی علی سابق ڈائرکٹر ریڈیو پاکستان کوئٹہ نے لکھا ہے۔ جبکہ 'نذرانہ عقیدت' کے عنوان سے عبدالصمد درانی اور " بلوچستان میں تحریکِ پاکستان کا پہلا نقیب" کے تحت فضل احمد غازی نے خامہ فرسائی کی ہے۔

محمد اقبال سلمان ۱۰ مئی ۱۹۱۴ء کو ضلع گجرات کے دور اُفتادہ گاؤں میں پیدا ہوئے۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد تحریک سیرت سے وابستہ ہوئے اور ۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۵ء اخبار "ایمان" کے اسسٹنٹ ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا۔ اس کے بعد امرتسر کے مشہور دینی رسالے "بلاغ" سے وابستہ ہوئے۔ وہیں تفسیر، حدیث اور فقہ کا مُطالعہ کیا۔

Marfat.com

قیامِ پاکستان کے بعد کوئٹہ آگئے۔ پہلے محکمہ نشر و اشاعت سے متعلق رہے۔ اب روزنامہ "زمانہ" کوئٹہ سے منسلک ہیں۔

آپ کی دو کتابیں (آدابِ زندگی: ناشر مکتبۂ جدید لاہور، ضخامت ۳۰۸ صفحات، سالِ اشاعت ۱۹۶۲ء۔ نفسیات سب کے لئے: ناشر مکتبۂ جدید لاہور، ضخامت ۱۲۳ صفحات، سالِ اشاعت ۱۹۶۵ء) چھپ چکی ہیں۔ آپ حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم کی حیاتِ طیبہ سے برمحل مثالیں دیتے ہیں۔

آپ کے مضامین دینی و مذہبی رسالہ "فیض الاسلام" راولپنڈی میں بھی چھپتے رہتے ہیں۔ آج کل اپنے مضامین کو "خصائص نبویؐ" کے نام سے مرتب کر رہے ہیں۔

فقیر بخش بگٹیؒ فرزند میر علی مراد خاں قبیلہ راہیجہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۹ء کو ڈیرہ بگٹی میں پیدا ہوئے۔ قریباً تیس سال سے قرآنِ مجید اور اسلامی لٹریچر کے مطالعے میں مصروف ہیں۔ آپ کے مضامین ملک کے ممتاز اخبارات اور رسائل میں چھپتے رہتے ہیں۔ "اسلام کا معاشی نظام" آپ کا ایک طویل اور مبسوط مقالہ ہے۔ اُس کے آخر میں "ساحل تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے" کے تحت لکھتے ہیں:۔

"مال اگر دینی حدود کے اندر ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہ باعث خیر ہوگا۔ اس سے دنیا و آخرت دونوں ہی سدھر جائیں گے اور اگر دل کے تمام گوشوں میں مال ہی کی محبت سما جائے تو یوں سمجھو کہ دریا کا پانی کشتی کے اندر آگیا جو اسے لے ڈوبنے گا حالانکہ یہی پانی اگر کشتی کے نیچے رہتا تو اہل کشتی کو ساحل تک پہنچانے میں بہترین معاون ہوتا۔" آپ اُردو میں شعر بھی کہتے ہیں۔ اور مسلم تخلص فرماتے ہیں غیر مطبوعہ مجموعہ کا نام "ندائے ہاتف" ہے ایک شعر یہ ہے:۔

مسلمانی؟ مسلمانی ہے تقلید محمدؐ بس،
وگرنہ سب ہے بولہبی! کوئی ہوتا نہیں مُسلم

دین محمد افغانی ۱۹۱۹ء میں[1] بمقام پشین پیدا ہوئے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد جامعہ ملیہ دہلی میں ایک سال تک طبّی تعلیم حاصل کی۔ بعد میں علمِ حدیث و تفسیر سے بہرہ ور ہوئے۔ وہ نثر نگار، شاعر، صحافی، ڈرامہ نویس، مبلّغ، مؤرخ، ریڈیو آرٹسٹ اور مذہب کے پرچارک ہیں۔ پشتو اور اُردو میں لکھتے ہیں۔ آپ کی نظمیں اور مضامین جمہور الاسلام، اباسین اور اولس پشتو میں چھپتے رہے ہیں۔ آپ نے اُردو میں دو ضخیم کتابیں "ملی آئین" اور "تجدید الاسلام" تالیف کیں جو بالترتیب ۳۵۲ اور ۵۱۲ صفحات پر مشتمل ہیں۔ ان میں قرآن و سنت اور تاریخِ اِسلام کی روشنی میں مسلمانوں کی تمام سیاسی، معاشی، معاشرتی، علاقائی اور مذہبی مسائل کا حل پیش کیا ہے۔

"تجدید الاِسلام" (مطبوعہ پاکستان پریس کوئٹہ، سن اشاعت ۱۹۵۷ء قیمت ساڑھے پانچ روپے) کے مقصد کو ظاہر کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے:۔

"عہد بنو اُمیہ سے لے کر آج تک مسلمان جن جن مقامات پر "قرآنی صراطِ مستقیم" سے پھسل کر خود ساختہ طور طریقوں پر گامزن ہو گئے ہیں وہ انہیں صاف صاف بتلا دئے جائیں اور پھر اُن کے سامنے وہ لائحہ عمل بھی رکھ دیا جائے جس پر چل کر قرنِ اوّل (عہدِ رسالت مآبؐ) کے صحیح اسلام پر گامزن ہو سکیں۔"

---

[1] بلوچستان میں اُردو، ص ۵۶۰۔
روزنامہ مشرق، کوئٹہ، ۲۸ جون ۱۹۸۰ء۔

Marfat.com

(ڈاکٹر) محمد انعام الحق کوثر[1] خلف الرشید میاں محمد مقبول ۱۹۳۱ء میں کنیاں کلاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر (مشرقی پنجاب۔ ھند) میں پیدا ہوئے۔ علمی و دینی گھرانے سے تعلق ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد کوئٹہ میں رہائش اختیار کی۔ کوئٹہ میں بیٹھ کر پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے تحقیقی کام کیا اور ڈگری حاصل کی۔ محکمہ تعلیم سے متعلق ہیں۔ بیس کتابیں چھپ چکی ہیں۔ فارسی اور انگریزی کے علاوہ اُردو میں خاصے مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ بلوچی، براہوئی اور پشتو میں ترجمے چھپتے ہیں۔ قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہتے ہیں۔ بین الاقوامی اُدبا کی ڈائری (مطبوعہ انگلینڈ اور امریکہ) میں بھی اُن کا ذکر موجود ہے۔ زمانہ طالب علمی سے لے کر اب تک متعدد علمی و ادبی انجمنوں سے آپ کا تعلق رہا ہے۔ اسلام اور حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق موجودہ کتاب کے علاوہ یہ مضامین اور کُتب شائع ہو چکی ہیں:۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت بحیثیت تاجر۔ جوئے کوثر، لاہور، ۱۹۷۹ء
ضیائے حرم، لاہور، ۱۹۷۹ء
پاک جمہوریت، لاہور، ۱۹۷۹ء

۲۔ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔ جوئے کوثر، لاہور، ۱۹۷۹ء

۳۔ براہوئی اور بلوچی شعرا اور ذکر رسول صلعم۔ سیارہ ڈائجسٹ لاہور، فروری ۱۹۸۰ء۔

۴۔ بلوچستان میں اسلام کی لہریں۔ اُردو ڈائجسٹ، لاہور،

---

[1] ۔ بلوچستان میں اُردو، ص ۴۰۸۔

بلوچستان کے ممتاز محقق اور ادیب ڈاکٹر انعام الحق کوثر، محمد صلاح الدین مینگل، روزنامہ مشرق، کوئٹہ، ۲۸ جون ۱۹۸۰ء۔

Marfat.com

جون ۱۹۷۹ء

۵۔ بلوچستان میں اشاعتِ اسلام وادبیات سیرت، فکرونظر۔ | اسلام آباد فروری ۱۹۸۰ء۔

۶۔ مسلمانوں کا فنون میں حصّہ، تعمیر۔ نقاشی مشرق کوئٹہ۔ | ۲۳، اپریل، ۱۹۷۸ء ۷، مئی، ۱۹۷۸ء

۷۔ بلوچستان میں اسلام۔ | اُردو ڈائجسٹ، لاہور، مئی، ۱۹۸۰ء۔

۸۔ پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں۔ | نیکی کی کلیاں، کوئٹہ ۱۹۷۷ء

۹۔ خطا کار سے درگزر کرنے والا۔ | سیارہ ڈائجسٹ، لاہور، جنوری ۱۹۸۱ء۔

۱۰۔ اشاعتِ علم۔ | چودہ صدیاں نمبر سیّارہ ڈائجسٹ، فروری، مارچ ۱۹۸۱ء۔

۱۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان بلوچستان میں۔ | قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد، جنوری ۱۹۸۱ء

۱۲۔ تذکرۂ سیرت بلوچستان میں۔ | قومی سیرت کانفرنس لاہور فروری ۱۹۷۹ء۔

۱۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ (عفو)۔ | قومی سیرت کانفرنس لاہور جنوری ۱۹۸۰ء۔

۱۴۔ اسلام کا عالمی کردار۔ | مسلمان مفکرین کی عالمی کانفرنس، اسلام آباد، مارچ ۱۹۸۱ء

۱۵۔ بلوچستان میں اُردو کے نعت گو شعرا۔ | پشاور یونیورسٹی اکتوبر ۱۹۸۱ء

۱۶۔ تذکرہ صوفیائے بلوچستان ، لاہور ۱۹۷۶ء ۔

اسلام پہلی صدی ہجری میں (زیر طبع)

ڈاکٹر کوثر کی کوئٹہ ریڈیو سے اپریل تا جون ۱۹۸۱ء کے درمیان چھ تقریریں بلوچستان میں اُردو، فارسی، بلوچی، براہوئی اور پشتو کی نعتیہ شاعری پر نشر ہوئیں ۔

Marfat.com

باب ہفتم

بلوچستان میں نعتیہ مشاعرے

عیدِ میلادُالنبی کی تقریبات، اخبارات و رسائل کے سیرت نمبر، ریڈیو، ٹی وی پروگرام۔

وزیر زادہ عبدالاحد خاں نے ۱۹۳۹ء میں صنعتی نمائش کوئٹہ کے آل انڈیا مشاعرے کی افتتاحی تقریر[1] میں فرمایا تھا:

"بلوچستان میں فارسی ادب کا کافی دیر چرچا رہا ہے۔ وقتاً فوقتاً قابل ہستیاں پیدا ہوتی رہیں۔ انگریزوں کے یہاں آنے سے اُردو کا رواج ہُوا، عدالتی زبان اُردو قرار پائی، شمالی ہندوستان کے صاحبِ ذوق حضرات ملازمتوں کے سلسلے میں یہاں آئے۔ انہوں نے یہ بات فراموش نہ کی کہ ترقیٔ ادب بھی جزو ہے ترقی کا ــــــ چنانچہ بزم سخن قائم ہوئی۔ اس سلسلے میں مرحوم سردار محمد یُوسف خان کا نام لینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے بلوچستان میں مُشاعروں کی بُنیاد ڈالی، بزمِ ادب قائم کی۔ ایک رسالہ نکالا۔ جس میں شعراء کے اشعار ہوتے تھے۔"

---

[1] ۔ پاسبان، کوئٹہ، ۶ جولائی ۱۹۳۹ء۔

Marfat.com

نثار احمد محشر اپنے مضمون "بلوچستان کی قدیم و جدید ادبی شخصیتیں" میں لکھتے ہیں: "سردار محمد یوسف خاں یوسف ادبی حیثیت[4] سے "السابقون الاولون" کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ ان کی مخلصانہ تگ و دو پر بلوچستانیوں کو فخر کرنا چاہیئے۔"

غرض بلوچستان میں ۱۹۱۱ء کے لگ بھگ لورالائی میں مشاعروں کا آغاز ہوا۔ ان مشاعروں میں شرکت کرنے والوں کے نام یہ ہیں:-

سردار محمد یوسف خاں یوسفزئی، مولوی عبدالحنان احقر، عنایت اللہ خاں ایاغ، خان بہادر نبی بخش خاں اسد، چراغ الدین چراغ، محمود خاں محمود، نانک سنگھ نانک، فتح چند نسیم، عابد شاہ عابد، عنایت علی عنایت، ہرکرن داس ہرکرن، پنڈت جیون سنگھ مسکین، سردار غازی خاں، شیخ محمد عبدالحق وغیرہ۔

۷ جون ۱۹۱۵ء کو لورالائی میں مشاعرہ منعقد ہوا تھا۔[۵۲] جس[4] کے سیکرٹری سردار محمد یوسف خاں یوسف تھے۔ مصرع طرح تھا:

وہ شبنم ہوں پہنچ سکتا نہیں دیوارِ گلشن تک

اُس مشاعرہ میں بعض شعرا نے نعتیہ اشعار بھی پڑھے تھے جیسے:

۱۔ مولوی عبدالحنان احقر عرائض نویس درجۂ اول لورالائی:-

تمنا ہے کروں میں صاف گلیاں اپنی پلکوں سے
شہِ یثرب! اگر پہنچائے قسمت تیرے مسکن تک

۲۔ بابو عنایت اللہ خاں ایاغ، میرِ مشاعرہ اسسٹنٹ اکونٹنٹ[4] دفتر

۵۱۔ پاسبان، کوئٹہ، ۶ جولائی ۱۹۳۹ء۔

۵۲۔ قندیل خیال، دھلی، ۱۹۱۶ء صفحات ۳ تا ۱۸۔ اس میں بلوچستان بھر کے شعرا شامل ہوئے تھے۔

ضلع لورالائی۔

بس اب لے چل اُڑا لے چل درِ محبوبِ ذوالمنن تک
صبا تیری رسائی ہے ضرور اُس گل کے مسکن تک
بہ پیش حق کسی نے تو پسارے ہاتھ ہی ہونگے
تمہارے واسطے میں نے تو پھیلایا ہے دامن تک
ایاغ راوقِ عرفاں ہوں مجھ کو گنبدِ نیلی
سرورِ کیف میں لے چل اُسی بے خار گلشن تک

۳۔ جناب نبی بخش خاں اسد، نائب تحصیلدار لورالائی۔

رسائی ہو کہیں یا رب شہِ یثربؐ کے مدفن تک
کہ گلخن سا، جُدائی سے، ہوا جاتا ہے گلشن تک

۴۔ سردار محمد یوسف خاں پوپلزئی یوسف تحصیلدار لورالائی۔

شفیع المذنبین ہے رحمۃ للعالمینؐ ہے تو
میں چھوڑوں کسطرح داماں ترا محشر کے دامن تک

عابد بلوچستانی نے اپنا ایک مختصر سا مجموعۂ کلام "گلزارِ عابد" کے نام سے ماہ ذالحجہ ۱۳۳۳ھ مطابق ماہِ اکتوبر ۱۹۱۵ء میں مطبع قاسمی واقع دیوبند سے چھپوایا تھا۔ اس کے کل صفحات ۴۸ ہیں۔ سید عابد شاہ نے کہا تھا۔

محمدؐ شافع ہے روزِ حشر کا + محمدؐ شافع ہے سب عاصیوں کا
محمدؐ شافع ہے روزِ حشر کا + محمدؐ ہے دوا ہر دردِ دلؐ کا
میں عابد ہوں غلام ہر چار سرورؐ کا
ابا بکرؓ کا عمرؓ کا عثمانؓ کا علیؓ کا

بارگاہِ ایزدی میں دُعا گو ہیں:۔

یاالٰہی وائی ہر دو سرا کے واسطے
فضل کر مجھ پر محمدؐ مصطفیٰؐ کے واسطے

Marfat.com

غالبم کرہ بر حسوداں، زیر اُن کو کر دکھا
خواجہ کو نین احمد مجتبیٰؐ کے واسطے
عابدِ مسکین پہ تو رحم کر میرے رحیم
رزق و ایماں کر عطا سب انبیاءؑ کے واسطے

محمد صادق شاذ بلوچستان کے مشہور و معروف شاعر اور ادیب (آپ نے یہاں علمی و ادبی سرگرمیوں کو عام کرنے کے لئے بڑی تگ و دو کی تھی) نے ۱۹۲۹ء[۵۱] میں ایک انجمن خدام المسلمین کوئٹہ کی داغ بیل بھی ڈالی تھی جو ۱۹۳۵ء تک قائم رہی - یہ اصلاحی انجمن تھی - مولانا ثناء اللہ کے ساتھ مل کر کمیٹیاں بھی بنائی تھیں - اُردو کے اشعار پڑھ پڑھ کر لوگوں کو نیند سے بیدار کرتے تھے - ایک شعر یہ تھا :-

اے محمدؐ کی آنکھوں کے تارو اُٹھو
رات غفلت میں تم نے گزاری، اُٹھو

ڈاکٹر محمد اسحٰق صدیقی ناشط ادیب، شاعر، متواضع، مہمان نواز، شاہ خرچ اور بڑے دوست نواز انسان تھے - اُنیس سال بلوچستان کے مختلف مقامات میں گزارے - بیشتر وقت موسیٰ خیل، فورٹ سنڈیمن، مُسلم باغ اور سبّی میں گزارا ۔۔۔۔۔ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء فورٹ سنڈیمن - حسبِ فرمائش مولوی غلام نقشبند خان حضور پاک سرورِ کائناتؐ کے حضور یوں گلہائے عقیدت پیش کیے تھے[۵۲]

سچ ہے لطفِ زندگانی اُس کو حاصل ہو گیا
جو نبیؐ کے نام لیواؤں میں شامل ہو گیا

---

۵۱ - بلوچستان میں اُردو، لاہور، ۱۹۶۸ء، ص ۱۹۸ -

۵۲ - دیوانِ ناشط (خطی) ص ۵۵ -

بالیقیں دُنیا و ما فیہا سے مستغنی ہے وہ
سرورِ کونین کے در کا جو سائل ہو گیا
کیا بیاں میں آ سکے اُسکے تڑپنے کا مزہ
خنجرِ حُبِّ محمدؐ کا جو بسمل ہو گیا
کشتۂ اُلفت تمہارا زندۂ جاوید ہے،
چشم ظاہر بیں میں گو مردوں میں شامل ہو گیا
ذرّۂ حبِ نبیؐ ناشطؔ ہے جسکے قلب میں
جنت الفردوس میں وہ شخص داخل ہو گیا

بلوچستان کے مردِ مجاہد اور مردِ قلندر نوابزادہ یوسف علی خان عزیز مگسی (۱۹۰۸ء ــــــ ۱۹۳۵ء) کے بارے میں میر محمد امین کھوسہ اپنے ملک اپنے ایک مضمون "بلوچستان میں دینی سیاست کی بنیاد رکھنے کے لئے تاریخ کا ایک مبارک ورق" میں لکھتے ہیں[1] کہ وہ بلوچستان اینڈ آل انڈیا بلوچ کانفرنس (منعقدہ جیکب آباد سندھ ۲۷، ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۲ء) کے زمانے میں علی گڑھ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ وہاں سے جیکب آباد آئے۔ پھر یوسف عزیز کے ہمراہ حضرت پیر صاحب برچونڈی شریف گئے۔ وہیں دونوں نے نماز پڑھی۔ یوسف نے امین سے پوچھا کہ "نماز یہاں پر ہمیشہ اسی طریق سے ہوتی ہے"؟ پھر کہا کہ "یہ تو مجاہد پیدا کرنے والی نماز ہے"۔ واپس ہوئے تو یوسف کا چہرہ متغیر تھا۔ اس سے عیاں تھا کہ اُن کا دل اس مقدس فضا سے بہت زیادہ متاثر ہو چکا ہے........

برچونڈی شریف سے سٹیشن تک انہوں نے وہ مشہور قومی نظم لکھی جو آخری اجلاس میں بلبلانِ خلافت نے پڑھی تھی۔ جسے حاضرینِ مجلس نے

---

[1] ہفتہ وار "تنظیم" کوئٹہ ۲۳ دسمبر ۱۹۴۹ء۔

Marfat.com

بڑے مزے لے لے کر سُنا اور ہر طرف سے اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے۔ اس نظم سے نہ صرف لوگوں کے دلوں میں سرور پہنچا بلکہ قومی اور ملی جذبے کے جوش نے ہر شخص میں نئی روح پھونک دی۔ فرماتے ہیں :-

میں اگر چاہوں تو ذرّے کو بیاباں کر دوں
قطرۂ آب میں پیدا سرِ طوفاں کر دوں
یہ ارادہ ہے کہ اسلام کا خادم بن کر
ساری دُنیا کو نئے سرے مسلماں کر دوں
پھر وہی بھولا سبق یاد دلاؤں سب کو
ہر بلوچی کو غرض حاملِ قرآں کر دوں
جی میں آتا ہے کہ پھر طور کو آباد کروں
آتشِ دل سے پہاڑوں میں چراغاں کر دوں
گاندھی و مالوی کے وعظ دھرے رہ جائیں
میں اگر قولِ محمدؐ کو نمایاں کر دوں
جوش میں آ کے اگر نعرۂ اللہ ماروں
حق و باطل کے تفاوت کو نمایاں کر دوں
اس قدر شعلہ فشاں بزمِ جہاں میں ہو جاؤں
ذرے ذرے میں بپا حشر کا ساماں کر دوں
اُسی ایقانِ براہیم کا وارث ہوں میں
اب بھی آتش کو اگر چاہوں گلستاں کر دوں

میر محمد امین خان کھوسہ اپنے ایک دوسرے مضمون[1] میں رقم طراز ہیں :-

---

[1] روزنامہ نظام کراچی ، ۲۰ مارچ ۱۹۴۷ء۔

Marfat.com

"یہ قافلۂ عشق، عشقِ محمدی سے سرشار تھا۔ یوسف علی خان راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر پُر درد آواز میں پڑھا کرتے تھے :-

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں
دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

یہ ایمان افروز اور دل سوز لے یوسفی لحن سے بلند ہوتی۔ میرے آنسو جاری ہو جاتے اور اُن کے بھی۔ ظاہر ہے کہ اسی عالمِ اشک فشانی میں جو پروگرام مرتب ہوتا وہ مٹائے سے نہیں مٹ سکتا۔ دلوں کے ملنے سے جو اسلامی محبت ہوتی ہے وہی ہماری تحریک کی اساس بن گئی"۔ یوسف عزیز اپنی "وصیت" کو اس شعر سے شروع کرتے ہیں [۵۱]:

بس یہی آرزو ہے کہ اسلام پہ مروں
ناموسِ مصطفٰیؐ کے بڑے نام پہ مروں

ایک خط میں جو میر محمدؐ امین خان کھوسہ کے نام [۵۲] ہے۔ عید میلادُ النبی کا ذکر کس دلسوز ولولے سے کرتے ہیں :-

"کل یہاں عیدِ میلادُ النبی پر جلوس اور جلسوں کی ہنگامہ آرائی تھی۔ آپ غالباً ڈاکٹر یعقوب ایڈیٹر "دی لائیٹ" کو جانتے ہوں گے۔ سر نواب صاحبزادہ عبدالقیوم ایم۔ ایل۔ اے کے زیرِ صدارت ڈاکٹر موصوف نے اسلام اور بانیِ اسلام کے اُسوۂ حسنہ پر ایک مدلّل اور پُر از معلومات لیکچر دیا۔ پہلے انگریزی میں اُنہوں نے شروع کیا۔ بعد میں حاضرین کی خواہش

۵۱۔ مکاتیب یوسف عزیز مگسی، مرتبہ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۵۸۔
۵۲۔ ایضاً ایضاً ص ص ۶۱، ۶۲۔

Marfat.com

پہ اُردو میں کہنا شروع کیا۔ امین! بخدا ایک بے خودی کا عالم تھا۔ جو تمام حاضرین پہ چھایا ہوا تھا۔ صاحبِ صدر سے لے کر گیٹ کیپروں تک کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ زندہ باد اسلام، زندہ باد بانئ اسلام!

قسم ہے خدائے قدوس کی کہ اگر اس عید میلادُالنبی پر تمام مُسلمان وعدہ کریں کہ پیارے سرورِ کونین کے نقشِ قدم پر چلیں گے تو آج فی الفور ہماری تمام بگڑیاں بن جائیں۔ اختتام لیکچر پر طبیعت ایک خاص حالت میں تھی۔ ٹاؤن حال سے نکلتے، ہی کمپنی گارڈن کے گراؤنڈ میں کوٹ اُتار کر بیٹھ گئے۔ فرشِ زمردیں پر۔ تقریباً ۱۱ بجے تک مولانا الطاف حسین حالی مرحوم کے شعر پڑے پڑے گا رہا تھا اور واللہ کیسا سماں تھا اور کیا حالت تھی دل کی۔ کاش کہ تم ہوتے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
ضعیفوں کا ملجا، غریبوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولا

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ تمام انبیاء بیک گراؤنڈ تھے ہمارے کملی پوش کے۔ بالکل صحیح، ہر کہ شک آرد کافر گردد"

یوسف عزیز نے اپنے ایک دوسرے خط[۵] میں جو میر محمد امین خاں کھوسہ کے نام ہی ہے۔ "فریضۂ عظیمۂ دفاع، کی اہمیت حضور پاک سرورِ کائنات آنحضرت صلعم کے حوالے سے اور قرآن پاک کی تعلیمات کی روشنی میں ایسے

۵۔ مکاتیب یوسف مگسی۔ ص ص ۵۳ تا ۵۸۔

Marfat.com

مسحور کن انداز میں اُجاگر کی ہے۔ کہ قاری تڑپ کر رہ جاتا ہے۔ یوسف عزیز مولانا عبدالکریم کے نام خط میں[۵۱] لکھتے ہیں۔ "دو تین یوم سے طبیعت پر ایک خاص حالت طاری ہے۔ جس کے تحت "پیغام عمل و احسانات سرور کائنات" کے زیرِ عنوان بہت کچھ کہہ چکا ہوں۔ "زمیندار اور "سیاست" کی معرفت آپ دیکھ سکیں گے۔"

یُوسف عزیز کی ایک معرکۃ الآرا نظم زمیندار میں چھپی تھی۔ اُس کے بعض اشعار سے حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم سے گہری عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

قسم اُس درد کی، حصہ میں آیا جو نبوت کے
قسم اُس جوش کی پہلو میں آیا جو محبت کے

قسم ہے اُن نیازوں کی جو نازِ عشق بن جائیں
قسم ہے اُن نمازوں کی جو نازِ عشق بن جائیں

قسم ہے غزوۂ بدر و اُحد میں مرنے والوں کی
قسم ہے کربلا کو خون سے تر کرنے والوں کی

قسم ہے اُمیِّ بطحا کے ایثار و شجاعت کی
شکم پر سنگِ خارا باندھنے والی سخاوت کی

میں پھر انداز نو سے نغمۂ حب وطن گا کر
سکوت اندوز نالۂ اسلام کا بھولے کے چھوڑونگا

یوسف عزیز کی ایک اور بے نظیر نظم "پیغام عمل"[۵۳] کے تین شعر دیکھئے

۵۱۔ مکاتیب یوسف عزیز مگسی۔ ص ۲۰۹۔
۵۲۔ زمیندار، لاہور، ۲۲ اپریل ۱۹۳۴ء۔
۵۳۔ نصرت، کراچی، ۵ جون ۱۹۵۷ء۔

وہ زیبِ عرب، وہ فخرِ عجم روتا ہے تمہاری غفلت پر
اُٹھ تھام لے باگیں دُنیا کی، غازی کہلا، اُٹھ ہمت کر
آلاتِ حرب کے فقداں سے اور سیم و زر کے کتماں سے
مایوس نہ ہو، اللہ پہ رکھ، اللہ کو پکار، اُٹھ ہمّت کر
تو فرزندِ توحید ہے گر، توحید پہ کٹ، توحید پہ مر
سرمایہ ترا، سامان ترا، ہے ذاتِ خُدا، اُٹھ ہمت کر

یوسف عزیز نے[1] اسلام کے سماجی فلسفے کی رُوح تک پہنچنے کی کوشش کی۔ یہ رُوح ان کے اپنے الفاظ میں اس طرح بیان ہو سکتی ہے:۔

"خُدائے قدوس کے نزدیک انفرادی زندگی کی صلاحیت جماعتی منفعت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ قرآنِ مجید میں جہاں کہیں بھی طریقِ استدعا بتایا گیا وہ جماعت کی طرف سے ہے، فرد کی طرف سے نہیں۔ سورۂ فاتحہ کو دیکھئے :۔ "اِھْدِنَا الصراطَ الْمُسْتَقِیْمْ" ہے۔ "اِھْدِنِی الصراطَ الْمُسْتَقِیْمْ" نہیں۔ "اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" اور "غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ" یہ سب جمع کے صیغہ جات ہیں۔"

گویا یوسف عزیز کے خیالات کے مطابق اسلام کا سماجی فلسفہ یہ تھا کہ انفرادی مفاد اجتماعی مفاد کے تابع ہو۔ یہی تو تعلیماتِ محمدیؐ کا نچوڑ ہے۔ جس کی طرف یوسف عزیز نے پہلے ہی اشارہ کیا ہے کہ قسم ہے اُمّیِ بطحا کے ایثار و شجاعت کی۔

---

[1] یوسف عزیز مگسی، پروفیسر انور رومان، بولان، کوئٹہ ۱۹۵۵ء۔
بلوچستان کا پہلا مرد قلندر، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، حیزان، کوئٹہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۹ء۔

Marfat.com

۱۹۳۲ء میں نواب زادہ یوسف عزیز کے بھائی سردار گل محمد خاں زیب کو جھل مگسی کی نوابی سے علیحدہ کر کے نوابزادہ کو جھل مگسی کا نواب اور سردار بنا دیا گیا۔ اس طرح آپ کو اپنے ترقی پسندانہ خیالات کو عملی جامہ پہنانے کے مواقع ملے اور آپ نے اپنے علاقے میں فلاح و بہبود کے متعدد کام کیئے مثلاً کھیرتر نہر بنوائی جس سے سندھ کی سرحد کے قریب علاقہ مگسی کا خاصا رقبہ سیراب ہوا۔ کوٹ یوسف علی خاں کے نام سے ایک قصبے کی بنیاد ڈالی اور وہاں سکول قائم کیا۔ اس زمانے میں پچاس ہزار روپے کے ذاتی عطیے سے "جامعۂ یوسفیہ عزیزیہ" جیسی دینی درسگاہ قائم کی۔ ۱۹۳۴ء میں ایک نظم بعنوان "جامعۂ عزیزیہ جھل کے طلبہ" سے[۵۱] چھپی تھی۔ جس کے تین شعر یہ ہیں:

عزیزی جامعہ ہے درحقیقت دولت نایاب
کچھ اسکے سامنے سمجھو نہ قاروں کے خزینے کو

کرو صد جانفشانی سے سبق اِسلام کے ازبر
اسی توشے کو لے کر چل سکو گے تم مدینے کو

چھپا کب تک رہے گا آہ جھل کے تنگ گوشے میں
سرِ بازار لاؤ حسن "یوسف" کے خزینے کو

مزید برآں غریبوں کے لیئے شفاخانہ اور دار الاقامۃ کا انتظام کیا۔ "ینگ بلوچستان" کراچی[۵۲] میں جامعہ اسلامیہ عزیزیہ اور جھل کا شاندار مستقبل کے تحت مندرج ہے:۔

"عرشیاں را صبح عید آں ساعتے
چوں شود بیدار چشم ملتے

۵۱۔ ینگ بلوچستان، کراچی، ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء۔
۵۲۔ ایضاً ایضاً ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۴ء۔

عرب کے زمانۂ جاہلیت کی یاد تازہ کرتے والا جہل، نہ صرف جہل بلکہ حقیقی معنوں میں جہل مرکب تھا۔ یہاں کے باشندے شراب، بھنگ، افیون اور چرس جیسی نجس و ناپاک منشیات کے علاوہ دُنیا جہان کی برائیوں میں مبتلا تھے، لیکن قدرت کے نہ بدلنے والے قانون نے ان کو تحت الثریٰ تک پہنچنے سے پہلے چونکا دیا۔ علاقے کا بچہ بچہ اپنی کھوئی ہوئی اور زنگ آلود قوتوں کو صیقل کرنے کے لیئے میدانِ عمل میں کود پڑا۔ بھلا قدرت کا اس سے بڑھ کر اُن پر اور کیا احسان ہو سکتا تھا کہ اُن کو نواب محمد یوسف علی خاں جیسے مرد مُجاہد کی قیادت نصیب ہوئی۔ اُنہوں نے ان تمام خلافِ شرع رسموں کو، جن کے باعث قوم کی بُنیادیں کھوکھلی ہو چکی تھیں، اس احتیاط کے ساتھ پیوند خاک کر دیا ہے کہ وہ قیامت تک سر نہ اُٹھا سکیں گی۔ آپ نے (نواب یوسف علی خاں نے) اپنی قوم کو مہذب اور شائستہ بنانے کے لیئے نصف لاکھ کے ذاتی مصرف سے جامعہ کی بُنیاد رکھی، جہاں قوم کے بچے دینی اور دُنیاوی تعلیم کے علاوہ علوم جدید سے بھی خاطر خواہ طور پر بہرہ مند ہو رہے ہیں۔"

یوسف عزیز بذاتِ خود جامعہ میں مُعائنے کے لیئے جاتے، تعلیمی حالت کا جائزہ لیتے اور رائے بک میں عملی ترقی اور عام معیار کی بلندی کے لیئے تجاویز قلمبند فرماتے۔ جن کا مطالعہ آج بھی مفید ہو سکتا ہے۔ اس جامعہ کے لیئے نصاب، پنجاب کی طرح تیار کرائے گئے۔ دینیات کو ضروری مضمون قرار دیا گیا۔ معروف عالم اور زبردست مقرر مولانا عبدالکریم مرحوم مغفور سابق ایڈیٹر "میزان" کوئٹہ بھی اس جامعہ کے ناظم رہے۔ مشہور عالم دین حاجی کینجہ ساکن ہرات (افغانستان) بھی یہاں اُستاد تھے۔

زلزلے سے پیشتر مولانا عبیداللہ خان بلوچ نے محلہ اسلام آباد کوئٹہ

ﷺ۔ بلوچستان میں اُردو، ص ۹۰

میں ایک تعلیمی ادارے کی بنیاد ڈالی تھی جس کا نام مدرسۃ البنات تجویز ہوا۔ چھوٹے بچے اور بچیوں کا یہ مدرسہ دینی اور علمی نقطۂ نگاہ سے قائم کیا گیا تھا۔ نصاب ایسا کہ بچوں میں تہذیب اور احساس کو فروغ ہو اور پورا نصاب بحیثیر اُردو کتب پر مشتمل تھا۔

مدرسے میں بچیوں کو اپنے مشاہیر کی کئی ایسی عمدہ نظمیں اور نعتیں یاد تھیں۔ جن کی گونج کوئٹہ کے گلی محلوں میں سُنی جانے لگی تھی۔ دفعتہً ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو زبردست زلزلہ آیا جس سے انسانوں کی یہ جیتی جاگتی آبادی چشم زدن میں کھنڈروں کا وسیع انبار بن گئی۔ زلزلے کے بعد توغی روڈ (بالمقابل عیدگاہ) پر مدرسۃ البنات کا دوبارہ اجراء اپنی عمارت میں ہوا۔ ذریعۂ تعلیم اُردو تھا۔ یہ سرگرمیاں ۱۹۴۲ء کے اوائل تک رہیں۔ آجکل بھی مدرسہ کراچی میں جاری ہے۔

یہ ایک خالص اصلاحی ادارہ تھا۔ جس کے مقاصد بقول بیگم مولانا عبیداللہ یہ تھے: "ہم مسلمانوں کے گھروں کو پھر اسلامی گھرانے بنانا چاہتی ہیں۔ اسی لئے دخترانِ اسلام میں قرآن کی عملی تعلیمات کی روح پھونکنا نہایت ضروری ہے۔"

محترمہ اہلیہ سید انور علی شاہ ایجوکیشن انسپکٹر نے آپ کو مشورہ دیا تھا: "سرکاری امداد سے اصل مقصد فوت ہو جائے گا کیوں کہ سرکاری سکولوں کا نصابِ تعلیم رائج کرنا پڑے گا۔ جس سے خالص اسلامی تعلیم نہ ہو سکے گی، اس لئے پبلک سے امداد کی کوشش کریں[1]۔"

قرآن وحدیث کی تعلیمات عام کرنے میں بعض اساتذہ کرام نے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ اُن میں سے ابتدائی دور کے دو اُستادوں کا مختصر تذکرہ

---

[1] الفاروق، کوئٹہ، ۱۷راگست ۱۹۴۱ء۔

کیا جاتا ہے :۔

۱۔ مولانا ممتاز علی قصبۂ انبیٹہ ضلع سہارنپور سے ۱۸۸۵ء میں کوئٹہ تشریف لائے تھے۔ سنڈیمن ہائی سکول کوئٹہ میں السنۂ شرقیہ کے مدرس تھے۔ اس کے علاوہ گھر پر بھی درس و تدریس کا سلسلہ جاری تھا آپ کے فرزند مولانا منیر الدین احمد کوئٹہ کی انجمن اسلامیہ کے بانیوں میں سے تھے۔ ان کی وجہ سے یوپی (انڈیا) سے ہر سال چوٹی کے علماء کوئٹہ آتے تھے۔ اور ہزاروں لوگوں کے مجمع میں قرآن و حدیث اور توحید و رسالت پر مبنی تقریریں کرتے تھے۔

۲۔ مولانا ممتاز علی کے ریٹائر ہونے پر مولانا حکیم عبدالرحیم انصاری سنڈیمن سکول میں عربی اور اردو کے مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں ریٹائر ہونے کے باوجود چند سال پہلے تک وادئ شال میں سیرتِ طیبہ آنحضرت صلعم پر اپنی تقاریر سے ہر کہ و مہ کو متاثر کرتے رہے۔

نوابزادہ یوسف علی خاں عزیز مگسی کی کوششوں سے بلوچستان کے عوام کے مطالبات اور علاقائی مسائل کی خاطر یہاں کا پہلا اخبار[1] "بلوچستان" منظرِ عام پر آیا۔ اس کے بعد علی الترتیب "البلوچ" "بلوچستانِ جدید" اور "ینگ بلوچستان" جاری ہوئے۔ ان کا مرکز کراچی تھا۔ اور سرپرست

---

[1]۔ محمد حسین عنقا لکھتے ہیں کہ یہ اخبارات حقیقی معنوں میں بلوچستان کی زبان کہلانے کے مستحق تھے۔ اس دوران میں ایک وقت وہ بھی آیا۔ جب کہ بلوچستان میں ان اخبارات کا پڑھنا جرم تھا۔ اس لیے انہیں بڑے لفافوں میں بند کر کے ایک خط کی صورت میں بلوچستان بھجوایا جاتا تھا۔ اگر ان اخبارات کے پڑھنے والوں کا پتہ چل جاتا تو انہیں بلا کر دھمکایا جاتا اور بعض کو ضمانت بھی دینی پڑتی۔ تحریکِ آزادی اور مستونگ ۱۷ اگست ۱۹۶۶ء۔

یوسف عزیز ہی تھے۔ ان اخباروں کی ادارت عبدالصمد سرپادی خلیفہ ایم اسمٰعیل عثمان قادری بلوچ، پیربخش نسیم تلوی اور محمد حسین عنقا وغیرہ نے کی۔ مذکورہ اخبار یکے بعد دیگرے ضبط ہوئے۔

ان اخبارات میں سیرت آنحضرت صلعم سے متعلق بعض مضامین اور بعض کے خصوصی نمبر بھی شائع ہوتے تھے جیسے :۔

"البلوچ" ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء مطابق ۳ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ کے شمارہ میں قاضی مولوی احمد صاحب بیدار کی از بندر پسنی کا مضمون اُسوۂ حسنہ (ص ۷) شائع ہوا۔

"البلوچ" کا میلاد نمبر ۸ ربیع الاوّل ۱۳۵۲ مطابق ۲ جولائی ۱۹۳۳ء کو آب و تاب کے ساتھ شائع ہوا تھا۔

"اتحاد بلوچاں" کا معراج نمبر رجب المرجب ۱۳۵۲ھ/۱۹ نومبر ۱۹۳۳ء کو طبع ہوا تھا۔ پہلے صفحہ پر مولوی پیربخش احمدانی کی نظم "معراج نامہ" (۱۷ شعر) چھپی تھی۔ جس کا پہلا اور آخری شعر یہ ہے۔

کرتا ہے آسماں پر معراج جو پیمبرؐ
ثانی نہیں اسی کا سارے جہاں کے اندر

سہرا ہلا نبی کو اسریٰ بعبدہٖ کا
ہوتی ہے اس خوشی میں مسلم کی عید گھر گھر

ادارے کی جانب سے "معراج نبوی" کے عنوان سے ایک تفصیلی مضمون بھی اس شمارے کی زینت بنا ہوا ہے۔

بلوچستان میں عید میلاد النبیؐ کی تقریبات کے انعقاد کی روایت خاصی پرانی ہے۔ تقریباً نصف صدی پہلے کی ایک تقریب[۱] کا حال ملاحظہ کیجئے: جیسے مفتی

[۱] ہفتہ وار البلوچ، کراچی، ۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء۔

Marfat.com

محمد اعظم نے لکھا تھا۔

کانک میں عیدِ میلاد النبیؐ

۶ جولائی ۱۹۳۲ء کو مقام کانک (ضلع قلات، بلوچستان) میں بہ تحریک و اہتمام جناب سردار بہادر نواب سر محمد اسد اللہ خاں صاحب رئیسانی چیف آف سراوان عید میلاد النبی کا جلسہ ان کی نشست گاہ میں زیرِ صدارت جناب سید میر اورنگ شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت سید خواجہ محمد ابراہیم صاحب دو پاسی علیہ الرحمۃ ڈہاڈہر انعقاد پذیر ہُوا۔

جلسہ کی جگہ کو بیش بہا ایرانی قالینوں سے خوب سجایا گیا تھا۔ پہلے نواب صاحب کے باغیچے کا وسیع چمن تقریب کے منانے کے لئے تجویز ہوا تھا بعد میں شاہ صاحب صدر جلسہ دفعتًا بیمار ہو گئے۔ اس لئے متبادل انتظام کیا گیا۔ اس مجمع میں نواب صاحب کے اراکین خاندان جن میں میر عبدالرحمٰن خاں، میر محمد علی خاں، واحد بخش خاں، میر محمد بخش خاں، میر رستم خاں، میر محمد اکبر خاں، میر فیض بخش خاں قابلِ ذکر ہیں۔ کے علاوہ دوسرے معتبرین، مختلف قبائل کے افراد اور رعایا کا جم غفیر موجود تھا صاحبِ صدر بیماری کی وجہ سے تقریر نہ کر سکے۔

سب سے پہلے قاضی ولی محمد متوطن مٹھڑی نے حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد مصطفٰی احمد مجتبٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم کی ولادتِ باسعادت پر تقریر کی۔ اور دین و دُنیا کے اس محسنِ اعظم کی ولادت کی اصلی حکمت حاضرین کے ذہن نشین کراتے ہوئے حضور تاجدار مدینہ کے واقعاتِ حیات مؤثر پیرایہ میں سنائے سب پر رقت طاری تھی۔

بعد ازاں حاجی دُر محمد خاں رئیسانی امام مسجد واقع کانک تاکید فریضۂ نماز، ملا عبداللہ اور میر محمد علی خاں رئیسانی نے فضائل درود شریف

Marfat.com

پر موثر لہجہ میں وعظ فرمایا۔

نواب صاحب کیطرف سے حاضرین کیلئے چائے کا معقول انتظام تھا اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔

اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ

بلوچستان کی پہلی قومی درسگاہ "اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ" انجمن اسلامیہ نے قائم کی۔ یہ کوئٹہ میں سب سے پہلی اور ثقافتی و مجلسی بہبود کی قدیم انجمن ہے[1] جو ۱۸۸۸ء اور ۱۸۹۰ء کے درمیانی عرصے میں بنی۔ انجمن کی داستان بھی بڑی عجیب ہے۔ اُس زمانے میں جامع مسجد فروٹ مارکیٹ کے سامنے اسی مقام پر تھی جہاں آج بھی ایک جامع مسجد ہے۔ یہ سب لوگوں کی مشترکہ مسجد تھی۔ مگر رفتہ رفتہ مسجد کے کارکنوں میں بعض مقامی جھگڑوں کی وجہ سے ناچاقی پیدا ہو گئی اور کچھ لوگوں نے ان جھگڑوں سے پیچھا چھڑانے کے لیئے نئی جامع مسجد بنانا چاہی۔ اس مقصد کے لیئے انجمن اسلامیہ حنفیہ اہلِ پنجاب و ہند کے نام سے ایک جماعت قائم کی گئی۔ اس کے قیام میں انگریز ڈپٹی کمشنر مسٹر بارنس کا بھی ہاتھ بتایا جاتا ہے انگریز مقامی باشندوں کے اکثر باہمی تنازعات میں چودھری بن کر آتے۔ اور ایسے فیصلے کراتے جن سے ابتداً ہر طبقے کی تسکین ہوتی۔ مگر انہی فیصلوں سے آئندہ کے لیئے ناچاقی کی مزید راہیں کھل جاتیں۔ سابق میونسپل کمشنر حافظ سلیم احمد کے والد محترم حافظ سعید احمد[2] انجمن میں بڑے بارسوخ بزرگ

---

[1] "کوئٹہ میں پون صدی پہلے کی ثقافتی زندگی" (پمفلٹ) ۸ جنوری ۱۹۵۹ء صفحات ۸-۱۰

[2] آپ کے دادا میاں فیض محمد علاقۂ مالوہ سے نقل مکانی کر کے جالندھر (مشرقی پنجاب۔ بھارت) محلۂ قاضیاں میں آ مقیم ہوئے۔ حافظ صاحب ۷۳-۱۸۷۲ء میں گم شدہ بھائی کی تلاش میں سبی آئے۔ پہلے وہاں سماجی بہبود کے کاموں میں لگے رہے، پھر کوئٹہ منتقل ہو گئے۔ اور وادیٔ شال میں گراں قدر (باقی حاشیہ صفحہ ۳۶۷ پر)

تھے۔ چنانچہ ان کی کوششوں سے انجمن کو مسجد کے لیئے زمین دی گئی اور پرانی تحصیل میں منصفی روڈ پر وقف کے طور پر چند دکانیں دی گئیں۔ بعد میں مسجد کے علاوہ انجمن نے اپنی سرگرمیوں میں اضافہ کیا۔ مسجد کے اندر دینی کتابوں کی ایک عمدہ لائبریری قائم کی گئی، تو غی روڈ پر عید گاہ تعمیر کرائی گئی اور کانسی میں قبرستان کے لیئے کئی قطعے زمین کے دیے گئے۔ بعد میں مقامی لوگوں نے اپنے باہمی تنازعے نمٹا لیئے اور انجمن کے نام سے 'حنفیہ' اور اس کے بعد 'اہلِ پنجاب و ہند' جاتا رہا۔ غرض یہ سب لوگوں کی مشترکہ ثقافتی اور مجلسی بہبود کی انجمن بن گئی اور اس کا نام صرف 'انجمن اسلامیہ' رہ گیا۔ اب تک وہ اسی نام سے مشہور ہے

۱۹۰۲ء مدرسہ "تعلیم الاسلام" کے نام سے عین الدین سٹریٹ پر اسلامیہ ہائی سکول کی بُنیاد پڑی۔ چند برس یہ ادارہ ایک خدا پرست شخص کی سرپرستی میں ایک پرائمری سکول کی حیثیت سے چلتا رہا۔ یہ ننھا دیا روشن کرنے والی ہستی جناب محبوب عالم کی تھی۔[۵۱] ان کا تعلق پاکستان کے صوبہ پنجاب سے تھا۔ بعد ازاں اُنہوں نے گوجرانوالہ کے مقام پر اسی طرح ایک دیا روشن کیا۔ جو آج کل ایم اے اسلامیہ ہائی سکول کے نام سے مشہور ہے۔ بعد میں یہی مدرسہ موجودہ مقام پر مڈل سکول کی حیثیت سے مسلمانان بلوچستان کی تعلیمی اور مذہبی ضرورتیں پوری کرتا رہا۔ زلزلے سے پہلے اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۶ کا) خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۴ء میں انگریز نے انہیں بلوچستان سے چلے جانے کا حکم دیا۔ ۱۹۲۶ء میں واپس ہوئے۔ زلزلے کے بعد جالندھر گئے۔ اور ۲۹ جون ۱۹۳۹ء کو فوت ہوئے۔

پاسبان، کوئٹہ، ۴ فروری ۱۹۴۰ء۔

۵۱۔ اسلامیہ ہائی سکول، آغا عبدالرزاق چشتی، مشرق، کوئٹہ ۱۲ جولائی ۱۹۸۰ء۔

Marfat.com

کی عمارتوں میں توسیع کی گئی۔ عربک کالج دہلی کے ایک اُستادِ ریاضی حافظ قطبُ الدین صاحب اسلامیہ ہائی سکول کے پہلے صدر مدرس تھے۔ اُس زمانے میں کوئٹہ میں نہ تو کوئی سیاسی جماعت تھی اور نہ کسی سیاسی جماعت کا وجود برداشت کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ مسلمانوں کی سیاسی تربیت اور اخلاقی سدھار کے فرائض بھی انجمن اسلامیہ ہی بجا لاتی تھی۔ سال میں دو مرتبہ انجمن کے عام جلسے ہوتے تھے ایک یوم تاسیس پر اور دوسرا میلادُ النبیؐ کے موقع پر۔ یوم تاسیس پر سکول کا جلسۂ تقسیم اسناد منعقد ہوتا تھا یہ تقریب بڑے پُرشکوہ طریقے پر منائی جاتی تھی۔ میلادُ النبیؐ کے جلسے کئی کئی روز تک ہوتے تھے اور ملک کے جیّد علماء ان جلسوں سے خطاب کرتے تھے۔ انہی میں سے ایک میں "ہمایوں" کے بانی، مدیر اور ترکی میں سابق سفیرِ پاکستان میاں بشیر احمد کے والدِ بزرگوار جسٹس شاہ دین مرحوم اور سر سُلطان احمد مرحوم نے بھی تقریریں کی تھیں۔[1]

بلوچستان کی یہ واحد قومی درسگاہ[2] "اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ" ۱۹۳۵ء کے زلزلے سے قبل تکمیل کے تمام مدارج طے کر چکی تھی۔ لیکن زلزلے نے اس کی عمارت کے ساتھ ہر چیز برباد کر دی۔ ۱۹۳۹ء میں ایک عارضی عمارت بنا کر اسے از سرِ نو جاری کیا گیا۔ خواجہ عبدالحی اور نظرِ حسن قدوسی یکے بعد دیگرے اس کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کے سکولوں کے مقابلے میں اسے بہتر بنانے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس مقصد کے حصُول کے لئے اسلامیہ ہائی سکول چنیوٹ (پنجاب) کے ہیڈ ماسٹر[3] کو یہاں بلانے

لہ۔ الاسلام، کوئٹہ، ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء۔

بلوچستان میں اُردو، ص ۸۱، ۸۲۔

اسلامیہ ہائی سکول، آغا عبدالرزاق چشتی، مشرق، کوئٹہ، ۱۲ جولائی ۱۹۸۰ء۔

کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ کوشش بارآور ثابت ہوئی۔ چنانچہ مئی ۱۹۴۵ء میں نئے ہیڈ ماسٹر نے سکول کا چارج سنبھال لیا۔ یہ تھے چوہدری محمد سلطان ــــــ جنہوں نے جون ۱۹۷۹ء تک ہیڈ ماسٹر کی حیثیت سے غیر معمولی خدمات سرانجام دیں۔ اور اب وہ ان تمام سکولوں (اسلامیہ ہائی سکول، اسلامیہ گرلز ہائی سکول، اسلامیہ پبلک سکول، اسلامیہ پرائمری سکول) کے ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ جن کو وجود میں لانے کے لئے ان کی ناقابلِ فراموش کوششیں بھی شامل ہیں۔ چوہدری محمد سلطان نے انتہائی کاوش سے اسلامیہ ہائی سکول کی موجودہ زلزلہ پروف عمارت کو ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۷ء تک بمعہ ایک شاندار مسجد کے مکمل کرایا۔ چودھری صاحب کے ۳۴ سالہ ہیڈ ماسٹری کے دور میں سکول نے مثالی ترقی کی۔ نتائج ۹۰ سے سو فیصد تک رہے۔ چند برسوں کے علاوہ اسلامیہ ہائی سکول بلوچستان میں ہمیشہ اول پوزیشن حاصل کرتا رہا۔ آجکل چودھری محمد یوسف بھٹی ہیڈ ماسٹر ہیں۔ اور اُن کے سیکنڈ ہیڈ ماسٹر سید اختر حسین ہیں۔ چودھری محمد سلطان کے سیکنڈ ماسٹر مرحوم محمد اقبال کی خدمات بھی قابل داد تھیں۔ ۱۹۶۸ء میں چودھری محمد سلطان کو اعلیٰ کارکردگی کے باعث صدارتی میڈل ملا تھا۔[۱]

اس اسکول میں ایک ایسے اُستاد بھی ہیں جو ۴۱ برس سے مسلسل خدمات سرانجام دے رہے ہیں یہ ہیں جناب سیّد غلام رسول شاہ صاحب جنہوں نے بتایا سکول میں سیرت کانفرنس کی تین نشستیں ہوا کرتی تھیں۔ جن میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد بخش مسلم اور "زمیندار" کے حاجی لق لق بھی آکر تقریریں کیا کرتے تھے۔ جناب چودھری محمد سلطان نے بتایا کہ برصغیر کی تقسیم سے قبل سکول کے احاطے میں ہر سال سیرت النبیؐ کے اجلاس ہوا

---

[۱] حریت، کراچی، ۲۰ اگست ۱۹۶۸ء۔

Marfat.com

کرتے تھے۔ جن میں عظیم مسلمان زعماء، علماء کرام اور سیاستدان شریک ہوا کرتے تھے۔ نواب بہادر یار جنگ اور نوابزادہ لیاقت علی خاں جیسے زعماء نے بھی ان میں حصّہ لیا۔ سکول کو یہ شرف بھی حاصل ہے۔ کہ تقسیم ہندوستان سے قبل حضرت قائدِاعظمؒ نے سکول میں تقسیم انعامات کی ایک تقریب کی صدارت کی۔ ان کے دستخط آج بھی اسلامیہ ہائی سکول کی ملاقات کی کتاب میں موجود ہیں۔

اس درسگاہ میں جماعت دہم تک دینی تعلیم لازمی ہے جس کی تدریس کے لیئے جیّد عالم مقرر ہیں۔ نصاب میں اسلامی تاریخ، ضروری مسائل، سیرت اور اسلامی تعمیرِ کردار جیسی چیزیں شامل ہیں۔ دینیات کی تعلیم کے لیئے دوسرے مضامین کی طرح سالم پیریڈ وقف کر دیا گیا ہے۔ صبح کے اجتماع میں وعظ ہوتا ہے۔ سکول میں انجمن اسلامیہ کی جانب سے اس شعبے کے ذریعے سیرت النبیؐ صلعم پر جلسے ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں مقامی اور بیرونی علماء شرکت فرماتے رہتے ہیں اور سکول کے طلبہ بھی حصّہ لیتے ہیں۔ سکول میں درجہ وار ادبی مجلسیں قائم ہیں۔ جو اساتذہ کے زیرِ نگرانی ہفتہ وار تربیتِ تحریر و تقریر کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ اس سکول کو چلانے کے بعد ترقی دینے میں انجمن اسلامیہ بلوچستان کا کردار ناقابلِ فراموش ہے۔ اس انجمن میں جن حضرات نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ اُن کے نام درج ذیل ہیں :۔

قاضی محمد عیسٰی مرحوم، مولوی عبدالرشید مرحوم، خان سرفراز خاں (ریٹائرڈ سیشن جج) خان عبدالغفور دُرانی، مرزا محمد احمد ایڈووکیٹ (سابق ایڈووکیٹ جنرل بلوچستان) انجمن اسلامیہ بلوچستان کے موجودہ عہدیدار حسبِ ذیل ہیں :۔

سیّد اقبال شاہ ہاشمی۔ سرپرست انجمن اسلامیہ۔

مرزا محمد احمد ایڈووکیٹ۔ صدر۔

Marfat.com

خان عبدالغفور خان درانی ۔ جنرل سیکرٹری۔

حاجی مرزا خاں ناصر۔ مینجر سکولز اسلامیہ۔

حاجی عاشق حسین ۔ اسسٹنٹ مینجر سکولز و سیکرٹری اطلاعات۔

راجہ ولایت علی ۔ فنانس سیکرٹری اور ملک حمید احمد چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ (اب مرحوم) اسلامیہ ہائی سکول کا ذکر کرتے ہوئے ممتاز عالم دین مولانا عبدالشکور مرحوم کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا ۱۹۴۲ء میں اسلامیہ ہائی سکول سے وابستہ ہوئے۔ اور ۱۹۷۲ء تک خدمات سرانجام دیتے رہے ۱۹۴۵ء میں مرکزی جامع مسجد کی خطابت بھی اُن کے سپرد کر دی گئی تھی۔ اس مقدس فریضے کو وہ آخری دم تک نبھاتے رہے۔ مولانا عبدالشکور اعلیٰ پایہ کے خطیب اور بہت پُر وقار شخصیت کے حامل تھے۔ انہوں نے اُردو، عربی، فارسی اور پشتو میں فاضل کی ڈگریاں حاصل کی ہوئی تھیں۔ قرآن و حدیث پر انہیں خاصا عبور حاصل تھا۔ تحریر و تقریر میں انفرادیت کے مالک تھے۔ اعلیٰ درجہ کے خوشنویس بھی تھے۔ جو کام بھی اُن کے سپرد کیا جاتا اُسے بے حد خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے۔ بڑی پُرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ جو بھی ان سے ایک بار ملتا اُن کی ذات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ مولانا میں ایک خاص بات یہ تھی کہ حالات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کی مرضی کے مُطابق ہوں یا نہ ہوں وہ کبھی غصہ کا اظہار نہ کیا کرتے۔ چودھری محمد سُلطان نے یہ کہہ کر انہیں خراج عقیدت پیش کیا۔ کہ مولانا عبدالشکور ایک ایسے انسان تھے۔ جن کی یاد دلوں سے محو نہیں ہو سکتی۔

مولانا غلام فرید سیالکوٹی[۱] زلزلے سے پہلے اور بعد کئی سال تک بلوچستانیوں کو اپنے مواعظ حسنہ سے مستفیض فرماتے رہے۔ اُن کی تقریریں

---

[۱]۔ پاسبان کوئٹہ، ۱۵ جون ۱۹۳۹ء۔

Marfat.com

فرقہ پسندی سے بالاتر ہوتی تھیں اور کسی کی دل آزاری نہیں کرتے تھے بلکہ ہمیشہ اتفاق و اتحاد پر زور دیتے تھے۔ یُوں انہوں نے اس خطے میں قرآن و حدیث کی تعلیمات کا خوب پرچار کیا۔

مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کے علاوہ دیگر علماء کرام بھی جن میں[۱ھ] صاحبزادہ فیض الحسن، قاضی احسان احمد، مولانا منظہر علی اظہر، مولانا عبدالحامد بدایونی اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی شامل ہیں۔ سرزمین بلوچستان میں وارد ہو کر قرآن وحدیث کی تعلیمات کو عام کرنے میں معاون بنے۔ مولانا عبدالمجید[۲ھ] قریشی بانی تحریک سیرت پٹی لاہور بھی جون ۱۹۴۳ء میں آئے تھے اور دو تین ماہ قیام فرمایا تھا۔

مولانا عرض محمد مرحوم و مغفور نے دارالعلوم دیوبند سے فضیلت کی سند حاصل کرنے کے بعد بلوچستان میں دینِ مصطفوی کی اشاعت کا عزم کیا۔ اس مقصد کے حصول کے لیئے انہوں نے ۱۹۲۷ء میں مستونگ میں دارالعلوم نصیریہ[۳ھ] قائم کیا۔ جو ناساعد حالات کے پیش آنے پر مولانا کے کنٹرول سے نکل کر سرکاری نگرانی میں چلا گیا۔ بعد ازاں آپ نے متعدد مقامات

۱ھ۔ پاسبان، کوئٹہ، ۱۲ جولائی ۱۹۴۰ء، ۴ اگست ۱۹۴۰ء۔

۲ھ۔ پاسبان، کوئٹہ، ۲۰ جون ۱۹۴۳ء۔

۳ھ۔ بلوچستان کا یہ قدیم ترین مدرسہ مستونگ میں جاری وساری ہے۔ اس کا نصاب آٹھ سالہ درسِ نظامی ہے۔ جس میں فقہ، حدیث اور تفسیر وغیرہ شامل ہیں۔ فارسی کی گلستان، بوستان، اخلاقِ محسنی، اخلاقِ جلالی اور اخلاقِ ناصری بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ اس کے اخراجات پبلک کے عطیات اور سرکاری گرانٹ سے پورے ہوتے ہیں۔

بلوچستان میں تعلیم، پروفیسر انور رومان، کراچی، ۱۹۷۷ء، ص ۱۱۹۔

Marfat.com

پر درسگاہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ مگر حالات نے ساتھ نہ دیا۔ حتیٰ کہ آپ فریضۂ حج ادا کرنے کے لیئے بیت اللہ شریف چلے گئے۔ قریباً سات آٹھ ماہ حرم مقدس اور آنحضرت صلعم کے آستانہ مبارک مدینہ منورہ میں رہ کر تزکیۂ نفس میں مشغول رہے۔ اسی اثناء میں آپ کو حضور پاک سرور کائنات صلعم کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے مولانا کے دامن میں کوئی چیز ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "اپنے وطن میں لے جاکر تقسیم کردو۔"[۱]

میر عبدالعزیز خاں کُرد اپنے مضمون مدرسۂ عالیہ "مطلع العلوم" کوئٹہ میں لکھتے ہیں: میں اس خواب کی تعبیر یہ لیتا ہوں کہ آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ نے علمِ دین کا مبارک تحفہ مولانا عرض محمد کے ذریعہ سے بلوچستان کو عطا فرمایا ہے جو ایک ایسا فیض جاریہ ہے کہ انشاء اللہ تا قیامت روز افزوں اضافہ کے ساتھ قائم اور برقرار رہے گا۔

حج بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد جب مولانا عرض محمد واپس بلوچستان تشریف لائے تو چونکہ رسول اللہ صلعم کی روحانی امداد اور سرپرستی ان کے شاملِ حال تھی۔ اس لیئے یہاں پہنچتے ہی آپ کے راستے سے وہ تمام مشکلات دور ہوگئیں جو اس سے پیشتر دینی درسگاہ قائم کرنے کے سلسلے میں حائل ہوتی تھیں۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۴۲ء میں بروری روڈ کوئٹہ پر مدرسہ "مطلع العلوم قائم کر دیا۔" جو اب تک روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ جون ۱۹۷۱ء[۲] میں اس کے طلبہ کی تعداد ۲۵۰ تھی۔ جن میں سے ۱۰۰ بلوچستانی اور بقایا ۱۵۰ دیگر پاکستانی، ایرانی اور افغانی تھے۔

---

[۱]۔ پاسبان، ۴ دسمبر ۱۹۴۵ء۔

[۲]۔ بلوچستان میں تعلیم، پروفیسر انور رومان، کراچی، ۷۸۔۱۹۷۷ء صص ۱۱۵ تا ۱۱۸۔

Marfat.com

اس میں وہی طلبہ داخل کئے جاتے ہیں ۔ جو پرائمری پاس یا حافظ قرآن ہوں ۔ اس میں نو سالہ درسِ نظامی رائج ہے ۔ آٹھویں سال دورۂ حدیث بھی کرایا جاتا ہے ۔ اور نویں یعنی آخری سال میں چوٹی کی کتب پڑھائی جاتی ہیں ۔

مدرسہ کا اپنا ہوسٹل ہے ۔ جس میں سوا سو طلبہ کے ٹھہرنے کی گنجائش ہے ۔ کوئی فیس نہیں لی جاتی ۔ رہائش اور خوراک مفت ہیں ۔ ممتاز طلبہ کو وظائف اور انعامات بھی دیئے جاتے ہیں ۔ ذریعۂ تعلیم اُردو ہے ۔

اخراجات کوئٹہ میونسپلٹی کی سالانہ گرانٹ ، سرکاری گرانٹ اور لوگوں کے عطیات ، صدقات وغیرہ سے پورے ہوتے ہیں ۔ اس کا انتظام مہتمم کرتا ہے ۔ جس کی مدد کے لئے مجلسِ شوریٰ ہے ۔ روزمرّہ کے نظم و نسق کے لئے سٹاف کی مجلسِ عاملہ ہے ۔ اسٹاف تیرہ اساتذہ پر مشتمل ہے ۔ جن میں پرنسپل یا مہتمم اور وائس پرنسپل یا شیخ الحدیث بھی شامل ہیں ۔

آخری امتحان مُلتان اور لاہور کی مرکزی مجلس لیتی ہے اور اس میں کامیابی پر سند یا ڈگری دی جاتی ہے ۔ سند یافتہ اصحاب عموماً ایسے ہی مدارس میں اُستاد یا مساجد میں خطیب اور پیش امام لگ جاتے ہیں مدرسہ میں شعبۂ حفظ و تجوید و قرأت بھی ہے ۔

مظہر العلوم ۔ کوئٹہ کو مولانا عبدالغفور نے ۱۹۴۶ء میں محلہ شالدرہ میں قائم کیا ۔ وہی اس کے مہتمم ہیں ۔ اس کے بارہ تدریسی اور آٹھ رہائشی کمرے ہیں ۔ طلبہ کی تعداد ۲۵۰ ہے ۔ تیرہ اساتذہ کا عملہ کام کرتا ہے ۔ اس کے اخراجات پبلک کے عطیات اور میونسپلٹی کی وقتاً فوقتاً امداد سے چلتے ہیں ۔ شعبہ تفسیر و حدیث تک تعلیم کا مکمل انتظام ہے ۔

Marfat.com

مدرسے میں دو شعبے ہیں۔ دونوں کی اسناد یعنی سند القرأت اور سند الدّرس النظامی دیوبند کی اسناد کے برابر ہیں۔

کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ خوراک و رہائش مفت ہے۔

مدرسہ دار الرشاد کو مولانا عبدالعزیز نے ۱۹۵۵ء میں قائم کیا۔ اس میں ۱۳۵ طلبہ زیرِ تعلیم ہیں۔ جن میں سے صرف ۲۰ ہوسٹل میں اور باقی شہر کی مساجد میں رہتے ہیں۔ نصاب وہی درسِ نظامی ہے۔ دَورۂ حدیث مکمل ہونے پر سندحدیث دی جاتی ہے۔

دار العلوم دیوبند ۱۸۶۷ء[۱۵] میں قائم ہُوا۔ بلوچستان کے باسی بھی اس دارالعلوم سے فیض یاب ہوئے اور واپس آکر یہاں کئی دینی مدرسے بھی قائم کیئے۔ مولانا عرض محمد کا ذکر ہوچکا۔ مزید اُن میں سے چند ایک یہ ہیں:۔

۱۔ مولانا الحاج سیّد محمد یعقوب۔ آپ ۲۷ ذی حجہ ۱۲۹۴ھ مطابق ۲ جنوری ۱۸۷۸ء کو کلی عبدالرحمٰن زئی (تحصیل پشین) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت قمرالدین جیّد عالم اور صاحبِ حال بزرگ تھے۔ سات سال تک شیخ الہند حضرت محمود حسنؒ کے حلقۂ تلامذہ میں شامل رہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی آپ کے ہمعصر اور ہم جماعت تھے اور دونوں نے ایک ساتھ ہی دستارِ فضیلت حاصل کی۔ اپنے آبائی گاؤں کے قریب کلی لاجور (گلستان) میں مدرسۂ ضیاء العلوم میں صدر مدرس اور ناظم اعلیٰ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ کم و بیش نصف صدی تک قرآن و حدیث کی تعلیمات عام کرنے میں مصروف رہے۔ سینکڑوں علماء نے آپؒ سے تکمیلِ علوم کے بعد دستارفضیلت حاصل کی۔ آپ کی تصانیف کی تعداد

---

[۱۵]۔ بلوچستان میں اُردو، ص ۱۵۸۔

Marfat.com

بھی خاصی ہے ۔ کُتب خانہ قابلِ ستائش ہے ۔ مطبوعہ کُتب کے علاوہ سینکڑوں عربی اور فارسی[۱] کے دیدہ زیب مخطوطات موجود ہیں ۔ آپ کے فرزندان (محمد علی نقیب، ضیاء الدین لاجوری، سناء الدین پردیسی، علاء الدین مجروح اور جلال الدین سوزانی) نے کُتب خانے کی پرداخت کا مناسب انتظام کر رکھا ہے ۔ اور خود بھی دین کی خدمت میں مگن ہیں ۔ علومِ باطنی میں آپ کو چاروں طریقوں کی خلافت اور مجاز حاصل تھا ۔

آپ نے ۱۲ ذی حجہ ۱۳۷۲ھ (۲۳ اگست ۱۹۵۳ء) کو اس دارفانی سے اقلیم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی ۔

آپ عربی، فارسی اور پشتو میں شاعری بھی کیا کرتے تھے ۔ آپ کا ایک مجموعۂ اشعار "مرغوب القلوب دیوان محمد یعقوب" بھی ہے ۔ اپنے لیئے یوں دُعا کرتے ہیں :-

ضیق و تار یکش مگردان قبر یعقوب ای کریم
چونکہ در دُنیا ندیدہ عاشق مسکین غرض

۲۔ مولوی محمد صدیق اور مولوی دوست محمد بوستان کے رہنے والے تھے ۔ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوکر آئے ۔ متعدد طلبہ اُن کے حلقۂ تلمذ میں شامل ہوئے ۔ علامہ عبدالعلی نے بھی (متوفی ۱۶ شوال ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۴ء) جو اس خطے کے ایک بہت ہی مشہور عالم تھے ۔ اُن کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا تھا ۔ بقول حافظ خان محمد "ان دونوں کی صحبت میں رہ کر علامہ اگر سونا تھے تو نکھر کر کُندن بن گئے "۔

۳۔ حافظ خان محمد، مولانا مفتی کفایت اللہ کے شاگرد تھے ۔ آپ جامع مسجد

---

[۱] ۔ میں نے ۷۰ (فارسی) قلمی نسخوں کو اپنی "فہرست نسخہ ھای خطی فارسی درایالتِ بلوچستان" میں شامل کیا تھا ۔

Marfat.com

کوئٹہ کے قریب عربی، فارسی، اُردو اور پشتو کی کتابوں کا کاروبار کرتے تھے، مگر آپ کا کتب خانہ دکان کم دینی اور ادبی مرکز زیادہ تھا آپ پانی زئی کاکڑوں میں سے ہیں۔ آپ کا صاحبزادہ کتب خانے کو قائم رکھے ہوئے ہے۔

حافظ محمد خان محمد نے پنج کتاب اور تحفۂ نصائح کی پشتو شرح بھی شائع کی ہے۔ نور الظلم کے عنوان سے عربی فارسی اور پشتو ترجمے کیے۔ احادیث نبوی میں سے تقریباً ایک ہزار ثقہ احادیث کا پشتو ترجمہ معرکے کی چیز ہے۔[۵۱]

۴۔ مولانا عبد الخالق تارن، پشین کے رہنے والے اور دیوبند کے فاضل ہیں۔ پشتو، اُردو، عربی اور فارسی زبان و ادب پر عبور رکھتے ہیں۔ بلوچستان یونیورسٹی کی جامع مسجد کے خطیب ہیں۔

۵۔ مولوی محمد عمر پڑنگ آبادی اور مولوی تاج محمد بلوچ زلزلے[۵۲] سے پہلے دار العلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے گئے تھے۔ واپسی پر قرآن و حدیث کی تعلیم پھیلانے میں مگن رہے۔

۶۔ ڈاکٹر سید غلام محمد شاہ ندوی ایم۔ اے (عربی) علامہ جامعہ ازہر فاضل دیوبند۔ قریہ گانگل زئی کے رہنے والے ہیں۔ آج کل چمن میں سکونت پذیر ہیں۔ اشاعتِ اسلام کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

۷۔ مُلا عبد السلام اچکزئی[۵۳] نہ صرف کوئٹہ ڈویژن بلکہ صوبہ سرحد اور افغانستان میں بھی بے حد مقبول تھے۔ آپ کا قیام شیلا باغ میں تھا کوئٹہ

۵۱۔ ثقافت اور ادب وادیٔ بولان میں ۳۰۔ ۴۴۔

۵۲۔ البلوچ، کراچی، ۱۱ مارچ ۱۹۳۴ء۔

۵۳۔ ثقافت اور ادب وادیٔ بولان میں۔ ص ص ۴۱، ۴۲۔

Marfat.com

سے چمن جاتے ہوئے کوژک کی چوٹی سے چھوٹا سا اسٹیشن نظر آتا ہے جسے شیلا باغ کہتے ہیں۔ شیلا کے لغوی معنے گھاٹی کے ہیں۔ یہاں خنجک کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ ان درختوں اور گھاٹی کی مناسبت سے یہ علاقہ شیلا باغ کہلایا۔ معمولی سا قصبہ ہے۔ زیادہ تر ملیشیا کے افسر اور جوان رہتے ہیں۔ یہاں پشین سکاؤٹس کی ایک بڑی خوبصورت مسجد ہے۔

مُلا عبدالسلام ہر وقت (جوانی سے لے کر بڑھاپے تک) یادِ خُدا میں مصروف رہتے تھے۔ درس و تدریس، تحریر و تقریر اور امامت اُن کے اہم مشاغل تھے۔ انہوں نے شعر میں بہت کچھ کہا۔ اُن کے کلام میں حکمت اور اخلاق کے نکتے بیان کیے گئے ہیں۔ اُن کے دو مجموعے ("سوسنِ چمن" اور "طلب مذہب") شائع ہوئے۔ وہ پشتو کے علاوہ عربی، فارسی، فقہ، منطق، فلسفہ وغیرہ پر بھی عبور رکھتے تھے۔

۸۔ مولانا رحمت اللہ مشہور نثر نگار اور مورخ ہیں۔ کسے غر یعنی بیٹ نیکہ کے دیس (وادیٔ ژوب) کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے تقریباً تیس برس کی محنت شاقہ اور مُطالعہ کے بعد پٹھانوں کی ضخیم تاریخ لکھی ہے۔ جو ابھی تک اشاعت سے محروم ہے۔ آپ ژوب میں اقامت گزین ہیں۔ ادبی کاموں کے علاوہ قرآن و حدیث کی ترویج کی سرگرمیوں میں بھی گہری دلچسپی لیتے ہیں۔

۹۔ مولانا محمد افضل نوشکوی مینگل قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ بڑے بیباک اور نڈر خطیب تھے۔ نوشکی میں توحید و رسالت کا خوب پرچار کیا۔ متعدد طلبہ فیض یاب ہوئے۔ دینی مسائل سے متعلق بعض رسائل بھی چھپوائے۔ "افضل المدارس" کے نام سے نوشکی میں دینی مدرسہ بھی قائم کیا۔

۱۰۔ مشہور عالم دین مولانا شمس الحق افغانی فاضل دیوبند سابقہ ریاست قلات میں وزیر معارف رہے۔ آپ نے توحید و رسالت کے سلسلے میں گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔

۱۱۔ الحاج مولانا عبدالصمد سربازی[۱] کا وطن مالوف سرباز (ایران) تھا۔ آپ نے محض علم کے حصول کی خاطر سرزمین پاک و ہند کا رخ کیا۔ متحدہ ہندوستان کے بڑے بڑے اسلامی اداروں میں تعلیم پائی۔ اور علوم متداولہ شرعیہ میں درجۂ اختصاص حاصل کیا۔ جب واپس ہونے لگے۔ تو قلات ٹھہرے اور ہمیشہ کے لیئے وہیں کے ہو رہے۔ خان قلات نے آپ کی دیانت اور لیاقت سے متاثر ہو کر آپ کو ریاست کا قاضی القضاۃ تعینات کیا۔ چنانچہ آپ نے یہ منصب قبول کر کے عزم و احتیاط سے اپنے فرائض ادا کیئے۔ برسوں تک آپ کی نگرانی میں دیوانی مقدمات کے فیصلے ہوئے۔ آپ محکمۂ شرعیہ مجلس شوریٰ قلات کے رکن بھی رہے۔ فارسی میں اچھے شعر کہتے تھے۔ اُردو اور بلوچی میں عمدہ نثر لکھتے تھے۔ آپ نے بعض غیر اسلامی نظریات کے رد میں رسائل (نظم و نثر دونوں میں) بھی تحریر کیئے۔ آپ نے اپنی تحریر میں جا بجا برمحل آیاتِ قرآنی اور فرموداتِ آنحضرت صلعم کے حوالے دیتے ہیں۔

آپ کا ایک عظیم کارنامہ قرآنِ پاک کا بلوچی میں ترجمہ اور تشریح ہے۔ جسے اب مولوی خیر محمد ندوی بلوچ اپنے ماہنامہ "سوغات بلوچی" کراچی میں قسط وار شائع کر رہے ہیں۔ ماہ جون ۱۹۸۰ء مطابق رجب ۱۴۰۰ھ کے شمارہ تک اُنیس قسطیں چھپ چکی ہیں۔ سربازی صاحب اپنی زندگی میں بیس پاروں کا ہی ترجمہ مکمل کر سکے۔

---

[۱]۔ بلوچی دُنیا، مُلتان، جولائی ۱۹۶۴ء۔
بلوچستان میں اُردو، ص ۵۱۹۔

Marfat.com

بلوچی کے معروف ادیب حاجی عبدالقیوم بلوچ ایم۔اے، ایل ایل۔بی بھی محنتِ شاقہ کے ساتھ قرآنِ مجید کا بلوچی میں ترجمہ اور تشریح تحریر کر رہے ہیں۔ جس کی خصوصیت یہ[1] ہے۔ کہ قرآن پاک کے ہر لفظ کا مادہ نکال کر اس کے اصلی معنیٰ جو قرآنِ مجید کی عربی میں موجود ہیں اور اُس زمانے میں مُستعمل تھے۔ وہی معنیٰ کم سے کم مختلف الفاظ میں بیان کر کے ایک گرانقدر دینی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

گویا آپ جدید سائنٹیفک طریقے سے قرآن مجید کا اس طرح سے ترجمہ و تفسیر کر رہے ہیں۔ کہ جس طرح زمانہ قدیم میں عربوں میں وہ الفاظ جو مُستعمل تھے اُسی نہج پر موجودہ حالات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے بلوچی میں بیان کر رہے ہیں۔ تاکہ قرآن مجید کو جلد از جلد لوگوں کی سمجھ میں بہتر طریقے سے لایا جا سکے۔

اس کی ایک مثال یوں پیش کی جائے گی کہ عدو جس کے عربی میں معنیٰ ہیں چھیننے کے جو دو چیزوں کو پھاڑتی ہے، الگ کرتی ہے دو انسانوں کو بھی ملنے نہیں دیتی۔ گویا شیطان ہمارا آپ سب کا دشمن ہے جو دو مسلمانوں کو ایک ہونے نہیں دیتا۔ لفظ دُشمن کے اس طرح معنیٰ آسان و عام فہم طریقے سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔

علاوہ ازیں آپ کئی کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں۔ ایک میں مُختلف مضامین "قرآنِ حکیم اور ہماری زندگی" کے عنوان کے تحت شامل ہیں۔ دو ریڈیائی تقریروں کے مجموعے ہیں جو نصیحت آمیز دینی

---

[1] حاجی عبدالقیوم بلوچ، صلاح الدین مینگل، مشرق، کوئٹہ ۲۶ جولائی ۱۹۸۰ء۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام شیر محمد اور قبیلہ بلوچ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۸ راگست ۱۹۲۵ء کو تُجگبور (مکران) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ اُن کے آباؤ اجداد حضرت عمرؓ کے زمانہ میں موسیٰ الاشعری کی فتح کے وقت مکران آئے تھے۔

پروگرام کے تحت نشر کی گئیں۔ آپ نے بلوچی میں ایک خوبصورت کتاب "رسول ئے پہکیں زند" تحریر کی ہے۔ ۵۶ صفحات پر مبنی ہے۔ بلوچی اکیڈمی کوئٹہ نے ۱۹۸۰ء میں چھاپی ہے

حضرت سلطان باہوؒ کے خاندان کی اہمیت

سلسلۂ قادریہ کے عظیم صوفی حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ (۱۰۳۸ھ / ۱۶۲۸ء ——— ۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۰ء) نے اشاعت دینِ اسلام و فروغِ عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے موجودہ علاقہ جو بلوچستان پر مشتمل ہے، میں یہاں اپنے مرید باصفا مُلّاؒ معالیؒ کو خلافت دے کر بھیجا۔ مُلّاؒ معالی نے سلسلۂ قادریہ کی بلوچستان میں اشاعت کی اور فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے خلق خدا کو آشنا کیا۔

اُن کے بعد حضرت سلطان باہوؒ کی اولاد میں سے سلطان صالح محمدؒ (وفات ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء) سلطان نور احمدؒ (وفات ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) حضرت سلطان محمد نوازؒ (وفات ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء) سلطان محمد مشتاقؒ (وفات ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء) اور حضرت فیض سلطان (وفات ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء) یکے بعد دیگرے بلوچستان میں آتے رہے۔ اور تبلیغِ دین کا صوفیانہ فریضہ ادا کرتے رہے۔[۵۱]

حضرت سلطان باہوؒ سے فیض یافتہ خلفاء پیران کٹبار[۵۲] (بیل پٹ ضلع

۵۱۔ مناقب سلطانی، سلطان حامد۔ تذکرہ صوفیائے بلوچستان، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ص ۱۲۶۔

۵۲۔ تذکرہ صوفیائے بلوچستان، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور، ۱۹۷۶ء ص ص ۱۱۵ تا ۱۲۸۔

۵۳۔ عمدۃ الآثار فی تذکار اخبار الکٹبار، کراچی ۱۳۷۲ھ۔

تذکرہ صوفیائے بلوچستان، ص ص ۱۲۱، ۲۴۶ تا ۲۷۴۔

Marfat.com

بگھی) فقیران[۱] لانڈھی، میاں محمد صدیق شہداد کوٹیؒ، ملّا مزار بدوزئی محمد یوسف بدوزئی، عبدو ملنگ بروھی، فقیر اللہ وزایا بھنگر (علاقہ لہڑی جیسی پُر درد شخصیات نے اور باغی سیستانیؒ (کھڈکوچہ، قلات) و شاھوانی پیر[۲]ؒ جیسے محرم راز خلفاء نے بلوچستان میں سیرت و فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادیں مستحکم کر دیں۔

یہ بزرگان اپنی ہر نشست میں نہ صرف عشق و سیرت نبیؐ کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے رہے۔ بلکہ ہر محفل میں سیرت نبی اکرم صلعم کا ہی قیل و قال کر کے دلوں کو بیدار کرنے کی لافانی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

حضرت سُلطان محمد نواز عارفؒ جو حضرت سُلطان باہوؒ سے آٹھویں پُشت میں تھے۔ حضور نبی اکرمؐ کی ثنا میں کہتے ہیں[۳]

محمدؐ محمدؐ بگو ای نواز + کہ حُبّ محمدؐ کند بی نیاز

محمدؐ نبودی نبودی جہان + کہ واللہ نبودی زمین آسمان

چو آمد محمدؐ بہ آدمؑ وجود + ازان بر ملک حکم آمد سجود

مگر اس خانوادہ عالی کی طرف سے بلوچستان میں سیرتُ النبیؐ اور میلادُ النبیؐ کی باقاعدہ تقاریب کا ریکارڈ اُس وقت سے ملتا ہے۔ جب سے انہوں نے قیام پاکستان کے بعد سے مدارس انوار باہو کے قیام کا سلسلہ شروع کیا۔ ان مدارس عربیہ و اسلامیہ کے قیام

[۱،۲] لے۔ تذکرہ صوفیائے بلوچستان، ص ص ۱۲۰ تا ۱۲۵۔

مناقب سُلطانی، سلطان حامد۔

[۳] ۔ مجموعہ کلام، سُلطان محمد نواز، لاہور، ۱۹۶۲ء ص ۳۔

Marfat.com

کی ترتیب یوں[له] نظر آتی ہے۔

۱۔ مدرسۂ انوار باھوؒ ڈھاڈر (ضلع کچھی) اس مدرسۂ کو حضرت غلام دستگیر القادری کے تعاون سے سُلطان محمد مشتاق مرحوم نے قائم کیا۔ اس وقت مدرسۂ خود کفیل ہے۔ حکومتِ بلوچستان بھی اسے سالانہ گرانٹ دے رہی ہے اور مولوی وزیر محمد صدر معلم ہیں۔

۲۔ مدرسۂ انوار باھوؒ بھاگ (ضلع کچھی) اس مدرسہ کی بُنیاد بھی سُلطان محمد مشتاق مرحوم کی مساعی جمیلہ کی مرہونِ منت ہے۔ یہ مدرسہ خود کفیل ہے۔ حکومتِ بلوچستان بھی سالانہ گرانٹ دے رہی ہے مولوی محمد عاشق درس دیتے ہیں۔

درج ذیل مدارس انوار باھوؒ نمبر ۳ تا ۶ حضرت علامہ دستگیر القادری کے تعاون سے سُلطان نور حسین مرحوم نے قائم کیئے۔ جو حضرت سُلطان باھوؒ کی اولاد میں نویں پُشت سے ہوئے۔ اور کلی کیچی بیگ سر آب میں آپنا آستانہ قائم کئے ہوئے ہیں۔

۳۔ مدرسۂ انوار باھوؒ ٹمپل ڈیرو (ڈیرہ مراد جمالی) نصیر آباد۔ یہ مدرسہ خود کفیل ہے۔ وقتاً فوقتاً حکومتِ بلوچستان سے گرانٹ بھی ملتی ہے۔ مولوی حیات محمد درس دے رہے ہیں۔

۴۔ مدرسہ انوار باھوؒ پڑنگ آباد سونگر (مستونگ) میں سُلطان نور حسین مرحوم کے وقت سے ہی مولوی پیر بخش درس دے رہے ہیں۔ اور خطیب و امام بھی مقرر ہیں۔

۵۔ مدرسۂ انوار باھوؒ کلی رئیسانی نزد وحدت کالونی کوئٹہ۔ بزمِ قادریہ

له۔ بشکریہ پروفیسر سلطان الطاف علی، پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج اوستہ محمد (ضلع نصیر آباد)

وحدت کالونی و کلی رئیسانی نے ہی دراصل حضرت غلام دستگیر القادری اور سلطان نور حسین کا تعاون حاصل کیا۔ اور اُس وقت کے وزیر تعلیم میر یوسف علی مگسی کے ایما پر مدرسہ کے لیئے زمین الاٹ ہوئی۔ مدرسہ خود کفیل ہے اور مولوی غلام محمد مدرس و خطیب چلے آرہے ہیں۔

۴۔ مدرسہ انوار باھوؒ قلات بھی حاجی سُلطان نور حسین مرحوم کی کاوشوں سے قائم ہُوا۔ یہاں درس قرآن پاک کا معقول انتظام ہے۔

ان مدارس انوار باھو بلوچستان کے علاوہ چھ میں بزمِ باھو کی کمیٹی بستی میں گنبد والی مسجد کے خطیب مولوی دائم دین اور کوئٹہ چھاؤنی میں مسجد غوثیہ کے خطیب مولوی عبد الغنی براھوئی بھی اِسی سِلسلہ کے فیضان کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ان مدارس اور ان سے متعلقہ مساجد میں ہر سال میلادُ النبیؐ اور سیرت نبوی صلعم کے جلسے قیامِ پاکستان سے جاری چلے آرہے ہیں۔ ہر مدرسہ کے جلسہ میں اُس کے گردو نواح کے ہزاروں لوگ شرکت کرتے ہیں۔

الحاج سُلطان نور حسین کی وفات کے بعد حضرت غلام دستگیرُ القادری نے اپنے فرزند سُلطان حامد نواز قادری کو ان مدارس انوارِ باھو کی نگرانی اور اہتمام پر مقرر کر رکھا ہے۔

حضرت غلام دستگیر القادری ابن حضرت سُلطان نواز کا مجموعۂ کلام "پیر مغان" کے نام سے شائع ہُوا ہے۔ ایک نعت[1] بحضور سرور کائناتؐ بطور نمونہ درج کی جاتی ہے۔

---

[1] ۔ پیر مغان، سلطان غلام دستگیر القادری ناشاد، کوئٹہ ۱۹۸۰ء ص ۔ ۷۸۔

Marfat.com

رسول اللہ بجاہِ مصطفائی + بحق شیوۂ عالم پناھی
بہ عشقم مجرم رنگین نگاہی + ندارم پیش عذر بی گناھی
بحمداللہ بخواندی بردر خود + ولی در قلب رو دارم سیاھی
هنوزم غیرمی بیند نگاھم + پناھم ده زجرم دو نگاھی
ابوالقاسم ابوالزھرا محمدؐ + بحق عزّ خون کشتہ بلائی
ناشاد و ناشادم مگر دان + ترحم کن کہ محبوب خدائی

عید میلادالنبیؐ کی تقریب پر ایک عام جلسہ[1] ۱۴ اگست ۱۹۶۲ء بوقت صبح اکیڈیمی علومِ اسلامیہ کوئٹہ میں منعقد ہوا تھا۔ مولانا محمد فضل الرحمٰن انصاری کی خاص تقریر بعنوان "نبی کریمؐ سائنس کے عصرِ جدید کے بانی کی حیثیت سے" ہوئی۔ شرکاء کار خطیبوں میں سے حسبِ ذیل حضرات نے تقریریں کیں۔

۱۔ مولانا ابوالنصر منظور احمد : پیغمبر اسلام کی ہمہ گیر زندگی
۲۔ مولانا فضل الٰہی : پیغمبر اسلام کی عبادات
۳۔ مولانا چن پیر : پیغمبر اسلام کے اخلاق
۴۔ مولانا عبداللہ : پیغمبر اسلام کے معاملات

جلسہ کے آغاز میں مولانا قاری محمد عثمان نے قرآنِ پاک کی آیتیں تلاوت کیں۔ مولانا قاضی عبدالسلام، مولانا عبداللطیف پشاوری، قاری عبدالغنی نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں نظمیں پڑھیں۔ شہر کوئٹہ کے اہلِ علم حضرات نیز گورنمنٹ افسران نے بڑی تعداد میں شرکت فرمائی۔

پیشتر ازیں اکیڈیمی علومِ اسلامیہ کوئٹہ میں ۲۲ جون اور ۲۰ جولائی

---

[1] مجلۂ اکیڈیمی علومِ اسلامیہ، کوئٹہ، ۱۹۶۲ء ص ۶ تا ۸۔

Marfat.com

۱۹۶۲ء بوقت صبح حسبِ ذیل دو عنوانوں پر تقریری مقابلے منعقد کیے گئے تھے۔ سارے خطیبوں نے ان میں حصّہ لیا۔ اساتذہ کے علاوہ مولانا احمد عبدالصمد فاروقی قادری نے جو کراچی سے تشریف لائے ہوئے تھے، جج کے فرائض انجام دیئے۔

(ا)۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔

(ب)۔ پیغمبر اسلامؐ کے تبلیغی مراحل۔

اُنہی دنوں اگریکلچر انسٹی ٹیوٹ کوئٹہ میں مولانا قاری محمد عثمان نے "اسلام میں رسالت کا مفہوم" پر خطاب کیا۔ صدرِ جلسہ مولانا فضل الرحمٰن انصاری تھے۔

جمعہ اور سیرت کے موقعہ پر قلات، مستونگ اور کوئٹہ شہر میں حسبِ ذیل خطیب حضرات نے اپنی تقریروں سے لوگوں کو فیض پہنچایا:۔

مولانا سید میر عالم شاہ، مولانا حاجی فضل الٰہی، مولانا قاری محمد عثمان، قاضی عبدالسّلام، مولانا نور محمد قاسمی۔ قلات میں۔

مولانا محمد قیوم عرفانی، مولانا سید خلیل احمد، مولانا محمد یوسف سہروردی، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا عبدالقادر، مستونگ اور اسلام آباد میں۔

نیز مولانا سید میر عالم شاہ، مولانا عبدالحمید، مولانا منظور احمد ہاشمی، مولانا قاری عبدالغنی کوئٹہ میں۔

مولانا عبدالغنی، مولانا عبداللہ، مولانا فضل الٰہی، مولانا محمد امین، شہر کی مسجدوں میں اور سریاب بلوچستان ٹیکسٹائل مل میں۔

نصیر آباد میں سیرتِ میلادؐ

نصیر آباد بلوچستان کا زرخیز ترین ضلع ہے۔ جہاں اناج اور سبزیات کی فراوانی ہے۔ اوستہ محمد، جھٹ پٹ اور ڈیرہ مراد جمالی نصیر آباد کی

Marfat.com

مشہور شہری آبادیاں ہیں۔ اوستہ محمد کو تو میونسپلٹی کا درجہ بھی دیا جا چکا ہے۔ ضلع نصیرآباد کے عوام نہایت راسخ الاعتقاد مسلمان اور اسلام کے شیدائی ہیں۔ یہاں کے مشہور قبائل جمالی، کھوسہ، سومرہ اور بھنگر ہیں ان کے علاوہ کچھ بروہی اوستہ اور جاٹ قبائل بھی آباد ہیں۔ جو اھل اللہ وعلمائے اسلام سے والہانہ محبت رکھنے کے باعث پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی ارادت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس ضلع میں میلاد شریف اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں سال بھر تقاریب اور جلسے منعقد ہوا کرتے ہیں۔

ڈیرہ مراد جمالی ضلع کا صدر مقام ہے اور یہاں جامعہ انوار باہو ڈیرہ مراد جمالی کی طرف سے سیرۃ النبیؐ کے سلسلہ میں سال میں دو تین جلسے اور تقاریب بڑی کامیابی سے منعقد ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ امسال ماہ رجب کے اوائل میں بھی جامعہ کے مہتمم سلطان حامد نواز قادری خلف الرشید حضرت غلام دستگیر القادری نے سیرتِ طیبہ پر ایک روزہ جلسہ کرایا۔ جس میں صوبہ کے علماء و مشائخ کے علاوہ سندھ اور پنجاب سے بھی علمائے کرام نے آکر خطاب کیا۔

گنداخہ کی گوٹھ غلام محمد کے خطیب جامع مسجد اعتبار خاں تو ۱۹۳۸ء سے باقاعدگی کے ساتھ سیرت آنحضرت صلعم پر اپنے مواعظ دلپذیر سے علاقہ کے عوام کو مستفیض کرتے چلے آرہے ہیں۔

اوستہ محمد میں مساجد کے خطیب بدستور اپنے فرائض سے آگاہ چلے آرہے ہیں۔ بالخصوص تحصیل والی مسجد کے خطیب مولوی عبدالحق موچیاں والی مسجد کے خطیب تو باقاعدگی سے میلادالنبیؐ، معراج النبیؐ شب برات،

ؔلہ۔ بشکریہ جناب پروفیسر سلطان الطاف علی ۔۔۔ ب اوستہ محمد۔

Marfat.com

عیدین اور دیگر اسلامی اہمیت کے ایام میں سیرت نبی اکرم صلعم پرسیر حاصل تقاریر و مواعظ کر کے کما حقہ فائدہ پہنچا رہے ہیں۔

اوستہ محمد کی میونسپلٹی کی طرف سے بھی ہر سال میلاد النبیؐ پرشیرینی و خیرات وصدقات کی تقسیم کے لئے روپیہ منظور ہُوا کرتا ہے۔ ۱۹۸۰ء میں تو میونسپلٹی کے چیئرمین سُلطان غلام میران نے میلاد شریف کے موقعہ کے لئے تقاریب و انعامات کی خاطر مبلغ پانچ ہزار روپے مختص کر دیئے۔

اوستہ محمد کے تعلیمی اداروں میں بھی کم و بیش ہر سال سیرت و میلاد نبی اکرم صلعم پر جلسے منعقد ہوتے ہیں۔

سیّد خدن شاہ (اوستہ محمد) قادر بخش گولہ[لہ] (جھٹ پٹ) اور حضرت

لہ۔ مولوی قادر بخش خاں گولہ (۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء ـــ ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء) کا مزار گوٹھ عاشق آباد نزد صُحبت پور تعلقہ جھٹ پٹ میں ہے۔ مولوی احمد خاں گولہ سجادہ نشین نے آپ کی سیرت اور کلام پر ایک تالیف مرتب کی ہے۔ جسکا نام "گلزار کا پاری" ہے۔ معراج نامہ اور مولود شریف کے ترجمے ملاحظہ کیجئے:-

معراج نامہ

ہزار حمد ایک خالق کے لئے ہے جس نے احمد کا ظہور فرمایا۔
واحد (خُدا) جس نے اپنی کثرت ظاہر کرنے کیلئے اسے نور سے پیدا کیا۔
نبی کے دین نے یہ سارا جہان اور وہ جہان باغ اور بہار کر کے بہشت بنایا۔
رسُول کے چاروں یار امداد کرتے تھے۔ (دین میں) اور خُدا نے انہی پر (دین کی تبلیغ میں) انحصار کیا۔

مولود شریف

اللہ کے رسول محمد سردار کو دل اور نفس بہت یاد کرتے ہیں۔

(آگے دیکھئے پاورقی)

Marfat.com

فیض سلطان وسلطان ولی محمد (اوستہ محمد) کی درگاہوں پر سالانہ عُرسوں کے موقعہ پر حضور نبی کریم صلعم کی سیرت مبارکہ و تعلیماتِ عالی پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

اوستہ محمد میں دو پاسی زئی سادات کے دو خانوادے بھی آباد ہیں جو باقاعدگی سے میلادُ النبیؐ حضور نبی کریم صلعم کی یادو ارواح مبارک اولیائے کرام کے لئے نیاز و خیرات کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان بزرگوں کی سالانہ یادگاروں اور عُرسوں میں علاقہ کی اقلیتیں بالخصوص ہندوؤں کو بھی شریک محفل ہوکر رحمت دو عالم آنحضرت صلعم کے فیض عام سے مُستفید ہوتے دیکھا جاتا ہے۔

کوئٹے میں بعض صاحبان انفرادی طور پر بھی نعتیہ مشاعروں کا بندوبست کرتے رہتے ہیں۔ جن میں کم و بیش سبھی حلقوں سے مُختلف صاحبان شریک ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک قابلِ ذکر نام مرحوم سیّد نوشہ حسین نقوی کا ہے[1] جو پہلے گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں ریاضی کے لیکچرار تھے۔ پھر ٹیکنیکل ہائی اسکول کوئٹہ کے ہیڈ ماسٹر بنے۔ ابتداء میں (قیامِ پاکستان کے فوراً بعد) ان کے مکان واقع میکانگی روڈ کوئٹہ پر کئی نعتیہ مشاعرے منعقد

۱۔ سمندر کی پُر ہیبت لہریں بہت دور سے پہاڑوں کو بھی ڈرا دیتی ہیں۔ (میرا اس تک) پہنچنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ سفر دور کا ہے۔ اسی فکر میں میرا دل تڑپ رہا ہے۔

۲۔ جب سے زندہ ہوں اس کی محبت میرے اندر اس کی یاد کو تازہ کیے ہوئے ہے۔ میری آرزو ہے کہ میری موت کے وقت سیّد (حضرت محمد) آکر اپنی زیارت کرائیں۔

[1] بشکریہ جناب سیّد عابد رضوی، ریڈیو پاکستان، کوئٹہ۔

Marfat.com

ہوئے۔ جن میں اُس زمانے کے کوئٹہ کے شعراء مرحوم آغا صادق، مرحوم یوسف عسکری، نازش اکبر آبادی، سیّد علی نظامی، تُراب گوالیاری، عابد رضوی، اثر جلیلی، نور محمد ہمدم، سردار نقوی، زاہد نقوی، شاہد نقوی اور اصغر انبالوی وغیرہ شرکت کرتے رہے۔

بعد میں انہوں نے انجمن ناصر العزا کی بُنیاد رکھی جو اب کوئٹہ کا ایک بڑا امام باڑہ شمار ہوتا ہے۔ نوشہ حسین نقوی کی نعتیہ مشاعرے کی روایت آج بھی قائم ہے۔ اور ہر سال عید میلادُالنبیؐ کے موقع پر شاندار نعتیہ مشاعرہ منعقد ہوتا ہے۔ جس میں کوئٹہ کے علاوہ کراچی، لاہور وغیرہ سے بھی شعرا شرکت کرتے ہیں۔

ایک دور میں پوسٹل کالونی کوئٹہ شہر کی علمی و ادبی محفلوں کا مرکز تھی۔ یہاں قریباً ہر ہفتے ایک طرحی مشاعرہ منعقد ہوتا تھا۔ جس کا انتظام سیّد عابد رضوی کے والد محترم جناب سیّد غلام شاہ صاحب کرتے تھے وہ ۱۹۳۵ء کے زلزلے کے وقت سے ۱۹۶۴ء تک کوئٹے کے محکمۂ ڈاک میں رہے۔ اس کے بعد کراچی چلے گئے۔ ریٹائر ہونے کے بعد وہ اپنے آبائی گاؤں مُرید تحصیل چکوال میں مقیم ہیں۔ شاہ صاحب کا دل حُبِ رسولؐ اور اہلِ بیت کی محبت سے سرشار تھا۔ رسولِ پاکؐ کا نام مبارک آتے ہی آپ کی آنکھوں میں آنسو رواں ہوجاتے تھے۔ چُنانچہ اُن کے مکان پر کئی طرحی نعتیہ مشاعرے بھی منعقد ہوئے۔ اسی سلسلے میں ایک مشاعرے کی طرح یہ تھی۔

کہو موسیٰ سے آکر دیکھ لو جلوہ محمدؐ کا

اسی زمانے میں محکمہ ڈاک کے سپرنٹنڈنٹ فاروق صاحب کوئٹہ تشریف لائے۔ جو بیحد دیندار شخص تھے۔ چُنانچہ اُن کے بنگلے پر پیر ہاشم جان صاحب کی صدارت میں ایک شاندار نعتیہ مشاعرہ منعقد ہُوا۔ جس میں علامہ عیش

فیروز پوری، صادق نسیم، رشید نثار، عابد رضوی، اور تراب گوالیاری وغیرہم نے شرکت کی۔

کوئٹہ کی ایک اور ممتاز شخصیت تھی۔ سید محمد علی شاہ کاظمی انہوں نے بھی برسوں نعتیہ مشاعرے منعقد کرائے جن میں مقامی و بیرونی شعراء شرکت کرتے رہے۔

ماضی میں حلقۂ احباب قلم کے زیرِ اہتمام حلقے کے بانی اور روح رواں جناب اثر جلیلی ہر سال نہایت اعلیٰ پیمانے پر عید میلاد النبیؐ کے موقع پر محفل میلاد منعقد کرتے رہے ہیں۔ ان محافل میں کوئٹہ کے ممتاز شعراء نعتیں پیش کرتے تھے۔

پی۔ آئی۔ اے میں گذشتہ برسوں میں جناب عباس حیدر کاظمی اسٹیشن مینجر رہے ہیں۔ وہ خود بھی بڑے اچھے شاعر تھے۔ ایک سال عید میلادُ النبیؐ کے موقع پر اُن کی کوششوں سے مقامی پی۔ آئی۔ اے کے دفتر میں محفلِ میلاد منعقد ہوئی تھی۔ جس میں اثر جلیلی، عابد رضوی، ظفر خاں نیازی اور کئی دوسرے شعراء نے شرکت کی۔

آج سے بیس بائیس سال پیشتر قلات میں دو تین نہایت اچھے نعتیہ مُشاعرے منعقد ہوئے۔ اس سلسلے کا پہلا مشاعرہ عید میلادُ النبیؐ کے موقع پر منعقد ہوا۔ جس میں کوئٹہ سے صادق نسیم، رشید نثار، عابد رضوی تراب گوالیاری اور کئی دوسرے شعراء نے شرکت کی۔ اُن دنوں قلات میں جناب عمر عامر انفارمیشن آفیسر تھے۔ یہ مشاعرے انکی کوششوں کا نتیجہ تھے۔

بلوچستان بھر کے کالجوں اور سکولوں میں ہادیٔ اِسلام آنحضرت صلعم کی سیرت پاک کے بارے میں مجالس مُنعقد ہوتی رہتی ہیں۔ حُسنِ قرأت کے انعامی مقابلے بھی ہوتے ہیں۔ مذاکروں کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً

Marfat.com

گورنمنٹ انٹر کالج مستونگ، ۲۷ اپریل ۱۹۷۰ء۔[۵۱]

مقابلہ حسن قرأت: اول عطاء الرحمٰن خاں دوم شجاعت یامین سوم نور محمد۔

مقررین:۔ پروفیسر محمد مسعود احمد، قاری علیم الرحمٰن، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، محمد صلاحُ الدین مینگل، ارباب اسد خاں۔

گورنمنٹ انٹر کالج مستونگ، ۲۴ مئی ۱۹۷۰ء[۵۲] جلسۂ سیرت۔

مقررین:۔ محمد صلاحُ الدین مینگل، صالح محمد شاد، اکبر علی شیرازی، عبد الغنی، لعل محمد، خورشید احمد، پروفیسر حیات علی، ڈاکٹر انعام الحق کوثر۔

گورنمنٹ انٹر کالج مستونگ، ۹ مئی ۱۹۷۱ء[۵۳] عید میلادُ النبیؐ۔

مقررین:۔ حافظ محمد رفیق، فیروز خاں، محمد صلاحُ الدین مینگل، محمد نعمان افضلؔ صالح محمد شاد، عبدالاحد، عبدالکریم، پروفیسر سُلطان الطاف علی، پروفیسر خوش محمد، پروفیسر حیات علی، ملک محمد رمضان بلوچ، پروفیسر اعجاز حسین ڈاکٹر انعام الحق کوثر۔

گورنمنٹ انٹر کالج مستونگ ۲۶ اپریل ۱۹۷۲ء[۵۴] جلسہ سیرتُ النبیؐ تقریری مقابلے کا عنوان تھا: "موجودہ دور میں انسانیت کی بقا اور بہبود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام میں مضمر ہے۔"

اوّل سجاد علی دوم تنویر عالم سوم لطیف الرحمٰن۔ خصوصی انعامات عبدالغنی، رضوان الحق ـــ جج صاحبان، ڈاکٹر تاج محمد، حکیم محمد اکبر، قاضی محمد یامین۔

دیگر مقررین:۔ ڈاکٹر انعامُ الحق کوثر، نوابزادہ جہانگیر شاہ۔

۵۱۔ نعرۂ حق، کوئٹہ، ۲۹ اپریل ۱۹۷۰ء۔

۵۲۔ جنگ، کراچی، ۲۹ مئی ۱۹۷۰ء۔

۵۳۔ زمانہ، کوئٹہ، ۱۰ مئی ۱۹۷۱ء۔

۵۴۔ روزنامہ جنگ، کوئٹہ، ۲ مئی ۱۹۷۲ء

Marfat.com

گورنمنٹ ڈگری کالج لورالائی، ۲ مارچ[۵۱] ۱۹۷۷ء سیرت کانفرنس حسنِ قرأت کے مقابلے میں نجم الدین اول، عبدالصمد اور سیف الرحمٰن دوم آئے۔

مقررین اور نعت خواں :۔ جاوید رزاق، نعیم الحق، میاں محمد اشرف، مولوی عبدالوسع، فہیم الحق، خورشید افروز، تابش نگینوی، ڈاکٹر انعام الحق کوثر۔

گورنمنٹ ڈگری کالج سبّی، ۱۸[۵۲] فروری ۱۹۸۰ء جشنِ عید میلادُ النبیؐ۔

مقررین :۔ عبدالقادر رند، نصیب شاہ، حامد محمود، نعیم الحق، محمد ریاض، محمد اشرف، اکبر حمید، محمد عظیم، امجد محمود، عبدالرحیم بلوچ، محمد حیات، مجیبُ الرحمٰن یوسفی، سیّد فیصل سعود، ڈاکٹر انعام الحق کوثر۔

نعت خواں :۔ راحت حمید، تنویر، شعیب اللہ، محمد احمد، یوسف شاہ، سہیل احمد، سلیم احمد، محمد عظیم، معین الدین اور محمد اقبال۔

اس تقریب میں طلباء اور عام شہریوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اعلیٰ سول و فوجی افسران بھی موجود تھے۔ سیّد فیصل سعود مہمانِ خصوصی نے طلباء میں انعامات دیئے۔

ہفت روزہ 'ایلم' مستونگ میں مندرج ہے کہ ویسے تو جشن عید میلادُ النبیؐ کی تقریب شہر کے تمام تعلیمی اداروں میں منائی گئی مگر گورنمنٹ ڈگری کالج کی تقریب انفرادیت کی حاصل تھی۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول[۵۳] لورالائی میں گزشتہ دنوں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں درجہ اوّل سے جماعت دہم کی طالبات نے قرأت،

۵۱۔ جنگ، کوئٹہ، ۳ مارچ ۱۹۷۷ء، مشرق، کوئٹہ، ۵ مارچ ۱۹۷۷ء۔

۵۲۔ مشرق، کوئٹہ، ۱۹ فروری ۱۹۸۰ء، جنگ کوئٹہ: ۲۱ فروری ۱۹۸۰ء۔ زمانہ، کوئٹہ، ۱۸ فروری ۱۹۸۰ء ایلم، مستونگ، ۱۷ مارچ ۱۹۸۰ء۔

۵۳۔ مشرق، کوئٹہ، ۳۰ اگست ۱۹۸۰ء۔

Marfat.com

نعت خوانی اور تقاریر میں حصّہ لیا۔ سیرتُ النبیؐ کے اس جلسے کے اختتام پر ہیڈ مسٹریس ثریا اسماعیل نے اساتذہ اور طالبات کو اپنی تقریر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کی۔ اول، دوم اور سوم آنے والی طالبات کو انعامات دیئے گئے۔ آخر میں سکول کی طالبات میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

تعمیرِ نو پبلک سکول کوئٹہ

یہ ۱۹۵۵ء[1] کی بات ہے۔ چند خدا پرست صاحبِ دل مخیر حضرات نے سوچا کہ جب تک تعلیم کے پہلو بہ پہلو اسلامی طرز پر کردار سازی کا اہتمام نہ جائے تعلیم نامکمل بلکہ مضر ہے۔ ایسی تعلیم سے اسلامی ذہن و کردار کے حامل افراد کا حصول عبث ہے۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ کھاتے پیتے اور اعلیٰ گھرانوں کے لوگ اپنے بچّوں کی تعلیم کے لئے مشنری اسکولوں کا رُخ کرتے ہیں۔ کیونکہ اُن کا معیارِ تعلیم دوسرے عام اسکولوں سے بہتر ہے۔ لیکن عیسائی مشنری اسکولوں کے مخصوص طریقۂ تدریس کے باعث وہ نہ صرف دین کی تعلیم سے بے بہرہ، اپنے اسلاف کے کارناموں سے بھی قطعی طور پر ناآشنا بلکہ بڑی حد تک دین و مذہب سے بیگانہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک ایسی درسگاہ کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی۔ جس کا نہ صرف معیارِ تعلیم بلند ہو بلکہ نظم و ضبط کے ساتھ کردار سازی کے لیئے اعلیٰ تربیت کا بھی انتظام ہوتا کہ ایسی نسل تیار ہو سکے جو نہ صرف مجرّد تعلیم یافتہ ہو۔ بلکہ اِسلامی خطوط پر اُن کی اعلیٰ تربیت بھی کی گئی ہو۔

---

[1] ۔ تعمیرِ نو پبلک سکول کوئٹہ، آغا عبدالرزاق چشتی شملوی، مشرق، کوئٹہ ۲۶ جولائی ۱۹۸۰ء۔

انہی خیالات کو عملی جامہ پہنانے کے لیئے جمالی ہاؤس میں مولانا عبدالعزیز مرحوم خطیب جامع مسجد چمن پھاٹک، میر محمد مراد خاں جمالی مرحوم اور مولانا عبدالمجید خان نے ابتدا کی اور یوں تعمیر نو پبلک اسکول کی بنیاد پڑی۔ جو گزشتہ بیس برس سے ادارہ تعمیر ملّت کے تحت ترقی کی جانب گامزن ہے۔

انجمن تعمیرِ ملّت کے چیئرمین سید آغا تاج محمد، وائس چیئرمین محمد حسین آنریری سیکرٹری محمد صدیق اور ممبران میں حاجی محمد ابراہیم، ڈاکٹر جمیل الرحمٰن، میر فضل محمد خان جمالی اور حاجی عبداللطیف شامل ہیں۔

موجودہ پرنسپل فضل حق میر نے ۱۹۶۰ء میں ٹیچر کی حیثیت سے درس و تدریس کا آغاز کیا۔ اور ۱۹۶۷ء میں پرنسپل بنے۔ اُن سے قبل سید مظہر حسین پرنسپل تھے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ہر مسلمان بلکہ ہر انسان کے لیئے مینارۂ نور اور رُشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ آج جبکہ ہر طرف کفر و ظلمات کی قوتیں پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینے کیلئے سرگرداں ہیں۔ محسنِ انسانیت ؐ کے پیغامِ حق کو گوشے گوشے میں پھیلانے کے لیئے بھی یہ ادارہ پیش پیش رہا ہے۔ چنانچہ طلبہ کی اسلامی خطوط پر کردار سازی کے لیئے روزانہ سب سے پہلا پیریڈ اخلاقیات کی تعلیم کی خاطر وقف ہے۔

اخلاقیات کے نصاب میں احادیث کی کتابیں، ایمانیات، عقائد اور اسلامی آدابِ زندگی کے لیئے راہِ عمل کی مستند کتب شامل ہیں۔ بقول فضل حق میر: "اس کردار سازی ( ) کا مقصد یہ ہے کہ دورِ جدید کے مشرکانہ، کافرانہ اور ظالمانہ نظامہائے فکر کے مقابلے میں ہم اپنے طلبہ کو اسلامی رنگ (صبغۃ اللہ) میں اسطرح

Marfat.com

رنگ دیں کہ وہ اینٹی اسلامک فورسنز (
) کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔ ہمارے طلبہ مستقبل میں وزیر بنیں یا سفیر، جج بنیں یا مشیر وہ کچھ بھی ہوں کہیں بھی ہوں، دوسروں کے مقابلے میں یُوں نمایاں نظر آئیں جیسے پتھروں میں کوئی ہیرا جگمگا رہا ہو۔"

پچھلے دس سال سے اس سکول میں سرورِ عالم آنحضرت صلعم کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لیئے کئی بابرکت تقاریب منعقد ہوتی رہی ہیں۔ جن میں بین المدارس تقریری مقابلے، نعتیہ مشاعرے، ذہنی آزمائش کے معلوماتی پروگرام اور محققین، مفسرین، محدثین اور ممتاز دانشوروں کی تقاریر شامل ہیں۔

۱۹۷۸ء میں دو روزہ سیرت کانفرنس میں سیرتُ النبیؐ کے عنوان پر بلوچستان کے تمام اسکولوں سے ذہین و فطین طلبہ نے تقاریر کیں۔ ذہنی آزمائش کا معلوماتی پروگرام بھی مُرتب کیا گیا۔

علاوہ ازیں ایک عظیم الشان کل پاکستان نعتیہ مشاعرہ بھی ہُوا۔ جس کی صدارت جناب فقیر محمدؐ بلوچ نے کی۔ اور مہمان خصوصی مشہور مقرر اور عالمِ دین شاہ بلیغ الدین تھے۔ اُن نعت گو شعرائیں سے چند ایک کا نمونۂ کلام کچھ یوں ہے:-

انہی کے دم سے ہے فصل بہار عالم میں
تمام دہر سے بڑھ کر حسین محمدؐ ہیں (سرور)

نظرِ کرم سے دے ہمیں جینے کا حوصلہ
اے ذاتِ بے مثال مقدر سنوار دے (قمر)

فرصت ہے کہاں خوف خورشید قیامت کی
ہر آن تصوّر میں دامانِ محمدؐ ہے (نور محمد ہمدم)

Marfat.com

میں کہاں اور کہاں عشقِ نبیؐ کی دولت
یہ مقدر تو اویسؓ قرنی کا ہوگا (اثر جلیلی)

تصویر میں ہوتی ہیں مصوّر کی ادائیں
خالق کو نہ دیکھا، شاہِ ابرار کو دیکھا (منیر)

تعلیمِ مصطفیٰؐ نے ایسا شعور بخشا
جو آدمی نہیں تھے انسان بن گئے

تم ہی ذرا اعجاز بتاؤ کیا ہے؟ جو یہ اعجاز نہیں ہے
جسکو کبھی دیکھا بھی نہیں ہے دِل اُس کا شیدائی ہے

اچھائیوں کی آخری تعریف ہے یہی
اللہ کے رسولؐ کی تعریف کیجئے (اعجاز رحمانی)

پھر گدڑیوں کو لعل دے، جاں پتھر میں ڈال دے
حاوی ہوں مستقبل پہ ہم ماضی سا ہمکو حال دے

ترا یہ مظفر خوش نواز جسے جانتے ہیں شاہ و گدا
ترے سنگِ در پہ مرے اگر تو کوئی نشان بھی نہ چاہیئے
(مظفر وارثی)

۱۹۷۹ء میں بھی ایک ایسی ہی قابلِ توصیف تقریب کا انعقاد ہوا۔ اس میں بھی صوبۂ بلوچستان کے ہونہار طلبہ نے حصّہ لیا۔ تقریری موضوع تھا "ہماری فلاح کا راز محسنِ انسانیتؐ کی پیروی میں مضمر ہے۔" اس کے ساتھ ساتھ ذہنی آزمائش کا پروگرام بھی ہوا۔ اس تقریب کی صدارت جناب فقیر محمد بلوچ نے کی اور مہمانِ خصوصی تھے فتح خاں خجک سیکرٹری تعلیمات بلوچستان، بعینہٖ ۱۹۸۰ء میں بھی اسی طرح ایک بابرکت محفل منعقد کی گئی۔ جس کی صدارت جناب خالد احمد کمشنر کوئٹہ نے کی۔ بلوچستان کے مختلف اسکولوں کے طلبہ نے شرکت کی اور حبیبِ کردگار

Marfat.com

آنحضرت صلعم کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ دانائے سبل اور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ پر تقاریر ہوئیں۔ اور بعد ازاں معلوماتی کوئز پروگرام ہوا۔

مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ تعمیر نو پبلک ہائی اسکول کوئٹہ کے طلبہ کے دل و دماغ میں یہ بات بٹھائی جاتی ہے کہ دین و دُنیا میں فلاح کا راز مُرشدِ اعظم، ہادیٔ اعظم، معلم اعظم، نبی اعظم اور رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی میں مضمر ہے۔

اللہ رکھا جمالی نے ۱۹۴۸ء میں ماہنامہ "رہبر نسواں" جاری کیا تھا۔ جو خواتینِ بلوچستان کے لیئے آسمانِ صحافت پر ایک درخشندہ ستارہ تھا۔ یہ مسز رشید جان، بیگم رفیع الدین، شیریں درانی، ذکیہ فضل الٰہی اور صفیہ ایوب وغیرہ کی ادارت میں چھپتا رہا۔ اس کے کئی ایک نمبر بھی شائع ہوئے۔ اُن میں سے ایک میلادُالنبیؐ کی تقریب (جنوری ۱۹۵۲ء کا نمبر بھی تھا۔

مولانا عبدالباقی دُرخانی کے ہاتھوں نومبر ۱۹۵۰ء میں ایک مذہبی علمی اور ادبی رسالے "معلم" کی ابتدا ہوئی۔ یہ مدرسہ عربیہ ملیہ سریاب کوئٹہ کا آرگن تھا۔ جس کے بارے میں سیّد علی نظامی نے کہا تھا۔

مُستقبلِ جمیل کا ضامن ترا وجود،
اب تیرے ہاتھ عقدۂ ملی کی ہے کشود،

یہ رسالہ آٹھ سال سے زیادہ قائم رہا۔ بعد میں ہفت روزہ کا روپ دھارا اور جاری نہ رہ سکا۔ اس میں حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم کی سیرت پاک کے بارے میں بھی مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ جیسے مولانا سیّد شمس الحق وزیر معارف قلات کا ایک طویل مقالہ بعنوان سیرتِ نبویؐ پر ایک نظر، "معلم" کے کئی شماروں میں شائع ہوا

Marfat.com

تھا۔ ایک قسط 'معلم' کے شمارہ فروری ۱۹۵۱ء والی میرے پیشِ نظر ہے۔ اسی شمارہ کے چند اور اہم مضامین یہ ہیں :۔

آنحضرتؐ اور اخلاقِ حمیدہ   از مولوی محمد اسمٰعیل

پردہ اور اسلام   از مولوی عبدالوہاب

رسولِ کریمؐ بحیثیت ایک شوہر از سلطان محمدؐ

"ہمارا ترانہ" کے تحت شمسُ الحق ملتانی کہتے ہیں :۔

تجھ کو کرنا ہے جو تقلیدِ محمدؐ مصطفیٰؐ
پیکرِ صدق و صفا وغیرت و ایثار بن
بادۂ عشقِ محمدؐ سے اگر سرشار ہے
دشمنوں کے واسطے پھر خانۂ خمّار بن
فی الحقیقت ہے اگر دل سے غلامِ مصطفےٰؐ
تو سرِ اغیار پر اسلام کی تلوار بن

مولانا عبدالعزیز خاں نے دسمبر ۱۹۵۱ء میں ایک علمی و ادبی ماہنامے "کوہسار" کا اجرا کیا تھا۔ اس میں بھی بعض مضامین اسلامی تعلیمات سے متعلق شائع ہوتے تھے۔ مثلاً

اسلام کی فضیلت از سیّد ناظم علی دریا بادی ایم۔اے شمارہ مارچ ۱۹۵۳ء۔

چودھری محمد سلطان ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ نے جون ۱۹۵۴ء میں سہ ماہی اسلامیہ ہائی سکول میگزین جاری کیا تھا۔ اسکا ماٹو تھا:۔

مری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں، میں اسی لئے نمازی

ایک شمارے (ستمبر، اکتوبر، نومبر ۱۹۵۴ء) کے چند مضامین یہ تھے

پیغمبر کی تعلیم از خلیل سرحدی۔

اسلامی دور میں مدارس کی تاریخ از مولانا عبدالشکور۔

تلواروں کے سائے تلے اعلائے کلمۃ الحق از محبوب حسین شاہ مشہدی۔

مسلمان اور سائنس از جمیل احمد۔

حضرت بلال بن رباح رضؓ از مولانا عبدالعزیز۔

مجلہ اکیڈمی علوم اسلامیہ کوئٹہ ہر سہ ماہی کورس کے اختتام پر ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی کی زیرِ نگرانی شائع ہوتا تھا۔ اس کا پہلا شمارہ اگست ۱۹۶۲ء میں منظرِ عام پر آیا۔ اس کے مدیر ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی اور مولانا شمس الحق افغانی تھے۔ یہ علمی اور مذہبی مضامین کا مجموعہ ہوتا تھا۔ پہلے شمارے (سیشن ۳۱ مئی تا ۲۷ / اگست ۱۹۶۲ء) کے بعض مقالات کے عنوان یہ تھے۔

۱۔ مقالہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر شرکاءِ کار کی بعض تقریروں کے اقتباسات۔

۲۔ ترقی اور اسلام از حضرت مولانا شمس الحق افغانی۔

۳۔ اسلام اور اتحاد و تعاون عمل از ڈاکٹر محمد بشارت علی۔

۴۔ اسلامی نظریۂ تعلیم از مولانا خالد علوی۔

۵۔ شہادت حضرت امام حسین رضؓ از مولانا مفتی محمد حسین نعیمی۔

مولانا عبدالکریم مرحوم نے یکم ستمبر ۱۹۴۷ء کو ہفتہ روزہ "میزان" جاری کیا تھا۔ یہ ۲۷ / اکتوبر ۱۹۶۶ء سے روزنامہ بن چکا ہے اس کے دو دیدہ زیب سیرت نمبر ہمارے پیش نظر ہیں۔

ایک ۳ / مارچ ۱۹۷۷ء کا ہے اور دوسرا ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کا ۔
ان میں جو مضامین شامل ہیں ۔ اُن کے عنوانات یہ ہیں :۔

۱۔ سرور دو عالمؐ کی تعلیمات آج کی سسکتی اور کراہتی ہوئی انسانیت کے دُکھوں کا مداوا ہیں ۔

۲۔ سرکارِ دو عالمؐ کی جوانی شبنم صبح کی طرح پاک تھی ۔

۳۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ۔

۴۔ اخلاقِ نبوی صلعم ـــــ عدل و انصاف کا پہلو از مولانا عبدالکریم ۔

علاوہ ازیں بلوچستان کے دوسرے اخبارات جیسے 'مشرق' کوئٹہ 'جنگ' کوئٹہ 'زمانہ' نعرۂ حق کوئٹہ وغیرہ بھی ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل کے موقعہ پر سیرتِ طیّبہ آنحضرت صلعم کے بارے میں مضامین اور نظمیں شائع کرتے ہیں ۔

ماہنامہ اولس بلوچی کوئٹہ سے دسمبر ۱۹۶۱ء میں شائع ہونا شروع ہُوا ۔ ستمبر ۱۹۷۹ء باقاعدگی سے چھپتا رہا ۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء سے جولائی ۱۹۸۰ء تک بند رہا ۔ اب پھر منظرِ عام پر آرہا ہے ۔ اس کے ایڈیٹر امان اللہ گچکی عبدالغفار ندیم ، حکیم بلوچ ، صورت خان مری رہے ۔ نومبر ۱۹۷۴ء سے عبدالقادر شاہوانی اس کے مدیر ہیں ۔

اس میں سیرت النبیؐ آنحضرت صلعم کے بارے میں مضامین شائع ہوتے رہے ہیں جیسے :۔

۱۲ ربیع الاوّل ،	پیر محمد زبیرانی ،	اگست ۱۹۶۳ء
دو جہان ءِ سردار ،	ملک محمد پناہ ،	جولائی ۱۹۶۴ء
پاکیں نبی ءِ گپت ،	آزاد جمالدینی ،	جولائی ۱۹۶۴ء
مئے پیغمبرءِ گپتار ،	عبدالصمد درانی / صدیق آزاد	جولائی ۱۹۶۴ء
سیرت ،	مولوی محمد حیات ،	مئی ۱۹۶۵ء

مۓ پیغمبر چم دگرانی ،	قاضی عبدالرحیم صابر ،	جولائی ۱۹۶۵ء
پیغمبر اسلام ناساوہ انگار زندگی (براہوئی)	محمد مرید ،	ایضاً
رسول اللہؐ جہاد	عبدالباقی درخانی ،	نومبر ۱۹۶۵ء
میلادالنبی (براہوئی)	مولوی محمد یعقوب شرودی ،	جون ۱۹۶۶ء
عید میلادُ النبیؐ	عبدالغفور درخانی ،	جولائی ۱۹۶۶ء
محمد قاصد اللہ نا (براہوئی) ،	عبدالباقی درخانی ،	جولائی ۱۹۶۶ء
دو جہان ءِ سردار	قاضی عبدالرحیم صابر ،	فروری ۱۹۶۷ء
رحمت اللعالمین	ادارہ ،	جون ۱۹۶۷ء
حکمت رسولؐ	حاجی عبدالقیوم ،	جون ۱۹۶۷ء
صلہ رحمی	مولانا محمد اسمٰعیل ،	جولائی ۱۹۶۷ء
دوئیں جہانانی سردار	برکت بلوچ ،	جون ۱۹۶۸ء
معراج نبویؐ	حاجی عبدالقیوم ،	اکتوبر ۱۹۶۹ء
شانِ مصطفیٰؐ	قاضی عبدالرحیم صابر ،	نومبر دسمبر ۱۹۶۹ء
گرل مهذبین پیغمبرؐ	ملک محمد پناہ	مئی ۱۹۷۰ء
پاکیں نبیؐ	عنایت اللہ	مئی ۱۹۷۱ء
معراجِ سفر ،	قاری عبدالمجید ،	ستمبر ۱۹۷۲ء
دو جہان ءِ رحمت ،	پیر محمد زبیرانی ،	مارچ ۱۹۷۳ء
میلادُ النبی	غلام مصطفیٰ ،	اپریل ۱۹۷۳ء
رسولِ خدا ءِ دین ،	عبدالرحیم صابر ،	اپریل ۱۹۷۴ء
سیرتُ النبیؐ ،	محمد امان اللہ عزیز	ستمبر ۱۹۷۴ء
معراج نانن ،	مولوی محمد یعقوب شرودی ،	اگست ۱۹۷۵ء
شانِ مصطفیٰؐ	قاضی عبدالرحیم صابر ،	فروری ، مارچ ۱۹۷۶ء
ربیع الاول ءِ مبارکین ماہ ،	عبدالحلیم خادمی	فروری ، مارچ ۱۹۷۶ء

Marfat.com

آخری پیغمبرؐ،	عبدالنبی گرانی،	فروری، مارچ ۱۹۷۶ء
معراج محمد مصطفیٰؐ،	عبدالحلیم خادمی،	جولائی ۱۹۷۶ء
ربیع الاوّل،	خدائیداد،	مارچ ۱۹۷۷ء
اقبال وحبِ رسولؐ،	عبدالرحمٰن غور،	نومبر، دسمبر ۱۹۷۷ء
ربیع الاوّل ءِ ماہ،	مولوی عبداللہ،	فروری، ۱۹۷۸ء
معراج ءِ سفر،	بشریٰ قیوم،	فروری ۱۹۷۹ء
پاکیں نبیؐ ءِ نظریۂ توحید،	حاجی عبدالقیوم،	فروری ۱۹۷۹ء
رسُول مقبول نا پاکا زندگی، (براہوئی)	عبدالصمد،	فروری ۱۹۷۹ء
پاکیں نبیؐ ءِ دریں گپتار،	عبیدہ قیوم،	جون ۱۹۷۹ء
پاکا نبیؐ نا پاکا وطن عرب (براہوئی)	جوھر براہوئی،	جون ۱۹۷۹ء

اولس بلوچی کوئٹہ میں نعتیہ کلام بھی شائع ہوتا رہا ہے مثلاً:

نعت،	جوانسال بگٹی،	اگست ۱۹۶۲ء
ثنائے محمدؐ،	پیر محمد زبیرانی،	جولائی ۱۹۶۴ء
پاکیں رسُول،	مومن بزدار،	جولائی ۱۹۶۴ء
نعت،	پیرل،	جولائی ۱۹۶۵ء
سلام، (براہوئی)	حضور بخش،	نومبر ۱۹۶۵ء
عقیدت نا پھلاک (براہوئی)	ظفر مرزا،	جون ۱۹۶۶ء
یا نبیؐ،	ع۔سلام،	جون ۱۹۶۶ء
سلام (براہوئی)	عبدالباقی درخانی،	اکتوبر ۱۹۶۶ء
نعت در شان سردارِ دوعالمؐ	محمد موسیٰ ناصر آبادی،	دسمبر ۱۹۶۶ء
نعت،	مومن بزدار	مئی ۱۹۶۷ء
نعت،	ایس۔ایم اعظم گورچانی،	اکتوبر ۱۹۶۷ء
نعت،	غوث بخش صابر،	جون ۱۹۶۸ء

Marfat.com

نعت (براہوئی)	مُلا غلام نبی	جون ۱۹۶۸ء
نعت،	فضل کریم معذور	مئی ۱۹۶۹ء
نعت (براہوئی)،	عبدالغفور درخانی	جون ۱۹۷۲ء
نعتیہ غزل،	محمد اسحٰق بزدار	اکتوبر ۱۹۷۲ء
نعت شان رسول اللہ (براہوئی)	عبدالستار	ایضاً
نعت،	قاضی عبدالرحیم صابر	جنوری ۱۹۷۳ء
نعت (براہوئی)	عبدالصمد شاہین سورابی	اکتوبر ۱۹۷۳ء
بلغ العلیٰ بکمالہ (براہوئی)	آجو (آزاد)	ستمبر ۱۹۷۴ء
نعت رسولؐ	محمد اسحاق بزدار	اکتوبر ۱۹۷۴ء
نعت	عطا شاد	مارچ ۱۹۷۵ء
یا محمد	عبدالحلیم خادمی	اگست ۱۹۷۵ء
نعت،	مومن بُزدار،	فروری، مارچ ۱۹۷۶ء
نذرانۂ عقیدت،	عبدالصمد شاہین	ایضاً
نعت،	عبدالرحیم صابر	مارچ ۱۹۷۷ء
نعت رسولؐ (براہوئی)	عبدالغفور درخانی	جون ۱۹۷۷ء
نعت،	حکیم خدائے رحیم،	مارچ ۱۹۷۸ء
نعت،	مومن بُزدار،	ستمبر ۱۹۷۸ء
نعت،	قاضی عبدالرحیم صابر،	نومبر دسمبر ۱۹۷۸ء
نعت،	عطا شاد،	فروری ۱۹۷۹ء
نعت،	قاضی عبدالرحیم صابر،	فروری ۱۹۷۹ء
نعت، (براہوئی)	جوہر براہوئی	ایضاً

ماہنامہ "احوال" براہوئی خضدار سے ستمبر ۱۹۷۵ء میں چھپنے لگا۔ اس کے مدیر عبدالقادر شاہوانی تھے۔ ستمبر ۱۹۷۹ء تک باقاعدگی سے منظرِ عام

Marfat.com

پر آتا رہا۔

اس میں حضور پاک سرور کائنات آنحضرت صلعم کی سیرت طیبہ کے متعلق مضامین چھپے۔ جیسے

ربیع الاوّل برکت ناتو،	بابا عبدالحق،	مارچ ۱۹۷۷ء
رسالتمآب و علامہ اقبال،	عبدالصمّد شاہین	دسمبر ۱۹۷۷ء
رحمت اللعالمین،	بابا عبدالحق	فروری ۱۹۷۸ء
جوش حبیب (براہوئی دیوان)،	عبدالرزاق	نومبر ۱۹۷۸ء
پاکا نبیؐ نا معجزو غاک،	اقبال رودینی	جنوری ۱۹۷۹ء
خیر البشرؐ ناپاکا زندگی،	مُدیر	فروری، مارچ ۱۹۷۹ء
محسنِ انسانیت ناخو و عادت،	قاضی محمد ہارون	جون ۱۹۷۹ء

"احوال" براہوئی خضدار میں نعتیہ کلام بھی چھپا مثلاً

نعت،	صالح محمد شاد،	نومبر ۱۹۷۷ء
نعت،	عبدالغفور درخانی،	کنا بچہ "قدم قدم آباد"
نعت،	تراب لاڑ کانوی،	ایضاً
نعت،	محمد محسن،	فروری، مارچ ۱۹۷۹ء

ماہنامہ اولس پشتو کوئٹہ ستمبر ۱۹۶۱ء میں محکمۂ قبائلی نشر و اشاعت نے امیر عثمان کی زیر نگرانی جاری کیا۔ ستمبر ۱۹۷۹ء تک باقاعدگی سے چھپتا رہا۔ اس کے مُدیر رہے: قاضی سعید محمد، عنایت اللہ ریاض، عبدالرحمٰن بیتاب، نظیر دُرانی، سیّد فاروق شاہ سمالزئی۔

اسمیں سیرت النبی آنحضرت صلعم کے متعلق مضامین چھپتے رہے ہیں۔ مثلاً

د پاک نبیؐ د ژوند ژیرے،	فضل احمد غازی،	جولائی ۱۹۶۴ء
محمد الرسول اللہ صلعم	قاضی عبدالسلام	ایضاً
یتیم پیغمبر	صاحبزادہ محمد ادریس	ایضاً

Marfat.com

اخلاق او اسلام،	امیر حمزه شنواری	جولائی ۱۹۶۴ء
رسول اللہ صلعم کو رنئے ژوند، عبدالدیان کلیم		ایضاً
معجزه،	میرمن س-ب-ب-	ایضاً
د سیدالانبیاءؐ معیشت	سلطان محمد صابر	ایضاً
د رسول اللہؐ معجزے	ولی محمد سیال	ایضاً
رحمت اللعالمینؐ (ترجمه)	ڈاکٹر انعام الحق کوثر	ایضاً
خلق عظیم	صفیه	ایضاً
قیصر او کسریٰ ته دعوت اسلام، مجاہد الحسینی		ایضاً
آخری خطبه نبی اکرم صلعم (ترجمه)، مولانا عبدالقادر		ایضاً
اداریه هادی عالمؐ،	قاضی محمد سعید،	جون ۱۹۶۷ء
محمد صلی اللہ علیه وسلم،	عبدالحلیم اثر افغانی،	جون ۱۹۶۷ء
معراج النبیؐ،	قاضی سعید محمد،	اکتوبر، نومبر ۱۹۶۷ء
حضور سرور کائناتؐ،	مولانا عبدالشکور،	جون ۱۹۶۸ء
خُلق عظیم	اقبال سلمان	مئی ۱۹۶۹ء
محسن انسانیت	دین محمد عبداللہ افغانی	مئی ۱۹۷۰ء
سرور کائناتؐ	مولانا عبدالشکور	مئی ۱۹۷۱ء
بلنجۂ د قرآن او حدیث په رنړا کنبے، مس عالیه نسرین،		جولائی ۱۹۷۱ء
عشق رسولؐ او علامه اقبال، دین محمد افغانی		اپریل ۱۹۷۲ء
معراج شریف،	شاه محمدؐ سنز رخیل	ستمبر ۱۹۷۲ء
رحمت اللعالمینؐ	سلطان محمد صابر	اپریل ۱۹۷۳ء
محمد صلی اللہ علیه وسلم	محمد عثمان کرد	جولائی ۱۹۷۳ء
رسول کریمؐ د معلّم په حیث، ثروت جہان کوکب		اپریل ۱۹۷۴ء
رحمت للعالمینؐ	پروفیسر محمد افضل رضا	مارچ ۱۹۷۵ء

Marfat.com

دَرسُولؐ مقبول مُعجزے	طاہر کلاچوی	مارچ	۱۹۷۵ء
اقبال دَرسولؐ پہ لتھون کینے ،	طاہر کلاچوی	اپریل	۱۹۷۵ء
رحمت للعالمینؐ (نعت) ،	سیّد محمد رسول قربادی	جون	۱۹۶۷ء
دعقیدت مکلونہ ،	خوشحال خاں خٹک	جون	۱۹۶۸ء
نعت شریف ،	شمس الدین کاکڑ	خصوصی نمبر	۱۹۶۸ء
سَلام	محمد ایوب صابر	مارچ	۱۹۶۹ء
نعت شریف ،	سید محمد گل شاہ خوستی	اپریل	۱۹۷۳ء
نعت شریف ،	حکیم عبدالخالق	اگست	۱۹۷۳ء

ریڈیو اور ٹیلیویژن

۱۹۵۶ء میں کوئٹہ میں ریڈیو اسٹیشن قائم ہُوا۔ اُس وقت سے لے کر اب تک اُردو ، بلوچی ، براہوئی ، پشتو اور فارسی میں سیرتِ طیبّہ آنحضرت صلعم کو مُختلف النوع زاویوں اور گوشوں سے پیش کیا جا رہا ہے۔ جن میں نعتیہ مشاعرے ، آپؐ کی حیات پاکیزہ کے مُختلف پہلوؤں پر تقریریں اور فیچر جیسے ایک ایک مصرعہ پہ تقریر نشر ہوئی۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مُرادیں غریبوں کی بَر لانے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا
ضیعفوں کا ملجا ، غریبوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی ، غلاموں کا مولا ،

حسنِ قرأت کے مقابلے ، میلاد کی محفلیں ، قوالیاں اور بلوچی ، براہوئی پشتو ، اُردو اور فارسی کی نعتیہ شاعری کے مُختلف ادوار پہ فیچر مثلاً پشتو

Marfat.com

نعت گوئی کا ایک جائزہ از عابد شاہ عابد بلوچی نعت گوئی از حاجی عبدالقیوم اور عطا شاد، اُردو نعت گوئی قیام پاکستان تک از شمیم احمد فارسی نعت گوئی از پروفیسر خلیل صدیقی وغیرہ شامل ہیں۔

۲۶ نومبر ۱۹۷۴ء کو کوئٹہ میں ٹیلی ویژن کا افتتاح ہوا۔ اُردو کے مستقل پروگرام ہیں: بصیرت، حُسنِ قرأت اور فرمانِ الٰہی۔

بلوچی، پشتو اور براہوئی میں حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے متعلق مختلف پروگرام پیش کیے جاتے ہیں نعتیہ مشاعرے حُسنِ قرأت اور نعت خوانی کے مقابلے منعقد ہوتے رہتے ہیں

مختصراً، بلوچستان میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن بھی سیرت آنحضرت صلعم کے پرچار میں ممد و معاون بنے ہیں۔ علاوہ ازیں پاکستان آرٹس کونسل کوئٹہ بھی باقاعدگی سے نعتیہ مشاعرے منعقد کرا رہی ہے۔

سال رواں میں بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کوئٹہ کے زیر اہتمام بلوچستان کے مختلف مقامات جیسے سبّی، ڈیرہ مراد جمالی لس بیلہ اور لورالائی وغیرہ میں انٹر کالجیٹ اور انٹر سکولز حسن قرأت، نعت خوانی اور سیرت آنحضرت صلعم سے متعلق تقریروں کے انعامی مقابلے منعقد ہوئے۔ اس پروگرام میں مزید توسیع کی توقع ہے

جنوری ۱۹۸۲ء میں کوئٹہ میں صوبائی سیرت کانفرنس، کا بھی انعقاد ہوا۔ جسکی صدارت گورنر بلوچستان لیفٹیننٹ جنرل رحیم الدین خان نے فرمائی۔ آپنے کہاکہ حضورؐ کا پیش کردہ نظام سسکتی انسانیت کیلئے نسخہ کیمیا ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونا وقت کی سب سے بڑی پکار ہے (روزنامہ مشرق کوئٹہ ۱۱ جنوری ۱۹۸۲ء)

Marfat.com

اختتامیہ

شعر و شاعری کی افادیت اور ہمہ گیری سے انکار ممکن نہیں۔ لیکن تہذیبی، ثقافتی، سیاسی، معاشرتی، علمی، ادبی، تنقیدی، تحقیقی، سوانحی اور دینی مضامین کے لیئے نثر کی ضرورت مسلمہ امر کی حیثیت رکھتی ہے۔ نثر کا دائرہ کار اور کینوس وسعت پذیری کا متحمل ہوتا ہے۔ اور وہ جذبات تک کا احاطہ کرتی ہے بحث و استدلال کو اہمیت بخشتی ہے۔ عیوب و محاسن اور قول و فعل کا جائزہ لیتی ہے۔ مختلف نقطہ ہائے نظر پیش کرتی ہے۔ اصولی اور عملی بحثوں کو آگے بڑھاتی ہے۔ تبصروں کے ذریعے اچھائیوں کو اُجاگر اور تعصبات کو رد کرتی ہے۔ بہت سے علمی علوم اور ان کے شعبوں کے فلسفیانہ اور سیاسی مباحث کو منظرِ عام پر لاتی ہے۔

اس کی مختلف قسمیں ہیں جیسے بیانیہ نثر یعنی قصّے کہانیوں کی نثر زندہ نثر جو شخصی جذبات، زندگی اور اُس کے مسائل کی ترجمانی کرے۔ تاثراتی نثر وغیرہ۔ اسلوبِ نگارش مطالب کی نوعیت کے ساتھ ساتھ جُدا ہوتا جاتا ہے۔

ہادیٔ برحق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نگاری کی وقعت اور عظمت اظہر من الشمس ہے تاریخی حقائق کو شعر کی لڑی میں پرویا جاتا رہا ہے۔ اور یہ سلسلہ رہتی دُنیا تک جاری و ساری رہے گا۔ ہم اس کتاب میں بھی بلوچستان میں بولی جانے والی زبانوں میں مختلف شعرا کا اظہارِ عقیدت ملاحظہ کرتے ہیں۔ لیکن نثر میں سرزمینِ بلوچستان میں حضور پاک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر علمی اور تحقیقی کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ سیرتِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر دو چار مختصر سی کتابوں اور چند ایک مضامین کے علاوہ یہ میدان خالی نظر آتا ہے۔ وقت

کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اگر سیرت پاک ؐ کے سلسلے میں یہاں کوئی اکادمی قائم کردی جائے تو قابلِ قدر اور لائق ستائش کام ہو سکتا ہے۔ یا پھر صوبے میں موجود اداروں کی خصوصی توجہ ادھر مبذول کرائی جائے۔ اس عمل سے کم ازکم بلوچی، براہوئی اور پشتو میں سیرتِ طیبہ ؐ کی اہم کتابوں کے تراجم شائع کرنے سے ہی ان زبانوں کا دامن وسیع سے وسیع تر ہو جائے گا۔

Marfat.com

ضمیمہ

بلوچستان میں دینی مدارس (ضلع وار)

ضلع کوئٹہ

۱۔ مدرسہ تحرزار دارالعلوم، گوالمنڈی، کوئٹہ۔
۲۔ مدرسہ جامعہ نورانیہ، سریاب روڈ، کوئٹہ۔
۳۔ مدرسہ زین المدارس کلی سیملی کچلاک۔
۴۔ مدرسہ مفتاحُ العلوم عربیہ کوئٹہ۔
۵۔ مدرسہ عربیہ حقانیہ حق آباد سریاب روڈ۔
۶۔ مدرسہ تعلیم القرآن جامعہ بنگل پنیر لائن کوئٹہ کینٹ۔
۷۔ مدرسہ مطلع العلوم برُوری روڈ کوئٹہ۔
۸۔ مدرسہ مظاہر العلوم شالدرہ کوئٹہ۔
۹۔ مدرسہ دارالعلوم جامعہ غوثیہ رضویہ وحدت کالونی کوئٹہ۔
۱۰۔ مدرسہ ندیم العلوم کلی اسماعیل کوئٹہ۔
۱۱۔ مدرسہ عربیہ جامعہ رشیدیہ سیرکی روڈ کوئٹہ۔
۱۲۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کیچی بیگ کوئٹہ۔
۱۳۔ مدرسہ امام صادق جامعہ امامیہ علمدار روڈ کوئٹہ۔
۱۴۔ مدرسہ جامعہ عربیہ اسلامیہ عیدگاہ ریلوے کالونی کوئٹہ
۱۵۔ مدرسہ عربیہ روضتہ العلوم کرانی کوئٹہ۔
۱۶۔ مدرسہ عربیہ دارالعلوم مری آباد کوئٹہ۔
۱۷۔ مدرسہ عربیہ مرکزی سیرکی روڈ کوئٹہ۔

Marfat.com

۱۸۔ مدرسہ دارالعلوم قاسمیہ ارباب غلام علی روڈ کوئٹہ۔
۱۹۔ مدرسہ عربیہ بدرالعلوم سریاب روڈ کوئٹہ۔
۲۰۔ مدرسہ نجم العلوم سریاب روڈ کوئٹہ۔
۲۱۔ مدرسہ روضۃ الحدود کوئٹہ۔
۲۲۔ مدرسہ دارالرشاد چمن پھاٹک کوئٹہ۔
۲۳۔ مدرسہ نظامیہ تعلیم القرآن شادکشاہ روڈ کوئٹہ۔
۲۴۔ مدرسہ عین العلوم اسلامیہ عربیہ میکانگی روڈ کوئٹہ۔
۲۵۔ مدرسہ ادارۂ تعلیم القرآن رُوپ چندلین کوئٹہ
۲۶۔ مدرسہ عربیہ دارُالعلوم رحیمیہ اسماعیل کالونی سرکی کوئٹہ۔
۲۷۔ مدرسہ تجویدُ القرآن بابُو محلہ ریلوے کالونی کوئٹہ۔

ضلع پشین

۱۔ مدرسہ عربیہ تعلیمُ القرآن چمن۔
۲۔ مدرسہ زینُ العلوم گلستان۔
۳۔ مدرسہ عربیہ خانوزئی۔
۴۔ مدرسہ عیدگاہ چمن۔
۵۔ مدرسہ دارالعلوم ریلوے جامعہ مسجد چمن۔
۶۔ مدرسہ جامعہ مسجد قدیم چمن۔
۷۔ مدرسہ دارالعلوم پشین۔
۸۔ مدرسہ عربیہ دارالعلوم اسلامیہ تجویدُالقرآن گلستان۔
۹۔ مدرسہ عربیہ دارالعلوم برشور۔
۱۰۔ مدرسہ مرکزُالعلوم شادیزئی (سیّد آغا محمد)
۱۱۔ مدرسہ عربیہ المتوکلیہ مچان۔

Marfat.com

۱۲۔ مدرسہ تعلیم القرآن ۔ پشین۔
۱۳۔ مدرسہ مسجد کلی صاحبزادہ پشین۔

ضلع لورالائی

۱۔ مدرسہ نصر العلوم لورالائی۔
۲۔ مدرسہ بحر العلوم چُٹیالی شریف۔
۳۔ مدرسہ تاج المدرسہ بریبنہا۔
۴۔ مدرسہ دار العلوم اسلامیہ لورالائی۔
۵۔ مدرسہ نجم القرآن ۔ لورالائی
۶۔ مدرسہ حفظ القرآن ۔ گنجی مسجد لورالائی۔
۷۔ مدرسہ مدینۃ العلوم دکی۔
۸۔ مدرسہ دار العلوم عثمانیہ لورالائی۔
۹۔ مدرسہ تجوید المدارس بریبنہا لورالائی۔
۱۰۔ مدرسہ مصباح العلوم تحصیل موسیٰ خیل ۔ لورالائی۔

ضلع ژوب

۱۔ مدرسہ شمس العلوم فورٹ سنڈیمن۔
۲۔ مدرسہ فیض الاسلام مُرغا کبذئی۔
۳۔ مدرسہ جامعہ مسجد تعلیم القرآن مُسلم باغ۔
۴۔ مدرسہ الغوث بابر۔
۵۔ مدرسہ مولانا محمد یعقوب، قلعہ سیف اللہ۔
۶۔ مدرسہ ریاض العلوم مولوی رحمت اللہ۔
۷۔ مدرسہ۔ نعمۃ العلوم، علوزئی۔

Marfat.com

۸۔ مدرسہ زینت المدرسہ شرن جوگیزئی۔

۹۔ مدرسہ شامیۂ عربیہ تجویدُ القرآن شورا چوری زئی قاری غلام مصطفیٰ۔

ضلع چاغی

۱۔ مدرسہ دارالعلوم نوشکی / نوکنڈی۔

۲۔ مدرسہ دارالعُلوم دالبندین۔

۳۔ مدرسہ دارالعلوم احمد وال۔

۴۔ مدرسہ دارالجالدینی۔

۵۔ مدرسہ دارالعلوم غریب آباد۔

۶۔ مدرسہ دارالعلوم باوینی۔

۷۔ مدرسہ دارالعلوم کلی مینگل۔

۸۔ مدرسہ دارالعلوم شریف خان۔

۹۔ مدرسہ دارالعلوم صاحبزادہ۔

۱۰۔ مدرسہ ریاض العلوم نوشکی۔

۱۱۔ مدرسہ جامع مسجد نوکنڈی۔

ضلع سبّی

۱۔ مدرسہ انوارالعلوم کواس۔

۲۔ مدرسہ دارالعلوم ہمنہ زیارت۔

۳۔ مدرسہ انوارالغوثیہ سبّی۔

۴۔ مدرسہ ربانیہ خزینۃ العلوم شاہرگ۔

۵۔ مدرسہ تعلیم القرآن زندرہ زیارت۔

۶ مدرسہ مفتاح العلوم سبّی۔

Marfat.com

۷۔ مدرسہ غوثیہ رضویہ سبی
۸۔ مدرسہ فیض العلوم نقشبندی سبی۔
۹۔ مدرسہ دارالعلوم تعلیم القرآن قادریہ انوار باہو سبی۔

ضلع نصیر آباد

۱۔ مدرسہ دارالاسلام غوثیہ عربیہ انوار باہو ڈیرہ مراد جمالی۔
۲۔ مدرسہ عربیہ ہاشمیہ جھٹ پٹ۔
۳۔ مدرسہ لطف اللہ فیض الباقہ اوستہ محمد۔
۴۔ مدرسہ دارالعلوم نورالقرآن رضویہ ٹمپل ڈیرہ۔
۵۔ مخزن العلوم سبی جدید اوستہ محمد۔
۶۔ مدرسہ جامعہ عربیہ رضویہ ضیاءُ المصطفٰی قادریہ جھٹ پٹ۔

ضلع کوہلو

۱۔ مدرسہ قلندرانی خان محمد بگٹی۔

ضلع کچھی

۱۔ مدرسہ دارالعلوم بھاگ۔
۲۔ مدرسہ دارالعلوم عربیہ غوثیہ ایری شہر۔
۳۔ مدرسہ منبع العلوم انوار باہو ڈھاڈر۔
۴۔ مدرسہ دارالعلوم جامعہ غوثیہ انوار باہو بھاگ۔
۵۔ مدرسہ درسگاہ تحفیل لہڑی عیدگاہ۔
۶۔ مدرسہ عربیہ خدامُ العلوم ڈھاڈر۔
۷۔ مدرسہ غوثیہ انوارِ باہو ڈھاڈر۔

Marfat.com

۸۔ مدرسہ اسلامیہ غوثیہ سلطانیہ تنا ہی چوک ڈھاڈر۔
۹۔ مدرسہ میاں الحاج میر مدرسہ کٹپر لہڑی۔
۱۰۔ مدرسہ مدینتہ العلوم بھاگ۔
۱۱۔ مدرسہ جامع اسلامیہ عربیہ شرف العلوم باغئی۔

ضلع گوادر

۱۔ مدرسہ نورالاسلام گوادر۔
۲۔ مدرسہ دارالعلوم پسنی۔
۳۔ مدرسہ دارالعلوم جیونی۔
۴۔ مدرسہ دارالعلوم اسئ (عیسیٰ)

ضلع قلات

۱۔ مدرسہ دارالعلوم مخزن العلوم مستونگ۔
۲۔ مدرسہ قاسم العلوم زرو غلام جان منگچر۔
۳۔ مدرسہ تجویدالقرآن قلات۔
۴۔ مدرسہ جامعہ نصیریہ مستونگ۔
۵۔ مدرسہ انوارالتوحید قلات۔
۶۔ مدرسہ دارالقرآن اسکلکو قلات۔
۷۔ مدرسہ مفتاح العلوم آہنگران مستونگ۔
۸۔ مدرسہ عباسیہ میرو قلات۔
۹۔ مدرسہ صدیقیہ بازار مستونگ۔
۱۰۔ مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد مستونگ۔
۱۱۔ مدرسہ کاریزہ گل محمد شنگر مستونگ۔

۱۲۔ مدرسہ عربیہ منبع العلوم پڑنگ آباد مستونگ۔

۱۳۔ مدرسہ مدینۃ العلوم جیوا تحصیل سوراب قلات۔

۱۴۔ مدرسہ مخزن العلوم منڈے حاجی۔

۱۵۔ مدرسہ دارالعلوم کردان۔ قلات۔

۱۶۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوارُ العلوم چڑ شیر علی گدر سوراب۔

۱۷۔ مدرسہ عربیہ دارالعلوم رحمانیہ چڑ کمیو لاڈ پوڑ سوراب قلات

۱۸۔ مدرسہ تعلیم القرآن کریمیہ عمر آباد منگچر قلات۔

۱۹۔ مدرسہ جامعہ اشرفیہ تعلیم القرآن مستونگ۔

ضلع خضدار

۱۔ مدرسہ دار العلوم ہڑئی وڈھ۔

۲۔ مدرسہ دار القرآن کرخ۔

۳۔ مدرسہ انوارُ الرحمان جامعہ سعدیہ۔

۴۔ مدرسہ دارالعلوم خضدار۔

۵۔ مدرسہ دارالعلوم قاسمیہ بلال۔

۶۔ مدرسہ مفتاحُ العلوم خضدار۔

۷۔ مدرسہ اسلامیہ عربیہ خضدار۔

۸۔ مدرسہ دارالعلوم اشرفیہ خضدار۔

۹۔ مدرسۃ الفیض القرآن کھٹن خضدار۔

۱۰۔ مدرسہ دارالعلوم مخزن العربیہ بالینہ کھٹن جعفر آباد خضدار۔

۱۱۔ مدرسہ تعلیم القرآن زیدہ پیر خضدار۔

ضلع لسبیلہ

۱۔ مدرسہ تعلیمُ الاسلام اُتھل۔
۲۔ مدرسہ شمسُ الہدیٰ اُتھل
۳۔ مدرسہ دار الفرقان اسماعیلانی۔
۴۔ مدرسہ مظاہر العلوم اوباشمولی لاکھڑا۔
۵۔ مدرسہ دار العلوم حبیبیہ بیلہ۔
۶۔ مدرسہ تعلیم الاسلام جامعہ مسجد بیلہ۔
۷۔ مدرسہ تعلیم القرآن بیلہ۔

ضلع خاران

۱۔ مدرسہ اسلامیہ سراوان۔
۲۔ مدرسہ جامعہ شمسُ العلوم نقشبندیہ خاران۔
۳۔ مدرسہ عربیہ دارُ الفیاض واشُک۔
۴۔ مدرسہ دارُ الھُدیٰ واشک۔
۵۔ مدرسہ واشک۔
۶۔ مدرسہ منبع العلوم مشں آباد۔
۷۔ مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن خاران۔
۸۔ مدرسہ مظہر العلوم بسیمہ۔
۹۔ مدرسہ تجوید القرآن۔ لیجی۔
۱۰۔ مدرسہ دار العلوم خاران۔

ضلع تربت

۱۔ مدرسہ دار العلوم تربت۔

Marfat.com

۲۔ مدرسہ دارُالعلوم نذر آباد۔
۳۔ مدرسہ دارُالعلوم مند۔
۴۔ مدرسہ دارُالعلوم کلاتک۔
۵۔ مدرسہ دارالتوحید بُلیدہ۔

ضلع پنجگور

۱۔ مدرسہ منبع العلوم خُدا بادان۔
۲۔ مدرسہ دارالعلوم تسپ۔
۳۔ مدرسہ مخزن العلوم بونستان پنجگور۔
۴۔ مدرسہ دارالعلوم شہردو پنجگور۔

Marfat.com

کتابیات

آغا صادق حسین صادق، پروفیسر — شاخ طوبےٰ کوئٹہ ۱۹۵۲ء
چشمۂ کوثر ملتان ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء
آزاد جمالدینی — مست ءِ توار (للکار) کوئٹہ ۱۹۵۴ء
اخوند، محمد صدیق — تاریخ بلوچستان (قلمی) ۱۲۷۶ھ
اطہر مبارک پوری — ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں دہلی ۱۹۶۷ء
انور رومان، پروفیسر — بلوچستان میں تعلیم کراچی ۷۸-۱۹۷۷ء
براہوئی کی لوک کہانیاں مستونگ ۱۹۶۵ء
بلوچستان (پمفلٹ) کوئٹہ ۱۹۷۰ء
دی براہوئیز آف کوئٹہ قلات ریجن کراچی ۱۹۶۰ء
بلوشاعر — ماہ گل مرتبہ عبدالرحمٰن براہوئی ۱۹۶۷ء
بزمِ ثقافت — ثقافت اور ادب وادیٔ بولان میں کوئٹہ ۱۹۶۶ء
بلوچستان ڈسٹرکٹ گزیٹیر
پیر محمد نیرغی — مہرو ماہ کوئٹہ ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء
پیر محمد زبیرانی — براہوئی اُردو آسان گرامر، گلدستۂ غوثیہ
کریمائے سعدی بلوچی، رنگیں لالی
براہوئی گچین (کلام اقبال) کوئٹہ ۱۹۶۸ء
چھ زبانوں کا صوفی شاعر فیصل (بزبان بلوچی) کوئٹہ ۱۹۶۷ء
معرفت الافغانی (پشتو زبان کی گرامر)
جان محمد کاکڑ — حلیدین ۱۲۱۴ھ/۱۷۹۹ء
حضور بخش، مولانا — اصول الصلوٰۃ (بزبان بلوچی) کوئٹہ ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء

	قدوری (منظوم بلوچی ترجمہ)، خلاصہ کیدانی، (بلوچی ترجمہ)		
	منیۃ المصلیٰ (بلوچی ترجمہ)، روضۃ الاحباب (")		
	حکایت الصادقین (")، حکایات عجیبہ (بلوچی)		
	خاکساری فریب (")، ہدایت ابدی (")		
خان محمدؒ۔ حافظ	پنج کتاب (پشتو شرح)، تحفۂ نصائح (پشتو شرح)		
	نورالظلم (عربی، فارسی، پشتو)		
خدابخش مری، میر	قدیم بلوچی شاعری (ڈیمز کی کتاب کا ترجمہ) کوئٹہ		
خدائے رحیم، حکیم	مدینہ مدینہ۔ براہوئی (قلمی)، خیال حکیم (قلمی)		
خواجہ عبدالحی تنان ہمون	ارشاد المصلین (فارسی)	کوئٹہ	
دین محمدؒ افغانی	ملی آئین		
	تجدید الاسلام	کوئٹہ	۱۹۵۷ء
دین محمد، مولوی	یادگار تاج پوشی قلات	لاہور	۱۹۳۲ء
ذکیہ سردار خان، بلوچ	سرمستِ بلوچستان	کوئٹہ	۱۹۶۰ء
رئیس نبی داد لانگو زہرازئی	گلدستہ	کوئٹہ	۱۹۷۱ء
سعید احمد حافظ	معراجِ محمدی	کراچی	۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء
سلطان غلام دستگیر القادری ناشاد	پیرمغان	کوئٹہ	۱۹۸۰ء
سلطان محمد نواز	مجموعہ کلام	لاہور	۱۹۶۲ء
سلیمان ماکو	تذکرۃ الاولیاء		
سمعانی	کتاب الانساب	لندن	۱۹۱۲ء
شفیق بریلوی	ارمغانِ نعت	کراچی	۱۳۹۹ھ
صالح محمد خان لہڑی، ملک	بلوچستان	کوئٹہ	۱۹۵۵ء
صغیر حسین اصغر انبالوی، سید	دست سبو	کوئٹہ	۱۹۶۰ء
عبداللہ درخانی، مولانا	افازۃ المصلی	لاہور	۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء

Marfat.com

	سلسلہ قبلہ چشموی	لاہور	۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء
	سفر حجاز درخانی	لاہور	۱۹۴۲ء
	شمائل شریف	لاہور	۱۹۳۱ء
	معجزات شریفیہ	کراچی	۱۹۳۱ء
	تحفۃ العوام، راہ نامہ، کنز اخبار (قلمی)		
	فتویٰ درخانی (دو حصے قلمی)		
عابد بلوچستانی	گلزار عابد	دیوبند	۱۹۱۵ء
	نماز مترجم منظوم	لاہور	۱۳۳۲ھ
عابد رضوی، سید	گلزمین	کوئٹہ	
عبدالباقی، درخانی	خطبات درخانی		۱۹۴۰ء
	مجربات درخانی		
	تاج التعزیرات		۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء
	ناصر البلوچ، کشف الصدور		
	کشف الخصائل، کاغذات درخانی، خاکسارنا		
	غلط مذہب، عملیات درخانی، آخری منزل		
عبدالحکیم نانا صاحب، میاں،	حصن الایمان	کوئٹہ	۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء
عبدالرحمٰن براہوئی، ڈاکٹر	تاج محمد تاجل	اسلام آباد	۱۹۷۹ء
	قدیم براہوئی شعراء حصہ اول	کوئٹہ	۱۹۶۷ء
	براہوئی زبان وادب کی مختصر تاریخ (قلمی)		
	جامع فہرست مطبوعات پاکستان بلوچی، براہوئی،	لاہور	۱۹۷۳ء
عبدالرحمٰن غور	نغمۂ کوہسار	کوئٹہ	۱۹۶۸ء
	چنطسے	کوئٹہ	۱۹۶۹ء
	متاعِ بُردہ	ملتان	۱۹۶۷ء

Marfat.com

عبدالرحیم صابر، قاضی

	بلوچستان کے جانباز	کراچی	۱۹۶۰ء
	دو جہان ءِ سردار	کراچی	۱۹۶۶ء
	صابرءِ گفتار	کراچی	۱۹۶۶ء
	بلوچستان کی وادیوں میں	کراچی	۱۹۵۹ء
	سیر مکران (حصّہ اول)	کراچی	۱۹۶۷ء
	سیر مکران (حصّہ دوم)	کراچی	۱۹۶۷ء
	مکران تاریخ کے آئینے میں	کراچی	۱۹۶۷ء
	دو دوست یک منزل	کراچی	۱۹۶۷ء
عبدالروف بینوا	دیوان پیر محمد کاکڑ	کابل	۱۳۲۵ء
عبدالروف، پروفیسر	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	کراچی	۱۹۸۱ء
عبدالسلام اچکزئی، مُلا	سوزِ چمن (بارِ دوم)	کوئٹہ	۱۳۸۴ھ
	طلب مذہب		
عبدالصمد سربازی، مولانا	قرآن پاک کا بلوچی ترجمہ		
عبدالصمد شاہین سورابی	ہبل وَ بلد	کوئٹہ	۱۹۹۰ء
عبدالعلی اخوندزادہ، علامہ	شاخِ گل	کوئٹہ	۱۹۵۵ء
عبدالغفور احسن خارانی بلوچ، مولانا	گلدستہ عبدالغفور		۱۹۶۹ء/۱۳۸۹ھ
	گفتار احسن	کوئٹہ	
عبدالغفور درخانی	سراسر نور تجربات عبدالغفورؒ قاعدہ براہوئی		
	قاعدہ براہوئی مع بول چال حصّہ اوّل		
	براہوئی گرائمر مع بول چال حصّہ دوم		
	حدیث اربعین المعروف بہ فرحت سرور		
عبدالقیوم بلوچ، حاجی	رسولؐ ءِ پہکیں زند	کوئٹہ	۱۹۸۰ء

Marfat.com

عبدالکریم، مولانا	دین و دُنیا (قلمی)	کوئٹہ	۱۹۶۷ء
عبدالمجید چوتوئی، مولانا	مفرح القلوب		۱۳۳۴ھ/۱۹۱۵ء
	گلشن راغبان وغزلیات	لاہور	۱۳۶۱ھ
	دُرِ المجیدی	کوئٹہ	۱۹۵۸ء
	جوشِ حبیب	کوئٹہ	۱۳۵۷ھ
	"کل خطبہ بزبان براہوئی ترجمہ		
	آیات کلام ربانی واحادیث بہرور (قلمی)		
	دوجہان المسلی بہ شمع القلوب لاحراق الذنوب"		
عطا محمد خان بلوچستانی، میر	تفسیات عادات انسانی	کوئٹہ	—
	ملازم	کوئٹہ	—
	علمائے ربانی	غیر مطبوعہ	
عظمت شاہ شاہد سید	مصنوعات بدیعۂ شاہد (قلمی)		
علیم اللہ علیم	تحفۂ شیریں	(قلمی)	۱۲۹۴ھ
	دیوان علیم	کوئٹہ	۱۹۷۳ء
عنقا، محمد حسین	رحیلِ کوہ	کراچی	۱۹۳۴ء
غلام حیدر شاہ حنفی، سید	گلدستہ حنفی	(قلمی دیوان)	۱۳۳۴ھ/۱۹۱۵ء
غلام محمد جمیل	نقشِ جمیل	(قلمی دیوان)	کوئٹہ
غلام نبی راھی	سیرت النبیؐ (کچین براہوئی)	کوئٹہ	۱۹۷۸ء
غوث بخش صابر	زخم ءِ زہیر	کوئٹہ	۱۹۷۴ء
فیاض محمود	تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند	لاہور	
	چودھویں جلد (جلد دوم)		۱۹۷۱ء
فیض محمد فیصل، صوفی	گلشنِ اشعار (بلوچی)	کوئٹہ	۱۹۶۸ء
قادر بخش خان گولہ	گلزار کا یاری (مرتبہ احمد خان گولہ)		—

Marfat.com

قیوم راشد القریشی،	بربطِ ناہید	کوئٹہ	۱۹۴۸ء
کامل القادری	جہاتِ بلوچستان جلد اوّل	لاہور	۱۹۸۰ء
	″ ″ جلد دوم	″	″
	جامع فہرست مطبوعات پاکستان بلوچی، براہوئی	لاہور	۱۹۷۳ء
کریم بخش سائل	غزلیات سائل	کوئٹہ	۱۹۳۰ء
کوثر انعام الحق، ڈاکٹر	بلوچستان میں فارسی شاعری	کوئٹہ	۱۹۶۸ء
	بلوچستان میں اُردو	لاہور	۱۹۶۸ء
	شعر فارسی در بلوچستان	لاہور	۱۹۷۵ء
	تذکرۂ صوفیائے بلوچستان	لاہور	۱۹۷۶ء
	تحریک پاکستان میں بلوچستان کا حصہ	راولپنڈی	۱۹۷۷ء
	مکاتیب یوسف عزیز مگسی	لاہور	۱۹۷۸ء
گل خان نصیر، میر	جنگ نامہ مشہد	کوئٹہ	۱۹۸۱ء
گل محمد خان زیب مگسی، سردار	پنج گلدستہ زیب	لکھنو	۱۳۵۰ھ
	خزینۃ الاشعار	لکھنو	۱۹۳۶ء
	ارمغانِ عاشقاں (قلمی)		۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء
گل محمد خان نوشکوی، حاجی	گلشنِ مصطفیٰ	کوئٹہ	۱۳۷۸ھ
	تحفۃ الفقراء		۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء
	گلدستہ نوشکوی		۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء
	رفیق راہ مدینہ		
	نالش عاشق بیماردہ		۱۳۶۶ھ/۱۹۴۸ء
	مجربات نوشکوی حصہ اول		۱۹۵۸ء
	مجربات نوشکوی حصہ دوم		۱۹۵۸ء

Marfat.com

	شروط الصلوٰۃ، تحفۃ البلوچ		
مٹھا خان مری، میر	مست توکلی (بلوچی)	کوئٹہ	
	سیرت النبیؐ (بلوچی)	کوئٹہ	۱۹۸۱ء
محشر رسول نگری، نثار احمد	تیغ و قرآن	کوئٹہ	–
	نظام نو	کوئٹہ	–
	مثنوی صحیفۂ فطرت (حصّہ اول)	کوئٹہ	۱۹۵۷ء
	فخر کونینؐ (حصہ اول)	کوئٹہ	۱۹۶۱ء
	فخر کونینؐ (حصہ دوم)	کوئٹہ	۱۹۶۴ء
	فخر کونینؐ (حصہ سوم)	کوئٹہ	۱۹۰۰ء
	شمشادِ خراماں	کوئٹہ	۱۰۰۱
محمد اسحاق سوز	گلشن سوز	کوئٹہ	۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء
محمد اسلم	سرمایۂ عمر	لاہور	۱۹۷۶ء
محمد اقبال سلمان	نفسیات سب کے لیئے	لاہور	۱۹۶۵ء
	آداب زندگی	لاہور	۱۹۶۳ء
	خصائص نبویؐ (قلمی)		
محمد صالح الشاکر	بالنور المبین والدر الثمین	لاہور	۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء
محمد صدیق ینجگوری	ذخیرۂ سلیمانی	لاہور	۱۸۹۸ء/۱۳۱۶ھ
محمد عبد اللہ حکیم	گلدستۂ حکیم	لاہور	۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء
	مناجات حکیم با نعت رسول کریمؐ	لاہور	
	مخمس محمود نامہ	لاہور	۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء
	گلشن حکیم	لاہور	۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء
محمد عبد الجبار (ترجمہ)	سیرت محمدیہ جلد اول	کراچی	–
محمد عمر، حاجی، ابن حاجی محمد علی	راغب المسلمین	کوئٹہ	۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء

محمد عمر، دین پوری، مولانا	مشتاق مدینہ (دو حصّے)	۱۳۵۵ھ
	سودائے خام	۱۳۵۵ھ
	وبیص الطیب فی ذکر الحبیبؐ	۱۳۵۳ھ
	فی الفراق	۱۳۵۵ھ
	تعلیم الاسلام	۱۳۵۵ھ/۱۹۰۱ء
	نصیحت نامہ	۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء
	فخ العبادۃ	۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء
	اصل الایمان	۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء
	تنبیہ الغافلین	۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء
	جہالت بانو	۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء
	ترجمہ کریما	۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء
	نام حق	۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء
	ترجمہ نماز فرائض	۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء
	حفظ الایمان	۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء
	داستان ورنائی	۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء
	اشتہا حسرت اظہار	۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء
	رسالہ زیبیات (حصّہ اول، دوم)	۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء
	قاعدہ براہوئیہ	۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء
	داستانِ ابلیس	۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء
	مثال دال	۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء
	تحفۂ [illegible]	۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء
	لجھرا	۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء
	ثبوت الحجاب بالدلائل والانتصاب	

Marfat.com

(حصہ اول) ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء

آئینہ قیامت

ہدایت المستورات ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء

اعلان واجب البیان بذا ۱۹۲۱ء

الحق ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء

ہلا ارانا ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء

دافع الوسواس ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء

مفتاح القرآن ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء

تفسیر پارہ تیس ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء

تفسیر پارہ چہارم ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء

ھدایت قادریہ ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۵ء

شرح اصول ستہ ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۵ء

مجموعہ ضبط

محمد عمر، مولانا، ولد شیر محمد بنگلزئی — معجزات مصطفیٰ معہ وفات نامہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
و وفات نامہ بی بی خاتون کوئٹہ
جنت و شادی بی بی عائشہ رض

مولانا شبلی نعمانی — سیرت النبیؐ — اعظم گڑھ ۱۹۰۷ء

محمد قاسم، عمدۃ الآثار فی تذکار اخبار الکبار — کراچی ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۸ء

محمود احمد خان، ابو النصر محمد خالدی، تقویم ہجری و عیسوی (اشاعت سوم) کراچی ۱۹۷۴ء

مراد علی رئیسانی، مولوی — گلشن بلوچستان — لاہور ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء

مقصود عالم، ملک — Pride here and hereafter, God's blessings and peace be upon him. — لاہور

Marfat.com

ملک داد — تحفۃ العجائب — کوئٹہ — ۱۹۵۸ء

میاں روح اللہ اخوندزادہ گانگلزئی ،خواجہ — تفسیر جلالین کا حاشیہ ترویح الارواح

میر احمد یار خان — مختصر تاریخ قوم بلوچ و خوانین بلوچ — کراچی ۱۹۷۲ء

نبی بخش اسد — سلام و التجا — ـــ

نبوجان ، مولانا — تحفۃ الغرائب (بار ششم) — ۱۹۵۵ء

ناصح البلوچ (بار ششم) — ۱۹۵۵ء

نصیحت نامہ (بار چہارم) — ۱۹۶۵ء

نذر احمد ، حافظ — جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان ۲ لاہور ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

نور محمد گنج آبوی ، قاضی — تحفۃ النصیر بلوچ (قلمی)

نور احمد ، فریدی — بلوچ قوم اور اسکی تاریخ — ملتان — ۱۹۶۸ء

نور محمد ، مولوی — کلام نور — کوئٹہ — ۱۹۷۸ء

واحد بخش رند — اُشتناپاک (زخم دل) کوئٹہ — ۱۹۷۵ء

ـــ — قدم قدم آباد — کوئٹہ — ۱۹۷۸ء

ولی محمد پنجگوری — مثنوی بہرام خاں ثانی (قلمی) ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء

وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان ، رپورٹ دینی مدارس ، پاکستان اسلام آباد ۱۹۷۹ء -

ہتو رام — تاریخ بلوچستان — لاہور ۱۹۰۷ء / کوئٹہ ۱۹۷۳ء

رسائل و اخبارات

آہنگ	کراچی	۷/ستمبر ۱۹۷۱ء
اُردو ڈائجسٹ	لاہور	جون ۱۹۷۹ء
		مئی ۱۹۸۰ء
اتحاد بلوچاں (ہفتہ وار)	کراچی	۲۱/اکتوبر ۱۹۳۴ء
معراج نمبر		رجب المرجب / ۱۹ نومبر ۱۹۳۳ء، ۱۳۵۲ھ۔
البلوچ (ہفتہ وار)	کراچی	۲۲/جولائی ۱۹۳۳ء
		۸ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ / ۲۸، مئی ۱۹۳۳ء۔
		۱۱/مارچ ۱۹۳۴ء۔
(میلاد نمبر)		رجب المرجب ۱۳۵۲ھ / ۲ جولائی ۱۹۳۳ء۔
الاسلام	کوئٹہ	۱۰/دسمبر ۱۹۴۸ء
اُلس (براہوئی ماہنامہ)	کوئٹہ	اپریل ۱۹۶۷ء، جون ۱۹۶۸ء۔
اُلس (بلوچی ماہنامہ)	کوئٹہ	ستمبر ۱۹۶۵ء
اُلس (پشتو خصوصی نمبر)	کوئٹہ	۱۹۶۸ء، جولائی ۱۹۶۶ء
الفاروق	کوئٹہ	۷/اگست ۱۹۴۱ء
امروز	لاہور	۱۸/ستمبر ۱۹۵۳ء
انجام (روزنامہ)	کراچی	۹/ستمبر ۱۹۶۵ء
اورینٹل کالج میگزین	لاہور	نومبر ۱۹۶۲ء
اسلم	مستونگ	۱۷/اگست ۱۹۶۶ء
بلوچی دُنیا (ماہنامہ)	ملتان	جولائی ۱۹۶۴ء، اکتوبر ۱۹۶۴ء
بولان	کوئٹہ	۶۰–۱۹۵۹ء
پاسبان	کوئٹہ	۱۵/جون ۱۹۳۹ء
		۶/جولائی ۱۹۳۹ء

Marfat.com

		۴/فروری ۱۹۴۰ء
		۱۲/جولائی ۱۹۴۰ء
		۴/اگست ۱۹۴۰ء
		۴/دسمبر ۱۹۴۰ء
		۲۰/جون ۱۹۴۳ء
		۲۰/اکتوبر ۱۹۴۴ء
تنظیم (ہفتہ وار)	کوئٹہ	۲۳/دسمبر ۱۹۴۹ء
جنگ	کراچی	۲۶/مئی ۱۹۷۰ء
	کوئٹہ	۲/مئی ۱۹۷۲ء
	کوئٹہ	۳/مارچ ۱۹۷۷ء
		۳۱ فروری ۱۹۷۰ء
حریت	کراچی	۲۰/اگست ۱۹۶۸ء
رہبر نسواں (ماہنامہ)		۱۹۴۸ء
" (میلاد النبیؐ نمبر)		جنوری ۱۹۵۰ء
زمانہ	کوئٹہ	۱۰/مئی ۱۹۷۱ء
زمیندار	لاہور	۲۲/اپریل ۱۹۳۴ء
ساربان	مستونگ	۲۱/اکتوبر ۱۹۷۴ء
سیارہ ڈائجسٹ	لاہور	فروری ۱۹۸۰ء
صریر خامہ	حیدرآباد سندھ	۱۹۷۸ء
سوغات بلوچی	کراچی	
فکر و نظر (سیرت نمبر)	اسلام آباد	ربیع الاوّل ۱۴۰۰ء/فروری ۱۹۸۲ء
قندیل خیال	دہلی	۱۹۱۶ء
کوہسار	کوئٹہ	۱۰/اکتوبر ۱۹۵۷ء، ۷ دسمبر ۱۹۵۱ء

ماہ نو	لاہور	مئی ۱۹۷۹ء
ماہ نو سیرت رسولؐ نمبر	کراچی	جولائی واگست ۱۹۶۳ء
ماہ نو	لاہور	مئی ۱۹۸۰ء
مجلۂ اکیڈمی علوم اسلامیہ	کوئٹہ	اگست ۱۹۶۲ء
مشرق (روزنامہ)	کوئٹہ	۵/مارچ ۱۹۷۷ء
		۱۹/فروری ۱۹۸۰ء
		۲۸/جون ۱۹۸۰ء
		۵/جولائی ۱۹۸۰ء
		۱۲/جولائی ۱۹۸۰ء
		۱۹/جولائی ۱۹۸۰ء
		۲۲/جولائی ۱۹۸۰ء
		۲۶/جولائی ۱۹۸۰ء
		۳۰/اگست ۱۹۸۰ء
معلم		نومبر ۱۹۵۰ء
میزان (روزنامہ)	کوئٹہ	۱۹ فروری ۱۹۷۵ء
		۲۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء
		یکم ستمبر ۱۹۴۷ء
		۲۷/اکتوبر ۱۹۴۷ء
نصرت	کراچی	۵/جون ۱۹۵۷ء
نظام (روزنامہ)	کراچی	۲۰/مارچ ۱۹۴۷ء
نعرۂ حق	کوئٹہ	۲۹/اپریل ۱۹۷۰ء
ینگ بلوچستان	کراچی	۱۲/اکتوبر ۱۹۳۴ء

قرآن مجید حدیث اور اسلامی عبادات پر
اہم مطبوعات

۱	مضامین قرآن (قرآن مجید کے مضامین کا نہایت جامع اور مفید انڈکس)		میر محمد حسین ایم اے
۲	آسان تفسیر (تیسویں پارے کی آسان تفسیر)		محمد عبد الحی
۳	قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں		سید ابوالاعلیٰ مودودی
۴	سنت کی آئینی حیثیت		〃
۵	قرآنی تعلیمات	اول	محمد یوسف اصلاحی
۶	〃	دوم	〃
۷	راہِ عمل	(مجموعہ انتخاب حدیث)	جلیل احسن ندوی
۸	زادِ راہ	(انتخاب حدیث کا دوسرا مجموعہ)	〃
۹	اذکارِ مسنونہ		حافظ ابن قیم
۱۰	انتخاب حدیث		عبد الغفار حسن عمرپوری
۱۱	قرآن اور آثارِ کائنات		کیپٹن ریاض احمد انجم
۱۲	لازوال نصیحتیں		عاصم نعمانی
۱۳	ترجمان الحدیث	زیر طبع	سید محمود الحسن
۱۴	اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر		سید ابوالاعلیٰ مودودی
۱۵	خطبات		〃
۱۶	مسنون دعائیں		عاصم نعمانی
۱۷	مختصر احکام حج		محمد یوسف اصلاحی
۱۸	حج کی دعائیں		مرتب اخلاق حسین
۱۹	اصلاح معاشرہ میں نماز کا مقام		بہاول خان ناگرہ
۲۰	صحیح سمت قبلہ		علی محمد خان
۲۱	جہاد اسلامی		خلیل احمد حامدی
۲۲	حقیقت عبودیت	(از افادات ابن تیمیہ)	صدر الدین اصلاحی
۲۳	اسلام ایک نظریہ		〃
۲۴	اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ	(از افادات شاہ ولی اللہ)	
۲۵	تہذیب الصلوٰۃ		انشاء اللہ خان